

# سیرتِ اصحاب

سید جلال الدین احمد جعفری زینبی



# سیرت اصحاب

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن اصحاب کے  
حالات ہیں جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ بلکہ یہ مہاجرین کی اولاد  
ہیں۔ یا فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ یا اُس سے پہلے اسلام  
لائے مگر ہجرت نہ کر سکے

جس کو

جناب مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زہبی نے  
مسلمانوں کے فائدہ کے لئے جمع کیا  
جعفری برادر سے اپنے

مطبع انوار احمدی الہ آباد سے چھپوا کر شائع کیا

قیمت فی جلد ع

1/4

ادارہ شرکت مصنفین

نمبر ۳۷۱ پیر الہ بخش کالونی نمبر ۲ کراچی

DATA ENTERED.

# فہرست مضامین

۲۹۷۳ ۹۹۲۲  
ج ۲۹ ص  
۳۲۶۲

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۰	حضرت عثمان بن ابی العاصؓ	۶	حضرت ابن ابی اوفیؓ
۱۲۲	حضرت عدی بن حاتمؓ	۷	حضرت ثوبانؓ
۱۲۵	حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ	۸	حضرت جبیر بن مطعمؓ
۱۲۸	حضرت عمران بن حصینؓ	۹	حضرت جریر بن عبد اللہ بکلیؓ
۱۳۰	حضرت عبید بن ربیعہؓ	۱۲	حضرت حارث بن ہشامؓ
۱۳۱	حضرت ثنیٰ بن حارثہ شیبانیؓ	۱۶	حضرت حجر بن عدیؓ
۱۳۵	حضرت امیر معاویہؓ	۱۹	حضرت امام حسنؓ
۱۶۶	حضرت وحشی بن حربؓ	۲۳	حضرت امام حسینؓ
۱۶۷	حضرت یزید بن ابی سفیانؓ	۸۰	حضرت خطلہ بن ربیعؓ
۱۶۹	حضرت ابواسامہ باہلیؓ	۸۱	حضرت سراقہ بن مالکؓ
۱۷۱	حضرت ابولقیرؓ	۸۳	حضرت سعید بن العاصؓ
۱۷۳	حضرت ابوبکرؓ	۸۵	حضرت سہیل بن عمروؓ
۱۷۴	حضرت ابوجندلؓ	۸۹	حضرت صدقوان بن امیہؓ
۱۷۶	حضرت ابوسفیان بن حارثؓ	۹۱	حضرت عبداللہ بن جعفرؓ
۱۷۹	حضرت ابوسفیان بن حربؓ	۹۳	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
۱۸۷	حضرت ابوالعاصؓ	۱۱۱	حضرت عبداللہ بن عامرؓ
		۱۱۷	حضرت عبداللہ بن مغفلؓ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مفت

اَحْكَمَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ رُسُلِهِ  
فَحَبِّ وَالْاٰلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ اِس سے قبل میں نے  
مہاجرین و انصار وغیرہ کے مختصر حالات لکھ کر شائع کئے۔ آپ چند اُن  
صحاب کے حالات لکھتا ہوں جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ مگر حضورؐ کی صحبت  
میں رہے ہیں۔ ان میں بھی ایسے ایسے اصحاب ہیں جن کے برے مراتب  
ہیں۔ اور انھوں نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے ہیں۔  
صحابی اُس کو کہتے ہیں جس نے ایمان کے ساتھ حضورؐ کو دیکھا  
اور اسلام پر مرا۔ صحابہ سب عدول ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ  
اَصْحَابِیْ کَا لْجَوْمِ بِاَیْھِمُ اَقْتَدٰیْتُمْ اَقْتَدٰیْتُمْ۔ (میرے اصحاب ستاروں  
کی طرح ہیں۔ تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے) مگر مراتب میں  
فرق ہے۔ سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں۔ بترتیب خلافت۔  
اُن کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ۔ پھر بدروا لے۔ پھر اُحدوا لے۔ پھر  
بیعتہ الرضوان وا لے۔ پھر جو پہلے ایمان لائے علی الترتیب۔  
صحابہؓ کی آپس کی لطائیاں نفسانی لطائیاں نہ تھیں۔ اس لئے اسکی

وجہ سے کسی کو برا کہنا نہ چاہئے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَتَفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مِثْلَ أَحَدِهِمْ وَلَا تَصِيفُهُ۔ (میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ اس لئے کہ اگر تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تو میرے اصحاب کے ایک مدخیرات کے برابر بھی ثواب میں نہ پہنچے گا بلکہ آدھے مد کے برابر بھی نہ ہوگا) ف صَدِّقٌ صِدْقًا ایک پیام ہے جس میں ایک سیر کے قریب جو آتا ہے قنادا کے عالمگیری میں ہے کہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ) کو گالی دینا یا لعنت کرنا یا ان کی امامت سے انکار کرنا کفر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام اصحابؓ کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ سَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا تک پڑھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محمد الرسول اللہ اور ان کے اصحابؓ کے لئے کہ وہ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ مغفرت اور اجر عظیم کا۔ اور اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلادیا ہے کہ صحابہؓ کفار پر سخت ہیں۔ اور آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اس لئے جو شخص یہ کہے کہ کوئی صحابی دوسرے صحابی سے عداوت رکھتا تھا وہ قرآن کا منکر ہوگا۔ اور قرآن کا انکار کفر ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ



ایں بہت بہتر ہیں۔ پھر اُن لوگوں کی جو اُن سے قریب ہیں  
 (تابعین کی) پھر اُن لوگوں کی جو اُن سے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین کی)  
 کے بعد چھوٹ اور خیانت ظاہر ہوگی اور بلا ضرورت لوگ قسم کھائیں گے  
 چھوٹی گواہی دیں گے۔ ایسے وقت میں صحابہؓ اور تابعین اور اگلے نیک  
 کے قول اور فعل کی اتباع کرنی چاہئے۔ جو اس جماعت سے الگ  
 اُس کو شیطان بہکا کر جہنم کا راستہ دکھلا دے گا۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے  
 لے کو دیکھا اُس کو جہنم کی آگ جلا نہیں سکتی۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میرے اصحاب کو ہرگز کہنا جو شخص  
 کو دوست رکھے گا وہ میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھے گا۔ اور  
 اُن سے دشمنی رکھے گا وہ مجھ سے دشمنی کی وجہ سے اُن سے دشمنی  
 رکھے گا۔ اور جو اُن کو ایذا دے گا وہ مجھے ایذا دے گا۔ اور جو مجھے ایذا  
 دے گا وہ اللہ کو ایذا دے گا۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی۔ اللہ تعالیٰ  
 قریب اُس کو عذاب کرے گا (دنیا میں یا آخرت میں)۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اصحاب رسول اللہ کے حالات پر  
 ان کے قول اور فعل پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے محبوب بنیں۔ اور  
 نفرت کا استحقاق پیدا کر کے اپنی عاقبت بنائیں۔ قارئین کرام سے  
 یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر اگر نفع اٹھائیں تو مجھے نہ بھولیں۔ دعا  
 بر سے یاد کریں۔

ناچیز مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## (۱) حضرت ابن ابی اوفی رضی

آپ کا نام علقمہ اور عید اللہ اور ابو معاویہ کنیت تھی  
ابن ابی اوفی کے نام سے مشہور ہیں۔ صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام  
لائے حدیبیہ میں حضور کے ساتھ تھے۔ بیعت الرضوان میں شریک  
رہے اس کے بعد خیبر کی لڑائی ہوئی۔ اس میں بہادری سے لڑے۔ پھر  
جنگ خنین اور فتح مکہ میں بھی شریک رہے اور فتح مکہ سے پہلے جو لڑائیاں  
ہوئیں سب میں نہایت بہادری سے لڑے۔

ابتداء سے حضرت عمرؓ کے ابتدائی خلافت کے زمانہ تک مدینہ منورہ  
میں رہے جب کوفہ آباد ہوا تو وہاں جا کر رہنے لگے۔ اور اپنے قبیلہ  
اسلم کے محلہ میں گھر بنالیا۔ حضور کی وفات کے بعد سے آپؐ کسی  
لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ مگر جب حضرت علیؓ کے وقت میں  
خارجیوں نے سر اٹھایا تو مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور مسلمانوں کو یہ کہہ کر  
آمادہ کیا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کیا کرو۔  
اور خدا سے امن و عاقبت کی دعا کیا کرو۔ لیکن جب مقابلہ ہو جائے  
تو ثابت قدم رہ کر لڑو۔ اور یقین رکھو کہ تلواروں کے سایہ سے  
نیچے جنت ہے۔



آپ نے کافی عمر پاکر نبی امیہ کے دور میں ۸۶ھ سے ۸۸ھ کے اندر کوفہ میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ حضورؐ کے زمانہ میں اسلام لانے کے بعد سے برابر حضورؐ کے ساتھ رہے۔ اس لئے آپ سے بہت سی حدیثیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے غلمی مرتبہ کو ان کے زمانہ کے تمام علما مانتے تھے۔ اور اختلافی مسئلہ میں ان کے فیصلہ پر اعتبار کرتے تھے۔ آپ صدقہ و خیرات بھی بہت کرتے تھے۔ اکثر موقعوں پر حضورؐ آپ کو دعا دیتے تھے ایک مرتبہ آپ کے والد صدقہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا دی کہ خدایا! آل ابی اوفی پر رحمت فرما۔

## (۲) حضرت ثوبان رضی

آپ کا نام ثوبان اور ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ یمن کے رہنے والے حمیری خاندان سے تھے۔ حضورؐ کے خادم خاص تھے حضورؐ نے خرید کر کے آزاد کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ تمہارا دل چاہے اپنے خاندان والوں میں چلے جاؤ اور دل چاہے میرے ساتھ رہو۔ میرے ساتھ رہو گے تو اہل بیت میں تمہارا شمار ہوگا۔ آپ نے حضورؐ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اور یہیں رہ گئے۔ آپ ہر وقت حضورؐ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس لئے آپ سے



بہت سی حدیثیں روایت کی گئی ہیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضورؐ کے بعد علماء اور مفتیوں کی جماعت کے آپ بھی ایک رکن تھے۔ حضورؐ کی زندگی تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ حضورؐ کے بعد شام چلے گئے۔ رملہ میں رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں مصر کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ پھر رملہ سے حمص چلے گئے اور یہیں ۳۵ھ میں وفات پائی۔ اَنَا لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ

### (۳) حضرت حبیب بن مہم

آپ کا نام حبیب اور ابو محمد کنیت تھی۔ آپ کے والد مطعم نہایت نرم دل اور خدا ترس بزرگ تھے۔ اسلام سے قبل بھی انھوں نے حضورؐ کی مدد کی اور تمام قریش کے خلاف کچھ دنوں تک آپ کو اپنی حمایت میں رکھا۔ بدر کی لڑائی تک آپ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھوڑائے آئے تھے۔ اس وقت حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ سورہ طور کی آیتیں نماز میں تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ مسجد میں آئے۔ اُن آیتوں کا آپ کے دل پر نہایت قوی اثر پڑا۔ جب حضورؐ نے نماز تمام کی تو آپ نے بدر کے قیدیوں کے بابت عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے باپ کے احسانات مجھ پر ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے اور سفارش کرتے تو میں ضرور چھوڑ دیتا وہ واپس گئے تو تمام مشرکین نے عہد کیا کہ اس کا بدلہ ضرور



لیا جائے۔ جیسے اپنے غلام وحشی کو بھیجا اور کہا کہ اگر تم حضرت حمزہؓ کو شہید کر دو گے تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ اس غلام کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ حضرت جبریلؑ میں اسلام کا اثر تو اسی وقت ہو چکا تھا۔ مگر قوی تعصب سے اسلام نہ لائے۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان آپؐ نے اسلام قبول کیا۔

قبول اسلام کے بعد غزوہ حنین میں شریک تھے۔ واپسی کے وقت حضورؐ کے ساتھ تھے۔

اگرچہ آپؐ کو قبول اسلام کے بعد حضورؐ سے فیضیاب ہونے کا موقع کم ملا مگر احادیث بکثرت آپؐ کے حافظہ میں محفوظ تھیں جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

آپؐ علم انساب کے بڑے ماہر تھے۔ اور اس کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو جب نسب کی تحقیقات کی ضرورت پڑی تھی تو آپؐ ہی سے تحقیقات کرتے تھے۔

آپؐ نہایت حلیم اور بردبار تھے۔ غرور نام کو بھی نہ تھا۔ ۳۵ھ میں آپؐ نے وفات پائی۔ دولت کے محمد اور نافع یادگار چھوڑے۔

**۴۴) حضرت جریر بن عبد اللہ بکلیؓ**

آپؓ کا نام جریر اور ابو عمر کنیت تھی۔ یمن کے ایک شاہی خاندان



سے تھے۔ قبیلہ بجیلہ کے سردار تھے۔ رمضان سال ۱۱۰۰ھ میں اسلام لائے  
 آپ کے اسلام لانے کا یہ قصہ ہے کہ جب آپ حضور کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے تو حضور نے آپ کے پیچھے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ اور مسلمانوں  
 سے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا مسخرہ آدمی آئے تو اس کی عزت  
 کیا کرو۔ اس کے بعد جریر نے اسلام کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا  
 آنحضرت نے آپ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا۔ پھر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔  
 اور فرمایا جو شخص انسانوں پر رحم نہیں کرتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا  
 پھر فرمایا کہ صرف خدا کے وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا۔ اور پانچ  
 وقت کی نماز یا بندگی کے ساتھ پڑھنا۔ اور مال پر زکوٰۃ فرض ہے۔  
 اس کو ضرور ادا کرتے رہنا اور کافروں کی اطاعت نہ کرنا۔ قبول اسلام  
 کے بعد سب سے پہلے حضور کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔  
 اس میں مجمع کو چپ کرانے کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔  
 جب عرب کے تمام قبیلے اسلام کے اثر میں آگئے تو آپ نے  
 ان کے بت توڑ ڈالے۔ یمن کا بت خانہ جو کعبہ یمنی کے نام سے مشہور  
 تھا اس کے توڑنے کے لئے آپ کو بھیجا۔ آپ نے یہ عذر کیا کہ میں  
 گھوڑے کی پیٹھ پر سوار نہیں بیٹھ سکتا۔ حضور نے آپ کے سینہ پر ہاتھ  
 پھیرا اور دعا دی کہ اے خدا! ان کو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار کر اور  
 ہادی اور مہدی بنا۔ آپ حضور کی دعا کے بعد ڈیڑھ سو سواروں کے  
 ساتھ یمن پہنچے اور اس بت خانہ کو جس کا نام کعبہ یمنی رکھا



بچھوڑا تھا ڈھادیا اور جلا کر خاکستر کر دیا۔ اور حضور کو خبر دی۔ حضور نے اُن کو اور اُن کے ہمراہی سوار اور پیدل کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ آپ یمن ہی میں تھے کہ حضور نے اس عالم سے انتقال فرمایا۔ تین دن کے بعد آپ کو خبر ہوئی۔ سخت پریشان ہو کر لوٹے۔ خلافت صدیقی میں اس صدی کی وجہ سے بالکل خاموش زندگی بسر کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں عراق کی فوج کشی میں شریک ہوئے۔ اس لشکر میں آپ قبیلہ بکیلہ کے سردار تھے۔ اس لشکر کو لیکر حضرت عثمان بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جا ملے جو اس اسلامی لشکر کے سردار تھے حضرت عثمان نے آپ کو اس لشکر کے میمنہ (فوج کے دائیں جانب) کا حصہ کا افسر کر دیا۔ آپ نے اپنی جماعت کو لے کر نہایت زور کا حملہ کیا۔ ایرانی لشکر کا سردار مهران مارا گیا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ انھوں نے میدان خالی کر دیا۔

اس کے بعد یرموک میں اپنے قبیلہ کو لے کر لڑنے کی بڑی تمہیلات کی لڑائی ہوئی۔ رستم مارا گیا۔ اور مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس کے بعد کسریٰ کا پایہ تخت مدائن فتح ہوا۔ پھر چار ہزار فوج کے ساتھ آپ جلولا کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے۔

کچھ دنوں کے بعد اسلامی فوج جلوان پر بھیجی گئی۔ حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص جو اسلامی لشکر کے سردار تھے انھوں نے آپ کے پاس تین ہزار فوج بھیجی۔ اور یہ لکھا کہ اپنی فوج اور اس فوج



کو لے کر حلو ان روانہ ہو جاؤ۔ آپ سات ہزار فوج کے کروہاں پہنچے اور بلا کسی خونریزی کے اُس پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اہواز میں جو فوجیں ابو موسیٰ اشعریؓ کی سرداری میں پڑی تھیں اُن کی مدد کے لئے یہ بھیجے گئے۔ دونوں نے ملکر ہرمزان کا (جو ایران کے لشکر کا سردار تھا) مقابلہ کیا۔ ایرانی ہار گئے۔ وہاں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد شاہ ایران نے اپنے یہاں کے بہت بڑے سپہ سالار مروان شاہ کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کا کثیر لشکر حضرت نعمان بن مقرنؓ اور چار اور اصحابؓ کو سپہ سالار کر کے بھیجا۔ اُن چار میں ایک حضرت جریرؓ بھی تھے۔ اس معرکہ میں حضرت نعمانؓ نے شہادت پائی۔ حضرت جریرؓ بھی نہایت بہادری لڑے۔ مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں آپ ہمدان کے گورنر تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ سے بیعت کر لی۔ اور اپنے حلقہ حکومت میں سب سے حضرت علیؓ کے لئے بیعت لے لی۔ پھر کوفہ چلے آئے۔ جنگ جمل کے بعد جب حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کے لئے خط لکھا تو اُس خط کو نے کہ حضرت جریرؓ ہی گئے تھے۔ خط پیش کر کے آپ نے زبانی بھی یہ کہا کہ حجاز۔ یمن۔ مصر وغیرہ



کے تمام لوگ بیعت کر چکے ہیں صرف شام باقی رہ گیا ہے۔ اگر شام والوں نے بیعت نہ کی اور ان ملکوں میں سے ایک ملک نے بھی شام کا مقابلہ کیا تو شام والے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشورہ دینے والوں سے مشورہ لیا۔ انھوں نے خلافت رائے دی۔ اس لئے امیر معاویہ نے انکار کر دیا۔ جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قوت اور ان کے انتظامات کا بھی تذکرہ کیا۔ اشرع جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت گزار جماعت میں سے تھے۔ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو ان پر شک ہوا۔ انھوں نے کہا کہ امیر المومنین اگر آپ ان کے بجائے مجھے بھیج دیتے تو میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجبور کر کے بیعت لیتا۔ آپ نے کہا کہ اب جا کر یہ کام کر لو۔ اشرع نے کہا کہ اب تم کام بگاڑ آئے میں جا کر کیا کروں گا۔ ہاں اگر امیر المومنین اجازت دیں تو میں تم کو اور تم ایسے اور لوگوں کو معاملات کے فیصلہ تک قید کر دوں۔ جریر رضی اللہ عنہ کو اس طرح کی باتوں سے سخت صدمہ ہوا۔ فوراً اپنے بال بچوں کو لے کر کوفہ چلے گئے۔ جنگ حنین میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بقیہ زندگی وہیں بسر کی۔

آپ کا فضل و کمال

اگرچہ آپ بہت آخری زمانہ نبوت میں اسلام لائے مگر جو وقت



ملا اُس سے آپ نے پورا فائدہ اٹھایا۔ آپ کی روایت سے نشو و نما  
کتب حدیث میں موجود ہیں۔

حضور آپ کو بے حد مانگتے تھے۔ اور بڑی عزت کرتے تھے۔ جب  
حضور کے در دولت پر حاضر ہوتے کبھی محروم واپس نہ جاتے۔ حضور  
نما شان بھی آپ کا تذکرہ فرمایا کرتے۔ اور یہ کہتے کہ یہ ہیں کے بہترین  
شخص ہیں۔ ان کے چہرہ پر بادشاہی کی علامت ہے۔

خلفا بھی آپ کی عزت کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ  
خدا تم پر رحمت کرے۔ تم جاہلیت میں بھی اچھے سردار تھے اور اسلام  
میں بھی اچھے سردار ہو۔

### (۵) حارث بن ہشامؓ

آپ کا نام حارث اور ابو عبد الرحمن کنیت تھی۔ ابوہل کے حقیقی  
بھائی تھے۔ مکہ کے رئیس اور بڑے فیاض تھے۔ حضور کو آپ کے سلام  
کی خواہش تھی۔ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ اور سب سے پہلے غزوہ  
حنین میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد مکہ لوٹ گئے مگر حضورؐ کی وفات  
کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب خلافت  
کے بارہ میں مہاجرین اور انصار میں اختلاف ہوا اس وقت آپ نے  
کہا کہ اگر حضورؐ نے اَلَا اِمَّةٌ مِنْ قُرَیْشٍ نہ فرمایا ہوتا تو ہم انصار کو بھی  
اس کا حق سمجھتے۔ کیونکہ وہ بھی اس کے اہل ہیں۔ مگر حضورؐ کے فرماں

میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اگر قریش میں صرف ایک شخص باقی ہوتا تو خدا اسی شخص کو خلیفہ بناتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب شام پر فوج بھیجے گا اور وہ کیا تو بہت سے رؤسائے قبیلہ کو اس میں شرکت کے لئے خط بھیجے جارہا تھا کہ ابھی خط لکھا آپ فوراً آمادہ ہو گئے۔ مگر چونکہ یہ غریبوں کی بہت مدد کرتے تھے اس لئے لوگوں کو ان کے جانے سے سخت تردد ہوا تمام مکہ ماتم کدہ بن گیا۔ سب لوگ زار زار روتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو تسکین دی اور کہا کہ میں تم سے اس لئے نہیں جدا ہو رہا ہوں کہ مجھے تمہارے مقابلہ میں کوئی ذاتی منفعت کی امید ہے۔ بلکہ ایک ضروری معاملہ پیش آگیا ہے۔ جس میں ایسے اشخاص شریک ہو چکے ہیں جن کا تجربہ اور خاندانی اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں ہے اگر ہم نے ایسے موقع کو چھوڑ دیا تو اگر مکہ کے تمام پہاڑ سوسنے کے ہو جائیں اور ہم سب کو خدا کی راہ میں دیدیں تب بھی اس کے ایک دن کے برابر ہم کو اجر نہیں مل سکتا۔ ہم صرف خدا کے لئے مکہ کو اور ہم کو چھوڑ رہے ہیں۔

غرض نہایت جوش سے آپ مکہ پہنچے اور اجنادین کو نہایت بہادری سے فتح کرتے ہوئے ہر منوک پہنچے یہیں آپ شہید ہو گئے۔  
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔

(ان کا ایک انتہائی اسلامی ایشیاء کا واقعہ ہے۔ وہ یہ کہ آپ سخت زخمی ہو کر گرے تھے۔ جاں کنڈنی کا وقت تھا۔ پیاس کا آپ کے حذغلبہ



تھا۔ آپ نے پانی مانگا۔ پانی آیا۔ پاس ہی ایک مجاہد زخمی پڑے تھے۔  
 اُن کے کراہنے کی آواز آئی۔ آپ نے اشارہ سے کہا کہ اُن کو پہلے پانی  
 پلاؤ۔ اُن کے پاس ایک تیسرے زخمی مجاہد پڑے تھے اُنھوں نے  
 اُن کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ جب اُن کے پاس پانی  
 پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے۔ وہاں سے دوسرے صاحب کے پاس  
 پانی لائے تو وہ بھی راہ حق میں جان دے چکے تھے۔ پھر لوگ ان کے  
 پاس پانی لائے تو یہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ اسی طرح یقینوں مجاہدین نے  
 اسلامی ایشار کا نمونہ دکھلایا اور پیاسے خدا کے حضور میں حاضر ہو گئے۔  
 آپ نہایت فیاض۔ سیر چشم۔ اور غربا پر در اور پر جوش سچے  
 مسلمان تھے۔

## ۲۶ حضرت حجر بن عدیؓ

آپ کا نام حجر اور خیر لقب تھا۔ کندہ کے شاہی خاندان سے  
 تھے۔ ان کے اسلام لانے کا صحیح زمانہ تاریخوں سے نہیں معلوم ہوتا  
 مگر قیاس یہ ہے کہ آپ ۹ھ میں اسلام لائے۔ جب کندہ کا وفد  
 مدینہ آیا تھا۔

چونکہ آپ بہت آخر میں اسلام لائے۔ اس لئے حضورؐ کے  
 زمانہ میں شرف جہاد سے محروم رہے۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے  
 زمانہ میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ مدائن

ہیں پھر جلولا میں شریک ہوئے۔ جلولا کی جنگ میں آپ مہینہ (فوج کے اپنے حصہ) کے افسر تھے۔

جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پرچم حامیوں میں تھے۔ شروع سے آخر تک آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آپ سخت مخالف تھے۔ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو کندہ اور حضور موت وغیرہ قبائل کا افسر بنایا تھا۔

جنگ صفین کے بعد جب نہروان میں خارجیوں پر فوج کشی کی گئی اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو مہینہ کا افسر مقرر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ اُسی طرح حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ رضی اللہ عنہما کو مانتے رہے۔ حضرت امام حسنؑ نے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ مگر حضرت امام حسینؑ نے آپ کو بہت سمجھایا۔ تو آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی کسی معاملہ میں شریک نہیں ہوئے (لیکن جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو عراق کا حاکم بنایا تو زیاد کی سختیوں اور بد اخلاقیوں کی وجہ سے آپ نے اُن سے سخت مخالفت کی۔ زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شکایت لکھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ معہ اپنے اور گیارہ ساتھیوں کے جن پر مخالفت کا الزام تھا شام روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن میں سے چھ کو چھوڑ دیا۔ اور چھ کو قتل

کرنے کا حکم دیا۔



جب جلاوان سب کو مقتل کی طرف لے چلے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی۔ اجازت دی گئی۔ آپ نے نماز پڑھی اس کے بعد وصیت کی کہ میری بیڑیاں نہ کاٹی جائیں اور خون نہ دھویا جائے۔ تاکہ میں اسی حالت سے امیر معاویہؓ سے پہل صراط پر ملوں وصیت کے بعد جلاوان نے آپ کو قتل کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا رَہِہُ واقعہ افسوس کا ہے۔

آپ حضرت علیؓ کے خاص حامیوں میں سے تھے۔ اہل کوفہ میں ہر دل عزیز تھے۔ اہل بیت نبویؐ میں آپ کی بڑی عزت تھی۔ اس واقعہ کا سب کو بے حد صدمہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے جب آپ کی گرفتاری کی خبر سنی تھی اس وقت عبدالرحمن بن عازبؓ کو حضرت امیر معاویہؓ کے پاس دوڑایا کہ حجر اور ان کے ساتھیوں میں خدا کا خوف کریں۔ مگر جب حضرت عبدالرحمنؓ پہنچے تو حضرت خضرؓ شہید ہو چکے تھے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو بڑی ملامت کی۔ امیر معاویہؓ نے جواب دیا کہ میں کیا کرتا زیاد نے ان کی بڑی شکایت لکھی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خبر ہوئی تو زار زار رونے لگے۔ خود امیر معاویہؓ کے خیر خواہوں کو بھی ان کے قتل سے صدمہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ کو جب قتل کی خبر ہوئی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ جب امیر معاویہؓ حج کے سلسلہ میں زیارت کے لئے مدینہ آئے اور حضرت عائشہؓ سے ملنے

میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بے حد ملامت کی اور فرمایا کہ تم کو جگر رضی اللہ عنہ کے  
 عالمہ میں خدا کا خوف نہیں ہوا۔  
 آپ اپنے خاندانی اعزاز کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی بہت عزت رکھتے  
 تھے آپ کا شمار فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا۔

## (۷) حضرت اقام حسن بن علی رضی اللہ عنہ

آپ کا نام حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور ابو محمد اور ریحانۃ البیہ اور شبیبہ رسول  
 ب تھا۔ حضور کی ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک کے مہینہ  
 مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضور کو خبر ہوئی تو آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا  
 کے گھر تشریف لائے۔ اور منگا کر دیکھا اور حسن نام رکھا۔ ساتویں دن  
 عقیقہ کیا دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ سر کے بال اُتروائے۔ اُن کے ہون  
 اندی خیرات کی۔

یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر پارہ رسول اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باب العلوم کے  
 صاحبزادے اور حضور کے نواسے تھے۔ حضور کو آپ سے بے حد محبت  
 تھی۔ آپ کی وجہ سے حضور روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے  
 آپ کو کبھی گود میں کبھی کندھوں پر لے کر نکلتے آپ کو اگر تھوڑی تکلیف  
 تھی پہنچتی تو حضور بے قرار ہو جاتے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کبھی نماز کی حالت میں آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے۔  
 بھی رکوع کی حالت میں ٹانگوں کے درمیان گھسن جاتے۔ کبھی آپ کی



ریش مبارک سے کھلتے۔ غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے حضور سب برداشت کرتے۔ کبھی کچھ نہ کہتے بلکہ ہنس دیا کرتے آپ اکٹھ برس ہوئے تھے کہ حضور کا سایہ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے کبھی راستہ میں کھلتے دیکھتے تو آپ کو اٹھا کر کندھوں پر بٹھالیتے اور فرما کہ یہ حضور کے مشابہ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دونوں بھائیوں کے ساتھ ایسی ہی محبت کرتے تھے۔ جب حضرت عمر نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظیفے مقرر کئے تو اگرچہ آپ اس صف میں نہ آتے تھے مگر حضور کی نسبت کی وجہ سے آپ بھی پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ ویسی ہی محبت کی اس وقت یہ جوان ہو چکے تھے۔ سب سے پہلے آپ طبرستان کو جو فوج بھیج گئی اس میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کے خلاف فتنہ اٹھا۔ اور باغیوں نے قصر خلافت گھیر لیا تو آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ محاصرہ اٹھنے تک کے لئے مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ کیونکہ اگر آپ کی موجودگی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ پر اس کا الزام آئے گا۔ لیکن باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی براہ کرتے رہے۔ اس لئے آپ کہیں نہ سکے البتہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے

ہج دیا۔ آپ نے نہایت بہادری سے اس خطرہ کی حالت میں اپنے اور  
ساتھیوں کو لے کر باغیوں کو روکا۔ اور اندر گھسنے نہ دیا۔ اس مدافعت میں  
وہ بھی زخمی ہوئے۔ مگر حفاظت کی تمام تدبیریں ناکام رہیں۔ باغی  
رگھس گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی ہوئی  
نہایت غصہ میں آپ کو طمانچہ مارا اور کہا کہ تم نے کیسی حفاظت کی  
تہ اُن کو بچا نہ سکے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے مشورہ  
دیا کہ جب تک تمام ممالک اسلامیہ کے لوگ آپ سے خلافت کے لئے  
رخواست نہ کریں آپ قبول نہ فرمائیے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے۔ جب وہ  
کسی کو خلیفہ مان لیں تو تمام ممالک اسلامیہ پر اس کی اطاعت واجب  
ہے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت قبول کر لی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لئے اُٹھے۔ اُس وقت پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مدینہ لوٹ چلیں۔ اور کچھ دنوں کے لئے  
گھر میں بیٹھ رہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں مدینہ  
لوٹنا گھر میں بیٹھ رہنا امت کے ساتھ قریب کرتا ہے اس لئے حضرت  
علی رضی اللہ عنہ اس مشورہ پر بھی عمل نہ کیا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے تو آپ نے اپنے



باپ کا ساتھ دیا۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کے ساتھ آپ اہل کوفہ کو  
حضرت علیؓ کی مدد کے لئے آمادہ کرنے کو نکلے۔ کوفہ پہنچ کر آپ نے سب  
کو آمادہ کیا۔ ۹۶۵ آدمی آپ کے ساتھ ہوئے۔ سب کو بیکر حضرت علیؓ  
کے پاس آئے۔ اور جنگ کے فیصلہ تک برابر ساتھ رہے۔ جنگ جمل  
کے بعد جنگ صفین کا واقعہ ہوا۔ اس میں بھی آپ اپنے والد کے  
ساتھ رہے۔ اور جنگ کے ملتوی ہونے پر جو معاہدہ ہوا اس پر  
آپ نے اپنی گواہی لکھی۔

خلافت کے پانچویں سال حضرت علیؓ پر ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ  
کیا۔ نقل و حرکت سے معذور ہو گئے۔ جمعہ کی امامت حضرت  
امام حسنؓ نے کی اور حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ خدا کے  
جس نبی کو بھیجا اُس کو ایک ذات ایک قبیلہ اور ایک گھر عنایت فرمایا  
اس ذات کی قسم جس نے مجھ کو بھیجا جو شخص ہم اہلیت کا کوئی حق  
ظلم کرے گا۔ خدا اُسی قدر اس کا حق گھٹا دے گا۔ زخم لگنے سے  
تیسرے دن آپ نے وفات پائی۔ حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفرؓ  
نے غسل دیا۔ حضرت امام حسنؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز فجر سے  
پہلے مقام رجمہ میں جامع مسجد کے قریب آپ کو دفن کیا۔ اِنَّا لَنَكْبِرُ  
وَاِنَّا لَیَبْرُ اِحْشَوْنَ۔

دفن کے بعد آپ جامع مسجد تشریف لائے۔ مسلمانوں نے بیعت  
کے لئے ہاتھ پڑھائے۔ آپ نے بیعت سے بیعت لی۔ اور یہ تقریر

فرمانی لوگو! کل تم سے ایسا شخص جدا ہوا ہے جس سے نہ اگلے بڑھ سکے  
 نہ پچھلے اس کو پاسکیں گے۔ حضور اسلامی جھنڈا دے کر لڑائیوں میں  
 ان کو بھیجے تھے۔ وہ کسی جنگ میں کبھی ناکام نہیں رہے۔ حضرت  
 میکائیلؑ اور حضرت جبرائیلؑ داہنے اور بائیں اُن کے جلو میں ہوتے  
 تھے۔ انھوں نے سانس و درہم کے سوار جو اُن کی تنخواہ سے بیچ  
 کر دے تھے۔ کوئی پتھر نہیں چھوڑی۔ یہ درہم بھی ایک خادم خرید کرنے  
 کے لئے جمع کئے تھے۔ اس تقریر کے بعد آپؐ نے خلافت کا کام  
 منشاء و روع کیا۔

اپنے معاویہؓ نے آپؐ سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن عامر کو  
 پہلے روانہ کیا۔ یہ انبار ہوتے ہوئے بد اثرن پہنچے۔ حضرت امام حسنؓ رضی  
 اس وقت کوفہ میں تھے۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ بھی کوفہ سے بد اثرن کی  
 طرف بڑھے۔ سبابط بن جابر اپنی فوج میں کچھ کمزوری دیکھی۔ اور یہ خیال  
 ہوا کہ اگر لڑائی ہوئی تو مسلمانوں کا کثرت سے خون بہے گا۔ اس طرح  
 مسلمانوں کا خون بہا کر خلافت لینا اچھا نہیں ہے۔ اس لئے اُس جگہ  
 رک کر مسلمانوں سے یہ فرمایا کہ

میں کسی مسلمان سے اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا۔ تمہارے لئے  
 بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ تمہارے سامنے  
 ایک راستے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ تم اُسے قبول کرو گے۔ جس  
 اتحاد و یکجہتی کو تم نا پسند کرتے ہو وہ اس تفرقہ اور اختلاف سے کہیں



بہتر ہے جسے تم چاہتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر آدمی لڑائی سے اپنا پہلو بچاتے ہیں۔ میں تم لوگوں کو مجبور کرتا نہیں چاہتا۔ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اگر لڑائی ہو تو مسلمانوں کا کثرت سے خون بہے گا پھر بھی نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ معلوم نہیں۔

آپ کی یہ تقریر سن کر لوگوں کو حیرت ہو گئی کہ امام اس کو کیسے سمجھ گئے۔ بہت سے خارجی تھے جو لڑنا چاہتے تھے۔ انھوں نے آپ کے ساتھ بے ادبی کی۔ جس مصلے پر آپ ٹھہرے تھے اس کو چھین لیا گئے سے چادر کھینچ لی۔ آپ نے جب یہ حالت دیکھی تو گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے خیر اندیش رفیعہ اور مددگار کو آواز دی۔ انھوں نے خارجیوں کے نزعہ سے آپ کو چھوڑا یا۔ آپ سیدھے مدائن روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر قصر ابیض میں قیام فرمایا۔ چوں کہ خارجیوں کے نزعہ میں آپ زخمی ہو گئے تھے۔ اس لئے زخم کے اچھے ہونے تک یہیں مقیم رہے۔

شفا ہونے کے بعد آپ پھر عبید اللہ بن عامر سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر آپ کے ساتھیوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انبار آئے کی خبر سنی تو جنگ میں شہستی کرنے لگے آپ نے اپنی جماعت کو سست دیکھا تو پھر مدائن لوٹ گئے وہاں عبید اللہ بن عامر نے آپ کو گھیر لیا۔ اُس وقت آپ نے ان شرائط پر امیر معاویہ سے صلح کر لی۔

کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے۔ سب کو کامل امان دیا جائے۔ اہواز کا کل خراج حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیا جائے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دو لاکھ سالانہ اس کے علاوہ دیا جائے صلے اور عطیات میں بی بی ہاشم کو بی بی امیہ پر ترجیح دی جائے۔

عبید اللہ بن عامر نے یہ شرائط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیں انھوں نے بلا ترمیم سب شرطیں منظور کر لیں۔ اور اپنے قلم سے دستخط کر دیا۔ اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو فہ تشریف لے گئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہاں آکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اور زبانی تمام شرطوں کا اقرار کیا۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے سے آپ نے مجمع عام میں بھی دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ خلافت تمھارے لئے فتنہ اور چند روزہ سرمایہ ہے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ صرف پانچ چھ مہینہ رہا۔

ان معاملات کے طے ہو جانے کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ شہر میں آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دیدیا۔ زہر قاتل تھا۔ دل اور جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے حالت بیان کی۔ انھوں نے زہر دینے والے کا نام پوچھا۔ آپ نے فرمایا نام یوحنا ہے۔ عرض کیا اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا



خدا بہتر بدلہ لیتے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور کے پہلو کے مبارک میں دفن کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دیدی پھر فرمایا کہ میرے مرے کے بعد پھر پلو چھ لینا۔ اور فرمایا کہ مجھے خطہ ہے کہ اس معاملہ میں نبی آپسہ مزاحم ہوں گے اگر ایسا ہوا تو اصرار نہ کرنا۔ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

زہر کے تیسرے دن ربیع الاول ۴۹ گریبانہ میں ۶۴ یا ۶۵ سال کی عمر میں آپ اس دنیا سے فانی ہو چھوڑ کر محبوب حقیقی سے وصل ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پھر اجازت چاہی آپ نے اجازت دیدی۔ لیکن مروان نے روکا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کرنا چاہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت بھول گئے۔ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا وصیت یاد آئی۔ سعید بن العاص عامل مدینہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی جنت البقیع میں اپنی والدہ جگر گوشہ نبی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن ہوئے۔

## آپ کا کمال علمی

حضور کی وفات کے وقت آپ صرف آٹھ برس کے تھے۔ اس لئے براہ راست حضور سے آپ کو فیض نہیں حاصل ہوا۔ مگر آپ کے والد

حضرت علیؓ علوم کے سرچشمہ تھے اس لئے آپ بھی علوم دینی سے لے کر  
 نہیں رہے۔ مدینہ میں علماء کی جماعت میں آپ کا بھی شمار تھا۔  
 آپ کی روایت سے حدیثیں بھی ہیں جن کو آپ نے حضرت علیؓ اور  
 حضرت عائشہؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت محمد بن سیرینؓ وغیرہ  
 سے روایت کی ہیں۔

خود ہی علوم کے علاوہ آپ کو اس زمانہ کے مروجہ علوم میں بھی کافی  
 مہارت تھی۔ شاعری اور زبانی تقریر آپ بہت عمدہ کرتے تھے۔

## آپ کے حکیمانہ اقوال

۱۔ ایک شخص نے پوچھا سب سے اچھی زندگی کون بسر کرتا ہے۔  
 فرمایا جو اپنی زندگی میں دوسروں کو بھی شریک کرے۔ پھر پوچھا سب سے  
 بڑی زندگی کس کی ہے۔ فرمایا جس کے ساتھ کوئی دوسرا اس کی زندگی  
 میں شریک نہ ہو۔

۲۔ ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ اس کے لئے کسی نااہل  
 کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳۔ ایک شخص نے آپ سے کہا مجھے موت سے بہت ڈر معلوم ہوتا  
 ہے کیا سب سے بڑا فرمایا یہ اس لئے ہے کہ تم نے اپنا مال تجھے چھوڑ دیا ہے  
 اگر اس کو آگے بھیج دیا ہوتا تو اس تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتے  
 اور خوش ہوتے۔



۴۔ مکارم اخلاق دس ہیں۔ زبان کی سچائی۔ جنگ کے وقت حملہ کی شدت۔ سائل کو دینا۔ حسن خلق۔ احسان کا بدلہ دینا۔ صلہ رحمی پر ویسی کی حفاظت اور مدد کرنی۔ حق دار کے حق کو پہچاننا۔ مہمان نوازی ان سب سے بڑھ کر شرم و حیا۔

۵۔ امیر معاویہؓ نے۔ مروت۔ کرم۔ بہادری کے معنی پوچھے آپ نے فرمایا۔ مروت کہتے ہیں انسان کو اپنے مذہب کی اصلاح کرنا۔ اپنے مال کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنا۔ اور اُسے موقع سے صرف کرنا۔ سلام زیادہ کرنا۔ لوگوں میں ہر دل عزیز بننے کی کوشش کرنا۔ اور کرم کہتے ہیں مانگنے سے پہلے دینا۔ احسان اور سلوک کرنا۔ وقت پر کھلانا پلانا۔ بہادری کہتے ہیں۔ بروسی کی طرف سے مدافعت کرنا۔ اُس کی مصیبت میں کام آنا۔ ضرورت پر مدد کرنا۔ اپنی مصیبت پر صبر کرنا۔

۶۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ حکومت میں ہم پر کیا فرائض ہیں آپ نے فرمایا جو حضرت سلیمانؑ نے بتلائے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں خدا کا خوف کرے۔ غصہ اور خوشی میں عدل و انصاف کرے۔ فقر و دولت مندی میں درمیانی چال چلے۔ زبردستی کسی کا مال غصب نہ کرے۔ اور نہ اُس کو بے جا صرف کرے۔ جب تک وہ ان باتوں پر عمل کرتا رہے گا اُس کو دنیا میں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

## اخلاق و عبادت

آپ عابد اور زاہد اور متقی تھے۔ دنیا کے جاہ و شہر سے بالکل بے نیاز تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضورؐ کے ارشاد کے مطابق حق خلافت راشدہ کا زمانہ صرف ۶ ماہ باقی رہ گیا تھا اس کو پورا کر کے آپ اس سے دست بردار ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد صرف ۳۳ سال خلافت رہے گی۔ پھر بادشاہت ہو جائے گی۔

آپ کا محبوب ترین مشغلہ عبادت تھا۔ آپ کے وقت کا بڑا حصہ عبادت میں صرف ہوتا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد تسبیح سورج نکلنے تک مصلے پر بیٹھے رہتے تھے۔ پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے آئے جاتے والوں سے ملتے۔ دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھتے پھر اہمات المؤمنین کے پاس سلام کے لئے جاتے۔ پھر گھر ہو کر مسجد چلے آتے۔

مکہ معظمہ کے قیام کے زمانہ میں یہ معمول تھا کہ عصر کی نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ادا فرماتے۔ نماز کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف میں مشغول ہو جاتے۔ سوتے وقت روزانہ سورہ کہف کی تلاوت فرماتے۔ حج کے لئے پاپادہ جاتے۔

(آپ نہایت قیاض تھے۔ تین بار اپنا آدمی مال راہ خدا میں دیدیا ایک بار ایک شخص مسجد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ خداوند! مجھے دس ہزار روپیہ کہیں سے دلوادے۔ آپ نے سن لیا۔ گھر تشریف



لے گئے۔ دس ہزار روپے۔ اُس کو دیدئے۔ اس طرح کی سیکڑوں مثالیں  
آپ کی فیاضی کی ہیں۔

آپ بے حد خلیق بھی تھے۔ اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت  
پوری کرتے تھے۔ ایک دن آپ طواف کر رہے تھے۔ کسی نے اپنی  
ایک ضرورت سے آپ کو لیجانا چاہا۔ آپ طواف چھوڑ کر اُس کے ساتھ  
چلے گئے جب آپ لوٹ کر آئے تو کسی نے اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا  
کہ حضور کا حکم ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی ضرورت پوری  
کرنے کے لئے جاتا ہے اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے  
اگر ضرورت پوری نہیں ہوتی جب بھی ایک عمرہ کا ضرور ثواب ملتا ہے۔  
اس لئے میں گیارہ حج و عمرہ کا ثواب بھی لیا اور طواف بھی پورا کر لیا۔  
آپ نہایت مستعمل اور بردبار تھے۔ جب آپ نے امیر معاویہؓ سے  
صلح کر لی تو لوگوں نے آپ کو نہایت برا بھلا کہا۔ مگر آپ کبھی غصہ نہ  
ہوئے۔ بلکہ نرمی سے جواب دیتے تھے کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ ابلستہ  
ملک کی طمع میں مسلمانوں کا خون بہانا میں نے پسند نہیں کیا۔  
مروان جمعہ کے دن ممبر پر چڑھ کر حضرت علیؓ کو برا کہتا۔ گالیاں  
دیتا۔ آپ سنتے اور چپ رہتے۔ ایک بار اُس نے آپ سے حضرت  
علیؓ کو نہایت سخت کلمات کہلا بھیجے۔ آپ نے کہا کہ میں گالی دیکر  
تم پر سے گالی دینے کا داغ نہ مٹاؤں گا۔ ایک دن ہم تم دونوں خدا  
کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اگر تم سچے ہو تمھاری سچائی کا بدلہ دے گا

رچھوٹے ہو تو وہ بڑا منتقم ہے۔

اس غیر معمولی تحمل کا مروان پر بھی اثر تھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جنازہ پر روتا تھا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اب کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا کہ وہ پہاڑ سے زیادہ عظیم و بردبار تھے۔

## آپ کے فضائل

حضور کو حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ سے اپنے تمام اس بیست سے زیادہ محبت تھی اور خداوند کریم سے دعا فرماتے تھے! خداوند میں ان کو محبوب رکھتا ہوں۔ تو بھی ان کو محبوب رکھ۔ اور ان کے محبوب رکھنے والوں کو محبوب رکھ۔

ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور خطبہ دے رہے تھے حضرت حسینؑ آئے آپ نے خطبہ چھوڑ دیا مہر سے اترے۔ دونوں اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا اور فرمایا کہ خدا نے پیچ کہا ہے کہ تمہارا مال اور عاری اولاد فتنہ ہیں۔ ان دونوں بچوں کو آتے ہوئے دیکھ کر میں ضبط نہ رکھ سکے خطبہ چھوڑ کر ان کو اٹھالیا۔

کبھی حضور نماز پڑھتے ہوئے۔ حضرت حسینؑ سجدہ کی حالت میں پاکی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ جب تک یہ اتر نہ جاتے آپ سجدہ سے سر نہ اٹھاتے۔ کبھی رکوع کی حالت میں دونوں پاؤں کے بیچ میں مس جاتے آپ منع نہ فرماتے۔



کبھی آپ اندر سے ان کو کندھوں پر لے کر نکلتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا کہ اچھی سواری ہے۔ حضورؐ نے فرمایا سوار۔ کبھی کتنا اچھا ہے۔

کبھی آپ دونوں کو چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لاتے۔ ایک مرتبہ آپ دونوں کو چھپائے ہوئے نکلے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ چادر میں کیا چھپائے ہوئے ہیں۔ آپ نے چادر ہٹا دی تو حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہما آپ کے فرمایا یہ دونوں میرے بچے اور میری لڑکی کے لڑکے ہیں۔ خدایا میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں اس لئے تو بھی محبوب رکھ۔ اور ان کے محبوب رکھنے والوں کو بھی محبوب رکھ۔ کبھی آپ فرماتے تھے کہ دونوں جنت کے دو پھول ہیں۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں عشا کی نماز پڑھ کر حضورؐ کے ساتھ ہولیا۔ آپ نے میری آواز سن کر پوچھا کون! حذیفہؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے دیکھو ابھی ایک فرشتہ آیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس کا خدا نے بھیجا ہے۔ کہ وہ مجھے سلام کہے اور مجھے خوش خبری دے کہ حضرت فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضورؐ نے حضرت امام حسنؓ کے بابت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ میرے

یہ بیٹا سید ہے۔ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امیر معاویہؓ سے صلح کے وقت حضرت امام حسنؓ نے اس پیشین گوئی کی تصدیق فرمائی۔

## ۱۰ حضرت امام حسین بن علیؓ

آپ کا نام حسین اور ابو عبد اللہ کنیت اور سید شباب اہل جنت اور ریحانۃ اللہ لقب تھا۔ حضورؐ سرور عالمؐ کے نواسے اور جگر پارہ رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے صاحبزادے تھے۔

آپ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے کہ حضرت عارتؓ کی صاحبزادی نے خواب دیکھا کہ کسی نے رسولؐ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا۔ حضورؐ سے خواب بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا حضرت فاطمہؓ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اُسے گود میں لوگی۔ شعبان ۱۰ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ اور خواب کی تعبیر کا ظور ہوا۔

حضورؐ کو ولادت کی خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے بچہ کو منگا کر گود میں لیا۔ اور کانوں میں اذان دی۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے بموزن چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے عقیقہ کیا۔ حضورؐ نے آپ کا نام حسینؓ رکھا۔ حضورؐ آپ کے ساتھ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت امام حسنؓ



کے ساتھ غیر معمولی شفقت فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کے گھر روزانہ دونوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ دونوں کو بلا کر پیار کرتے اور کھلاتے۔ دونوں بچے بھی آپ سے بے حد مانوس تھے شوخی کرتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی کسی شوخی پر تنبیہ نہیں فرمائی بلکہ اس سے خوش ہوتے تھے۔ آپ سات برس کے تھے کہ آپ کے سر سے حضورؐ کا سایہ عاطفت اٹھ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی حضورؐ کے نواسے ہونے کی وجہ سے بہت مانتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب اصحاب بدر کے لڑکوں کے دو دو ہزار وظیفہ مقرر کئے تو حضرت حسینؓ کا وظیفہ محض قرابت رسولؐ کے لحاظ سے پانچ پانچ ہزار ماہوار مقرر کیا۔ آپ امام حسینؓ سے فرماتے تھے کہ ہماری عزت جو کچھ ہے وہ خدا کے بعد تمہیں لوگوں کی دی ہوئی ہے۔

حضرت عثمانؓ کے وقت میں آپ پورے جوان تھے۔ ۳۰ھ میں طبرستان کی جنگ میں آپ شریک ہوئے۔ اس کے بعد جب حضرت عثمانؓ کے گھر کو باغیوں نے گھیر لیا تو حضرت علیؓ نے آپ کو اور حضرت امام حسنؓ کو حفاظت کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ باغی اندر نہ گھسنے پائیں ان دونوں بھائیوں نے نہایت بہادری سے باغیوں کو اندر جانے سے روکا۔ مگر باغی کوٹھے پر چڑھ کر اندر اتر گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ کو خبر معلوم ہوئی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ اور ان

دونوں بھائیوں سے سخت باز پرس کی کہ تمہارے ہوتے ہوئے باغی کیسے اندر گھس گئے۔

جنگ جمل میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تھے۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد حضرت عائشہؓ کو کئی میل تک پہنچانے گئے۔ پھر جنگ صفین میں بھی اپنے والد کے ساتھ رہ کر نہایت بہادری سے لڑے۔ جب جنگ ملتوی ہوئی تو معاویہؓ پر غور و جدوجہد سے آپ کے بھی دستخط تھے۔ جنگ صفین کے بعد خمار ج کی سرکوبی بھی نہایت بہادری سے کی۔

اس کے بعد شکستہ میں حضرت علیؓ پر ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا۔ اس وقت حضرت حسنینؓ کو بلا کر مفید نصیحتیں کیں۔ اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے۔ مگر مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح اور خلافت سے دست برداری کا ارادہ کیا۔ اس وقت حضرت امام حسینؓ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے سخت مخالفت کی۔ مگر ان کے بے ارادہ کے سامنے آپ کی مخالفت کا اثر نہ ہوا۔ اور اسلام میں حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی۔ اور خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ پھر آپ نے بھی کوئی عذر نہ کیا۔



اگرچہ آپ امیر معاویہؓ کو حق پر نہ سمجھتے تھے۔ مگر اُس زمانہ کی لڑائیوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ ۳۹ھ میں قسطنطنیہ کے معرکہ میں بھی آپ شریک رہے۔ اسی سال حضرت امام حسنؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

اگرچہ امیر معاویہؓ سے حضرت امام حسینؓ کو اپنے بڑے بھائی اور اپنے والد بزرگوار کے معاملات کی وجہ سے رنج رہا۔ مگر آپ نے ان سے ظاہری تعلقات ہمیشہ اچھے رکھے۔ حضرت امام حسنؓ کی خلافت سے دست برداری کے وقت جو رقم امیر معاویہؓ نے آپ کے لئے مقرر کی تھی وہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں پہنچاتے رہے بلکہ اس رقم کے علاوہ بھی آپ کو دیتے رہے۔

۵۶ھ میں جب امیر معاویہؓ نے مدینہ والوں سے یزید کے لئے بیعت لی تو آپ نے اور چند عمامدین نے اختلاف کیا۔ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے کوئی اصرار نہیں کیا۔ مگر اپنے مرنے کے وقت یزید سے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد حضرت زبیرؓ اور حضرت امام حسینؓ تمہارے خلافت کے بارہ میں اختلاف کریں گے۔ اگر ایسا وقت پیش آئے اور تم کو ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو تم درگزر کرنا کیونکہ وہ تمہارے قرابت دار اور حضورؐ کے عزیز ہیں۔

۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا۔ یزید تخت حکومت پر بیٹھا تو اُس نے آپ سے اور حضرت ابن زبیرؓ سے بیعت لینا اس لئے

ضروری سمجھا کہ آپ دونوں صاحبوں کی مخالفت سے حجاز - عراق - شام -  
 میں یزید کی مخالفت کا اندیشہ تھا۔ لہذا ولید بن عقبہ حاکم مدینہ  
 کے پاس تاکید کی حکم بھیجا کہ ان دونوں سے فوراً بیعت لے لی جائے۔  
 اس وقت تک مدینہ میں امیر معاویہؓ کے انتقال کی خبر کسی کو نہ معلوم  
 ہوئی تھی۔ ولید اس حکم سے بہت گھبرایا۔ اُس نے اپنے نائب  
 مروان سے مشورہ کیا۔ مروان نہایت سخت مزاج تھا اُس نے کہا  
 دونوں کو اس وقت بلا کر بیعت کے لئے کہو۔ اگر مان جائیں تو بہتر ہے۔  
 اگر نہ مانیں تو دونوں کے سر تن سے جدا کر دئے جائیں۔ ولید نے دونوں  
 صاحبوں کو بلا بھیجا۔ امیر معاویہؓ کی علالت کی خبر پہلے معلوم ہو چکی تھی۔  
 اس وقت طلبی سے دونوں صاحب جب سمجھ گئے کہ امیر معاویہؓ کا انتقال  
 ہو گیا ہے۔ اور دونوں صاحبوں کو بیعت کے لئے بلایا گیا ہے۔ اُس  
 اپنی حفاظت کا پورا سامان کر کے گئے۔ ولید نے امیر معاویہؓ کے انتقال  
 کی خبر سنا کر یزید کے لئے بیعت کرنے کو کہا۔ حضرت امام حسینؓ نے  
 تعزیت کے بعد فرمایا کہ میرا ایسا آدمی چھب کر بیعت نہیں کر سکتا۔ جب  
 تم عام بیعت کے لئے لوگوں کو بلاؤ گے تو میں بھی آجساؤں گا۔  
 عام مسلمان جیسا کریں گے مجھے بھی اُس میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ ولید رضامند  
 ہو گیا۔ آپ لوٹ آئے۔ مروان بہت ہنس مہم ہوا اور کہا کہ اب تم ان پر  
 قابو نہیں پاسکتے۔ ولید نے کہا افسوس تم حضرت فاطمہؓ جگر گوشہ رسولؐ  
 کے لڑکے حسینؓ کے خون سے میرے ہاتھ آلودہ کرانا چاہتے ہو۔



ولید کے پاس سے واپس آنے کے بعد آپ سخت مسترد رہے۔  
 اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مدینہ سے غائب ہو گئے۔ دوسرے دن  
 ولید نے پھر آپ کے پاس آدمی بھیجا۔ آپ نے ایک دن کی اور مہلت  
 مانگی۔ ولید نے اس کو منظور کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اہل  
 و عیال کو لے کر کسی دوسرے شہر میں جانے کا ارادہ کیا محمد بن حنفیہ نے  
 مشورہ دیا کہ اس وقت آپ نہ کسی دوسرے شہر میں جائیے نہ یہ زید  
 کے ہاتھ پر بیعت کیجئے۔ بلکہ اپنی خلافت کی دعوت دیجئے۔ اگر لوگ  
 بیعت کر لیں تو خدا کا شکر کیجئے۔ اگر کسی دوسرے شخص پر لوگ متفق  
 ہوں تو اس سے آپ کے فضائل میں کمی نہ آئے گی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ یہاں رہنا تو مشکل ہے۔ اب میں کہاں  
 جاؤں۔ انھوں نے کہا کہ مکہ معظمہ تشریف لیجائیے۔ اگر وہاں اطمینان  
 حاصل ہو جائے تو ممکن ہے کہ کچھ دنوں کے بعد کوئی صورت اب بھی  
 نکل آئے اگر اطمینان حاصل نہ ہو تو ریگستان اور پہاڑیوں میں نکل جائیے  
 اور جب تک ملک کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔ برابر ایک شہر سے  
 دوسرے شہر منتقل ہوتے رہئے۔ اس وقت کوئی صائب رائے آپ کے  
 ذہن میں آجائے گی۔ آپ نے اُن کا یہ مشورہ پسند کیا اور شعبان سنہ  
 میں معہ یال بچوں کے مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

مکہ پہنچنے کے بعد حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہ ابی طالبؓ پر  
 ٹھہرے۔ لوگ جوق جوق آپ سے ملنے آئے کوفہ سے خط پر خط آئے

لگے۔ چند عمامہ بن کوفہ بطور سفیر بھی آئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔ لیکن میں ابھی چاہتا نہیں چاہتا۔ اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ یہ وہاں کے حالات دیکھ کے مجھے اطلاع دیں گے۔ اُس وقت میں ارادہ کروں گا۔ اس کے بعد مسلم کو آپ نے اپنے خط کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ دو آدمی اور اپنے ساتھ لے کر چلے۔ راستہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ پانی کی قلت سے آپ کے دونوں ساتھی ہلاک ہو گئے۔ آپ نے کوفہ پہنچ کر حضرت امام حسینؑ کو خط لکھا کہ میں ان دشواریوں سے یہاں پہنچا۔ کوفہ والے انتظار میں تھے۔ انھوں نے ہاتھوں ہاتھ مجھے لیا۔

مسلم کے کوفہ پہنچنے کے بعد شام کے چاسوسوں نے یزید کو مسلم کے آنے کی اطلاع دی وہاں سے علیہ السلام بن زیاد حاکم و مشق کے نام حکم جاری ہوا کہ فوراً کوفہ جا کر مسلم کو شہر سے نکال دو اور اگر وہ جانے میں کچھ عذر کریں تو قتل کر دو۔ ابن زیاد کو یہ فرمان بصرہ میں ملا۔ اسی دن حضرت امام حسینؑ کا ایک اور قاصد بصرہ والوں کے نام خط لے کر آیا تھا۔ ابن زیاد نے اُس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اور بصرہ کی جامع مسجد میں ایک تقریر کی کہ مجھے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی بھی حکومت مل گئی ہے۔ میں کوفہ جا رہا ہوں۔ یہاں میرا بھائی عثمان رہے گا۔ یاد رکھو اگر تم لوگوں نے یزید کے خلاف کوئی بات کی تو تم کو اور تمہارے مددگار دونوں کو قتل کر دوں گا۔

اس تقریر کے بعد ابن زیاد کو فہ روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر جامع مسجد میں ایک تقریر کی کہ میں تمہارے شہر کا حاکم ہو کر آیا ہوں۔ تم میں سے جو نرید کا فرماں بردار ہوگا اس کے ساتھ باپ کی طرح محبت کروں گا۔ اور جو ان کا مخالف ہوگا اس کے لئے ستم قاتل ہوں گا۔

اس اعلان سے مسلم گھبرا گئے۔ رات کو اہل بیت کے ایک دوست ہانی بن عروہ کے گھر گئے انھوں نے آپ کو اپنے زمانے کے مکان کے ایک گوشہ میں ٹھہرایا۔ اور اسی دن بصرہ کا ایک معزز شخص شمشک بن اخور سلمی بھی اکران کے مکان میں مہمان ہوا۔ اس نے ہانی کو مسلم کی مدد پر آمادہ کیا۔ آپ کے پاس حضرت امام حسین کے مائے واسے چھلپ کر آئے لگے۔ اور بیعت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار آدمیوں کی تعداد ہو گئی۔

ابن زیاد کو مسلم کی تلاش میں آئے ہوئے عرصہ گزر چکا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے غلام معقل کو آپ کا پتہ لگانے کے لئے مقرر کیا۔ غلام جامع مسجد گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص مسلسل نمازیں پڑھ رہا ہے۔ معقل نے قیاس کیا کہ یہ حضرت امام حسینؑ کے مددگاروں میں ہوگا اس کے قریب آکر کہا کہ میں ایک شامی غلام ہوں۔ میرے دل میں حضرت امام حسینؑ کی محبت ہے۔ میرے پاس تین ہزار روپیہ ہیں میں نے سنا ہے کہ کوئی شخص حضرت امام حسینؑ کی طرف سے کوئی کام میں آیا ہو اس لیے۔ یہ رقم میں اس کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔



اس نے پوچھا مسجد میں اور مسلمان ہیں تم نے مجھی سے کیوں پوچھا۔  
 معقل نے کہا کہ آپ کے چہرہ سے بھلائی کے آثار معلوم ہوتے تھے۔  
 اس لئے میں نے آپ سے کہا۔ وہ شخص اس کے قریب میں آگیا۔ اور  
 دوسرے روز مسلم کے پاس اس کو لے کر گیا۔ تین ہزار روپے پیشکش  
 کر کے بیعت کی۔ بیعت کے بعد نہایت عقیدت مندی ظاہر کر کے وہیں  
 رہنے لگا۔ دن بھر یہاں رہتا اور رات کو ابن زیاد کے پاس جا کر تمام  
 باتوں کی خبر دیتا۔

ہانی ابن زیاد کے خاص آدمی تھے۔ مگر جب سے حضرت مسلم کا  
 ساتھ دینے لگے تھے۔ بیماری کا بہانہ کر کے وہاں جانا چھوڑ دیا تھا  
 ایک روز محمد اشعث نے اُن سے کہا کہ آج میں زیاد سے ملنے گیا تو  
 اُس نے تم کو پوچھا میں نے کہا بیمار ہیں۔ اُس نے کہا کیسے بیمار ہیں کہ  
 دن بھر اپنے دروازہ پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ تم سے پرگمان  
 ہو گیا ہے تم چلو صفائی کراؤ۔ وہ محمد ابن اشعث کے ساتھ گئے۔ ابن زیاد  
 نے کہا کہ تم نے مسلم کو چھپا رکھا ہے۔ اور لوگوں کو بیعت کے لئے جمع  
 کرتے ہو۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے معقل کو سامنے بلایا تو آپ  
 سمجھے کہ یہ عقیدت مند بنکر وہاں رہا۔ اور سارا راز ابن زیاد سے کہہ دیا  
 ہے اس لئے اقرار کر لیا اور کل واقعہ صحیح صحیح بیان کر دیا۔ اور کہا کہ میں  
 ابھی جا کر مسلم کو اپنے گھر سے نکال دیتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا خدا  
 کی قسم جب تک مسلم یہاں نہ آئیں گے تم جا نہیں سکتے انھوں نے

کہا خدا کی قسم جو میرا معائنہ ہے۔ اور میرے یہاں اس نے پناہ لی ہے  
میں قتل کے لئے تمہارے سپرد نہیں کر سکتا۔ اس پر ابن زیاد نے ہالوں  
کو زور سے بید سے مارا کہ ناک پھٹ گئی اور برو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور  
اُن کو قید کر دیا۔

شہر میں ان کے قتل کی خبر ہوئی تو ان کے قبیلہ والوں نے اگر  
ابن زیاد کا گھر گھیر لیا۔ مگر ابن زیاد کے کہنے سے قاضی شریح نے اُن کو  
اطمینان دلا کہ واپس کر دیا۔ مسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بھی اپنے اٹھارہ  
ہزار خیر خواہوں کو لے کر آئے اور ابن زیاد کا گھر گھیر لیا۔ ابن زیاد  
کے پاس اس وقت صرف پچاس آدمی تھے۔ اس نے سب سے  
کہا کہ تم لوگ اپنے قبیلہ والوں کو سمجھاؤ۔ اور شہر کے رئیسوں سے کہو  
کہ وہ سمجھائیں کہ اس وقت جو نیک کی اطاعت کرے گا اس کو انجام  
دیا جائے گا اور اچھا سلوک کیا جائے گا۔ اور جو نافرمانی کرے گا اس کو  
سخت سزا دی جائے گی۔ کوفہ کے رئیسوں نے یہ اعلان کیا اور اپنے  
اپنے قبیلہ کے لوگوں کو واپس لے گئے۔ مسلم کے پاس صرف ۳۰ آدمی  
بہ گئے جب مسلم نے کوفیوں کی یہ غداری دیکھی تو کندہ کے محلہ کے  
طرف چلے گئے۔ یہاں باقی تیس آدمیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا  
مسلم یہاں سے بھی بھاگے۔ ایک عورت طوعہ کے گھر پہنچے یہاں سے  
تھے پانی مانگا۔ اس نے پانی پلا کر کہا اب جاؤ۔ آپ نے فرمایا  
میں ایک بروسی ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ کچھ سلوک کر سکتی ہو

نور سے پوچھا کیا۔ آپ نے کہا میں مسلم بن عقیل ہوں۔  
 کوہ والوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔ اس نے آپ کو اپنے  
 مکان میں چھپا دیا مگر جب اس کا لڑکا بلال آیا اور اس نے مال کو ایک  
 خاص حصہ میں آتے جاتے دیکھ کر باصرار پوچھا تو رازداری کا وعدہ  
 لے کر بتلا دیا۔

ابن زیادہ برابر مسلم کی تلاش میں رہا۔ ایک دن مسجد میں تمام  
 مرد والوں کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگوں نے مسلم کو چھپا رکھا ہے جس کے  
 گھر میں وہ ہوں گے اس کی سخت سزا کی جائے گی۔ اور جو گرفتار  
 کر کے لائے گا اس کو انعام دیا جائے گا۔ اور حسین بن تمیم کو  
 ان کے تلاش کے لئے مقرر کیا۔ اس اعلان کو سن کر بلال گھبرا گیا  
 اس نے ظاہر کر دیا کہ مسلم ہمارے گھر میں ہیں۔

ابن زیادہ نے شتر آدمیوں کو آپ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔  
 انہوں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا۔ جب بہت زخمی اور کمزور  
 ہو گئے تو لوگوں نے گرفتار کر لیا اور تلوار چھین لی۔ اس وقت آپ نے  
 اس دستہ کے امیر محمد ابن اشعث سے کہا کہ مجھے اپنا کوئی غم نہیں  
 ہے۔ مگر تم سے وصیت کرتا ہوں کہ اگر تم سے ہو سکے تو حضرت  
 امام حسینؑ کو جو معہ اپنے بال بچوں کے چل چکے ہیں۔ میرا یہ پیام  
 پہنچا دینا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ لوٹ جائیں۔ کوہ والوں پر ہرگز  
 ضرور نہ کریں۔ انھوں نے کہا میں تمہارا یہ پیام ضرور پہنچا دوں گا۔



اس کے بعد محمد بن اشعث آپ کو ابن زیاد کے پاس لایا۔ اور  
 کہا کہ میں نے ان کو امان دیدیا ہے۔ آپ ان کو قتل نہ کیجئے۔ ابن زیاد  
 نے کہا۔ تم کو امان دے گا کوئی حق نہ تھا۔ مسلم بہت پیاسے  
 ٹھنڈا پانی سامنے رکھا تھا۔ مسلم بن عمرو کے قبضہ میں تھا۔ اس  
 نے دیا اور کہا کہ اس کے عوض تم کو دوزخ کا کھولتا ہوا پانی ملے گا۔  
 آپ نے فرمایا میں تو نہیں مگر تو کھولتے پانی اور دامن دوزخ  
 مستحق ہے۔

اس کے بعد ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ اس نے قتل کا حکم  
 آپ نے فرمایا میں اسے کسی قبیلہ والے سے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں  
 ابن زیاد نے اس کو منظور کیا۔ عمر بن سعد آپ کے پاس تھا۔  
 نے اس سے وصیت کی کہ میں کو فمیں سات سو درہم کا قرضدار ہوں  
 ہوں اس کو تم ادا کروینا۔ اور میری لاش ان سے لیکر دفن کروینا اور  
 حضرت امام حسینؑ آ رہے ہوں گے ان کے پاس آدمی بھیج کر اس  
 سے واپس کروینا۔ ابن زیاد نے کہا کہ مال کے متعلق جو وصیت  
 اس کے بابت تم کو اختیار ہے۔ لیکن لاش کے بارہ میں تمہاری سفارش  
 میں نہ سنتوں گا۔ اور حضرت امام حسینؑ یہاں نہ آئیں گے تو میں چھپا  
 کروں گا۔ اگر آئے تو چھڑوں گا ابھی نہیں۔

اس وصیت کے بعد ابن زیاد نے وہ الزامات بتلائے جو آپ  
 لگائے گئے تھے۔ منجملہ اس کے سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ تمام نو

یہی کی خلافت پر متفق تھے۔ تم اختلاف پیدا کرنے کے لئے آئے آپ نے  
 فرمایا۔ میں خود اس لئے نہیں آیا۔ بلکہ کوفہ والوں نے بلایا۔ ان کا یہ خیال  
 تھا کہ تمہارے باب نے نیک لوگوں کو قتل کیا۔ اور اسلامی جمہوریت  
 و جمہوریت پر کسب و کسب کے طرز پر عمل کیا۔ اس لئے ہم یہاں قیام عدل  
 لکنا سب اللہ کے احکام کی دعوت دینے کے لئے آئے اس کے بعد  
 ان زیادہ سے آپ کو پانی پلوا یا۔ اور جلادوں کو حکم دیا کہ ان کو بالاحاقہ پر  
 لے جا کر قتل کرو۔ جلاد آپ کو لیکر چلا۔ آپ تکبیر پڑھتے استغفار کرتے  
 و بیٹھے ہوئے چلے۔ جلاد نے اوپر لے جا کر آپ کا سر تن سے جدا  
 کر کے سر اور تن دونوں نیچے پھینک دیا۔ ۲ نالہ الخ

حضرت امام حسینؑ کو مسلم کی شہادت اور کوفیوں کی غداری کا  
 ان کو معلوم نہ تھا۔ پہلی خبر کے مطابق آپ نے سفر کی تیاریاں  
 روع کر دیں۔ حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ کے ساتھ کوفیوں  
 نے جو بے وفائی کی تھی اس کا علم سب کو تھا۔ اس لئے سب نے  
 آپ کو روکا۔ سب سے پہلے عمرو بن عبدالرحمنؑ نے روکا اور کہا کہ  
 افسوس روئے پیسے کے غلام ہیں۔ وہاں کے اُمراء حکام کے قبضہ میں  
 اتنا مال ہے۔ مجھے خوف ہے کہ جن لوگوں نے آپ کی مدد کا وعدہ  
 دیا ہے وہی آپ سے لڑیں گے۔ آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا پھر  
 مدائین بن عباسؑ آئے۔ اور فرمایا کہ میں تم کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں  
 کہ تم اس سفر سے باز آؤ۔ مجھے خوف ہے کہ کوئی تم کو دھوکا دیں گے

تمھاری مخالفت کریں گے۔ اور تم کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔  
 آپ نے فرمایا میں استخارہ کروں گا۔ جو جواب آئے گا اس پر عمل  
 کروں گا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آئے انھوں نے عرض کیا کہ  
 آپ مکہ ہی میں رہیں۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور  
 پوری کوشش کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے  
 سنا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حرم کا ایک مینڈھا ہے جس سے اس کی  
 حرمت اٹھ جائے گی۔ میں وہ مینڈھا بننا نہیں چاہتا۔

دوسرے دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ پھر تشریف لائے  
 فرمایا کہ اے میرے چچا کے بیٹے میرا دل نہیں مانتا۔ میں صبر کرنا چاہتا  
 ہوں مگر کر نہیں سکتا۔ مجھے اس راستہ میں تمھارے لئے ہلاکت  
 خوف ہے۔ عراقی نہایت فریبی ہیں۔ تم ہرگز ان کے فریب میں  
 آؤ۔ مکہ ہی میں رہو۔ تم اہل حجاز کے سردار ہو۔ اگر ان کا دعویٰ صحیح  
 تو ان کو لکھو پہلے اپنے دشمنوں کو نکال دیں پھر تم جاؤ لیکن اگر تم جانا  
 چاہتے ہو تو میں چلے جاؤ وہاں تمھارے باپ کے حامی ہیں۔ وہاں  
 گوشت عافیت میں بیٹھ کر لوگوں کو دعوتی خطوط لکھو اس طرح امن و عافیت  
 کے ساتھ تمھارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ مجھے آپ کی محبت کا پورا یقین ہے۔  
 لیکن اب تو میں ارادہ کر چکا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب بالکل بالو  
 ہو گئے تو فرمایا کہ اچھا عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لجاؤ مجھے خطرہ ہے



حضرت عثمانؓ کی طرح تم اپنے بچوں اور عورتوں کے سامنے نہ قتل کر دے  
و۔ اور وہ غریب دیکھتے رہ جائیں۔ لیکن تقدیر ٹل نہ سکتی تھی۔ اس لئے  
عبداللہ بن عباسؓ کی کوئی کوشش کام نہ آئی۔

”بھرا بوبکر بن حارثؓ آئے۔ اور کہا کہ آپ کے والد صاحب اقتدار  
تھے شام کے علاوہ تمام ممالک محروسہ ان کے ساتھ تھے۔ باوجود اس  
کے جب وہ امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں نکلے تو لوگوں نے دنیا کی طمع  
وہ سے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اور ان کے مخالف ہو گئے۔ خدا کی مرضی  
ی ہو کر رہی۔ ان کے بعد آپ کے بھائی کے ساتھ عراقیوں نے  
لایا۔ یہ سب واقعات آپ کے نظروں کے سامنے ہیں۔ اس کے  
بعد بھی آپ اپنے والد کے دشمنوں کے پاس اس امید سے جاتے  
تھے کہ وہ آپ کا ساتھ دیں گے۔ یاور کھئے کہ یہ کوئی سنگ و نیا طمع و نیا  
رعب میں آکر آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اور دشمنوں سے ملکر  
آپ کے دشمن ہو جائیں گے حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا کہ خدا  
یا مرضی پوری ہو کر رہے گی اس کے بعد عبداللہ بن عمرؓ اور دوسرے  
مخواریوں نے روکنے کی کوششیں کیں۔ یہ ساری کوششیں  
کار ہوئیں۔

درؤی الحجہؓ میں آپ کا قافلہ مکہ معظمہ سے روانہ ہوا۔ جب  
پہنچے تو یہاں فخر روق شاعر ملا اس سے آپ نے  
اق کے حالات پوچھے۔ اس نے کہا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ

ہیں اور تلواریں نبی امیہ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا اگر خدا کا حکم ہمارے  
موافق ہو تو اس کا شکر گزار ہونگا اور اگر اس کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو  
تو ہمارے پیوستہ حق ہے۔ اس کے بعد قافلہ آگے بڑھا۔

راستہ میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا خط ملا۔ کہ میں خدا کا واسطہ  
دلاتا ہوں آپ فوراً کوٹ آئیے۔ مجھے ڈر ہے آپ کی ہلاکت اور اہل بیت  
کی بربادی کا۔ اگر خدا نخواستہ آپ ہلاک ہو گئے تو دنیا تاریک ہو جائیگی  
آپ کی ذات پر ایمان والوں کا آسرا ہے۔ آپ جلدی نہ کیجئے خط  
بعد میں بھی پہنچتا ہوں۔ اس کے بعد آپ عمرو بن سعید حاکم مکہ  
کا خط لیکر گئے کہ شاید اس سے آپ کو اطمینان ہو اور آپ رک جائیں  
آپ نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی زیارت کی ہے۔ اس میں آپ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ میں اس  
ضرور پورا کروں گا۔ خواہ اس کا نتیجہ میرے موافق مکمل یا مخالف۔ عبداللہ  
نے پوچھا وہ کیا خواب تھا۔ آپ نے فرمایا وہ راز ہے۔ نہ میں  
کسی سے بیان کیا ہے نہ بیان کروں گا۔

آپ نے مقام حاجرہ پنچکر قیس بن مسہر کو اپنے خط کے ساتھ  
کوٹہ بھیجا۔ قوادسیہ پنچکر قیس گرفتار ہو گئے۔ اور ابن زیاد کے پاس  
کوٹہ بھجوا دئے گئے۔ ابن زیاد نے ان کو یہ حکم دیا کہ محل کی چھت پر  
چڑھ کر حضرت امام حسینؓ اور حضرت علیؓ کو گالیاں دو۔ یہ چھت  
چڑھے تو پکار کر حضرت امام حسینؓ کے آند کی اطلاع دی کہ وہ حاجرہ

پہنچ گئے۔ اور ابن زیاد پر لعنت اور حضرت علیؓ کے لئے استغفار کیا۔  
ابن زیاد نہایت غصہ ہوا اور حکم دیا کہ محل کے نیچے گرا کر مار ڈالے جائیں  
اسی وقت حکم کی تعمیل ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ ۛ

بطن رملہ سے آگے بڑھ کر آپ سے عید اللہ بن مطیع سے  
ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا کہ آپ مدینہ سے کیوں نکلے۔ آپ نے  
فرمایا کوفہ والوں نے بلایا ہے۔ انھوں نے کہا خدا کے واسطے آپ  
کوفہ نہ جائیے وہاں یقیناً شہید کر دئے جائے گا۔ فرمایا جو کچھ خدا نے  
لکھ دیا ہے وہ ضرور ہوتا ہے۔

وہاں سے چل کر مقام زرو و میں زہیر بن قین کا خیمہ نظر آیا جو  
جج سے آرہے تھے۔ آپ نے اُن کو بلا بھیجا۔ وہ آئے۔ آپ سے  
باتیں ہونے کے بعد انھوں نے اپنا خیمہ آپ کے خیمہ کے قریب  
نصب کرایا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے جان دینے کی  
ٹھکان لی ہے۔ تم میں سے جو شہادت چاہتا ہو وہ میرے ساتھ چلے۔  
اور جو نہ چاہتا ہو وہ لوٹ جائے۔ اس پر کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔  
سب لوٹ گئے۔

وہاں چل کر مقام تغلیبہ میں قیام کیا۔ یہاں آپ کو حضرت مسلمؓ  
اور ہانی کے شہید ہونے کا حال معلوم ہوا۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ  
رَاجِعُونَ بڑھا اس کے بعد آپ کے خیر خواہوں نے ایک بار پھر  
سمجھایا کہ آپ یہیں سے لوٹ چلیے۔ مگر مسلم کے بھائیوں نے ہند کی



کہ خدا کی قسم جب تک ہم اپنے بھائی کا بدلہ نہ لے لیں گے یا قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز نہ لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا جب یہی لوگ نہ ہوں گے تو ہماری زندگی کس کام کی۔

یہاں سے پھر قافلہ آگے بڑھا۔ زبار پہنچ کر خبر ملی کہ عبداللہ بن یقطر جن کو آپ نے راستہ سے حضرت مسلمؓ کے پاس خط لے کر بھیجا تھا۔ زہیر بن قین کی طرح قتل کر دئے گئے۔

اس کے بعد آپ نے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے ایک تقریر فرمائی کہ مسلم بن عقیل۔ ہانی بن عروہ۔ عبداللہ بن یقطر کے قتل کی خبر آچکی ہے ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے تم میں سے جو لوٹنا چاہے خوشی سے لوٹ جائے۔ اس تقریر کے بعد راہ سے جو لوگ ساتھ ہو گئے تھے۔ سب چلے گئے۔ صرف وہی لوگ باقی رہ گئے جو مدینہ سے ساتھ آئے تھے۔

یہاں سے چل کر لطن عقبہ پہنچے۔ یہاں ایک شخص نے نہایت خوشامد کے ساتھ کہا کہ اللہ آپ نہ جائیے۔ آپ نیزوں کی افی اور تلواروں کی دھار کے مقابلہ میں جارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو میں بھی جانتا ہوں لیکن خدا کے حکم کے خلاف نہیں کیا جاسکتا۔

یہاں سے چل کر قافلہ شمرات میں اُترا۔ یہاں سواروں کو پانی ملا کر ذی حشم میں پہنچ کر خیمہ نصب کیا۔ اب محرم کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔ یہاں حنین یزید کمبھی سے (جو حکومت کی طرف سے آپ کے

قافلہ کو گھیر کر کوفہ پہنچانے کے لئے مقرر تھا، ملاقات ہوئی۔ ایک ہزار سوار اس کے ساتھ تھے۔ ظہر کا وقت آیا تو حضرت امام حسینؑ نے اذان کا حکم دیا۔ جب نماز کے لئے تیار ہوئے تو حر کی فوج کے سامنے آپؑ نے یہ تقریر فرمائی۔

میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ اور تم لوگوں سے معذرت کرتا ہوں کہ میں خود نہیں آیا۔ میرے پاس تمہارے خطوط گئے قاصد آئے کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ آپ آئیے۔ شاید خدا آپ کے ذریعہ سے ہم کو سیدھے راستہ پر لگا دے۔ اب میں آگیا ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دینے کا اقرار کرو اور مجھے اطمینان دلاؤ تو میں تمہارے شہر چلوں اگر تم نہیں چاہتے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں لوٹ جاؤں۔ یہ تقریر سن کر سب چپ رہے۔ آپ نے تکبیر کہنے کا حکم دیا اور حر سے پوچھا میرے ساتھ نماز پڑھو گے۔ کہا ہاں۔ آپ کے پیچھے حر نے نماز پڑھی پھر اپنے خیمہ میں چلا آیا۔ آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے۔ اس کے بعد آپ نے قافلہ کو کوچ کا حکم دیا۔ کوچ کے پہلے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی پھر یہ تقریر کی۔

لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور حق کو پہچانو تو یہ خدا کی رضا مندی کا سبب ہوگا۔ ہم اہل بیت خلافت کے ان دعوے داروں کے مقابلہ میں جن کو اس کا کوئی حق نہیں اور جو تم پر ظلم اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتے ہیں۔ خلافت کے حقیقی مستحق ہیں۔ اگر تم کو ہمارا آنا

ناگوار ہے اور تم ہمارا حق نہیں پہچانتے تو تم ہمارے بتلا دو ہم دوست بن جائیں۔  
 اس تقریر پر حشر نے پوچھا قاصد اور خطوط کیسے۔ آپ نے کوئیوں کے  
 خطوط نکال کر سامنے رکھ دیئے۔ ان خطوط کو دیکھ کر حشر نے کہا ہم لوگوں کو  
 اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم کو یہ حکم ملا ہے کہ آپ سے  
 جس جگہ ملاقات ہو جائے وہاں سے آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور آپ کو  
 ابن زیاد کے پاس پہنچاویں۔ آپ نے قافلہ کو لوٹنا چاہا مگر حشر نے لوٹنے  
 نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا صرف یہ کہ  
 آپ میرے ساتھ ابن زیاد کے پاس چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں  
 تمہارا گناہ نہیں مان سکتا۔ حشر نے کہا تو پھر آپ ایسا راستہ اختیار  
 کیجئے جو نہ کوئی خدا کو جانتا ہو نہ مدینہ کو۔ میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں کہ آپ مدینہ  
 کو لکھئے شاید خدا کوئی صورت پیدا کر دے۔ آپ عذر سے بچے اور قاصد  
 کے پاس جانپ سے چلے اور حشر بھی ساتھ چلا۔ مقام بصرہ میں  
 پہنچ کر آپ نے پھر ایک خط لکھ دیا۔

لوگو! رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ظالم اور اللہ کی حرام کی ہونے پر قول  
 کو حلال کرنے والے اور خدا کے عہد کو توڑنے والے۔ طریقہ رسول کی  
 مخالفت کرنے والے اور خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ  
 حکومت کرنے والے بادشاہ کو جس نے دیکھا اور قول اور فعل میں اس کو  
 غیرت نہ آئی تو خدا کو حق ہے کہ اس کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل  
 کرے۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی



ہے۔ اور رحمن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ملک میں فساد پھیلنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو بیکار کر دیا ہے۔ مال عنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ اس لئے مجھ کو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔ میرے پاس تمہارے خطوط تمہارے قاصد آئے۔ تم نے میرے بابت بہت کڑی ہے۔ اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو اٹھیک راستہ پر رہو گے۔ میں علی رضہ اور فاطمہ بنت رسول اللہ کا بیٹا حسین رضہ ہوں۔ میری جان تمہاری جانوں کے برابر اور میرے اہل تمہارے اہل کے برابر ہیں۔ میری ذات تمہارے لئے عزیز ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے اور میری بیعت سے الگ ہو جاؤ گے تو تم بدنام ہو گے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مجھ کو تمہاری امداد سے پیسے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس تقریر کو سن کر حریر نے کہا کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ قتل کروئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو۔ میں عنقریب روانہ ہوتا ہوں۔ موت جو انہر دے لئے عار نہیں ہے۔ جبکہ اس کی شہت نیک ہو۔ اور مسلمان کی طرح جہاد کرے۔

علی بن ابی طالب نے آپ کے چار انصار ملے جو طرباح بن علی کی رہنمائی میں کوفہ سے آرہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کوفہ کی کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوفہ کے شرفاء کو بھری رشتہ دہی لٹی ہیں۔ اس لئے وہ سب آپ کے خلاف ہیں۔ لیکن عوام کے

دل آپ کی طرف مائل ہیں مگر اُن کی تلواریں آپ پر کھنچی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے قلیس بن مسہر کا حال پوچھا۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ قتل کر دئے گئے۔ اس خبر سے آپ کے دل پر اثر ہوا آپ روئے اور یہ آیت پڑھی۔ **فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا**۔ ترجمہ۔ مسلمانوں میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے اپنی منت پوری کی (یعنی شہید ہو گئے) اور بعض اُن میں سے ایسے ہیں جو (شہادت کے) منتظر ہیں۔ اور انھوں نے کوئی رد و بدل نہیں کیا۔ پھر قلیس کے لئے دعا فرمائی کہ اے خدا ہم کو اور ان لوگوں کو جنت عطا فرما۔ اور اپنی رحمت میں ہمارے اور اُن کے لئے ثواب کا بہترین ذخیرہ جمع فرما۔

طراح نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو یہ عرض کیا کہ خدا کے لئے آپ آگے نہ جائیں۔ وہاں آپ کے قتل کا پورا سامان ہے۔ آپ میرے ساتھ چلکر پہاڑ کے دامن میں رہیں۔ وہاں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مقابلہ کا ارادہ کرے گا تو آپ طے کے قبیلے کو بلا لیتے گا۔ دس دن کے اندر میں ہزار طائی بہادر آجائیں گے۔ جو آپ کے سامنے اپنی تلواروں کے جوہر دکھائیں گے۔ آپ نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور اُن کے لئے دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اب ہم نے حُر سے معاہدہ کر لیا ہے۔ اس لئے لوٹ نہیں سکتے۔ طراح نے کہا کہ اچھا میں اپنے بال بچوں سے ملکر آپ کی مدد کے لئے آتا ہوں مگر آپ

شہادت اس قدر جلد ہو گئی کہ طراح نہ آسکے۔

یہاں سے چل کر آپ قصر نبی مقاتل پہنچ کر ٹھہرے۔ کچھ رات کے بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھتے ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدینؑ نے پوچھا کہ آپ نے الحمد للہ اور انا للہ کیوں پڑھا۔ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں ایک سوار دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ قوم جا رہی ہے اور موت اُس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ یہ خواب ہماری موت کا ہے۔ صاحبزادے نے عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ عرض کیا کہ جب حق کی راہ پر موت ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ آپ نے اُن کو اس ہمت پر وعادی۔ اور صبح کو یہاں سے کوچ کا حکم دیا۔

یہاں سے چل کر آپ دوسری محرم ۶۱ھ کو نینوا کے میدان کر بلا میں ٹھہرے۔ ابن زیاد نے ابن سعد کو بلا بھیجا اور کہا کہ اگر تم حسینؑ کا مقابلہ کر کے اس میں کامیابی حاصل کرو گے تو تم کو رے کی حکومت دی جائے گی۔ وہ تیار ہو گیا اُس کے بھائی حمزہ بن مغیرہ اور عمار بن عبد اللہ بن لیسا نے اس کو بہت سمجھایا کہ حضرت امام حسینؑ کے خون سے اپنے ہاتھ کو آلودہ کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کر۔ مگر حکومت رے کی طمع نے اُس کو اس کام سے باز نہ رہنے دیا۔

۶ محرم ۶۱ھ کو چار ہزار فوج کے ساتھ ابن سعد نینوی پہنچا پہلے



قرہ بن سعد خطلی کو بھیجا کہ جا کر پوچھو کس لئے آئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تمہارے شہر والوں نے مجھے خطوط بھیج کر بلایا ہے۔ اب اگر تم لوگ میرا آنا ناپسند کرتے ہو تو میں لوٹ جاؤں۔ قرہ نے ابن سعد کو یہ جواب سنا دیا۔ اس نے اپنا سوال اور ان کا جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ ابن زیاد نے لکھا کہ تم حسینؑ اور ان کے کل ساتھیوں سے یرید کے لئے بیعت لو۔ اگر وہ نہ کریں تو دیکھا جائے گا۔ اس کے بعد ہی ابن زیاد کا دوسرا حکم پہنچا کہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے لئے پانی بند کر دو۔ اس نے فوراً پانچ سو سواروں کا ایک دستہ فرست کر مشین کرا دیا۔ اس دستہ نے ساتویں محرم سے پانی روک دیا۔ آپ کے سوتیلے بھائی حضرت عباسؓ بن علیؓ تیس سو اور بیس پیدل کے ساتھ گئے اور مقابلہ کر کے سب کو ہٹا دیا۔ پیادوں نے مشکیزے بھر کر خیمہ میں پہنچا دیا۔

اس کے بعد حضرت امام حسینؑ نے ابن سعد کے پاس کھلا بھیجا۔ کہ ہم رات کو کسی وقت اپنے اور تمہارے لشکر کے درمیان تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ ملنے کے لئے آیا۔ بہت دیر تک باتیں رہیں۔ یہ باتیں کیا تھیں۔ اس کا علم سوا خدا کے کسی کو نہیں ہے۔

اس کے بعد ابن زیاد نے ابن سعد کے پاس نہایت سخت پیغام شمر ذی الجوشن کے ذریعہ سے بھیجا کہ تم حسینؑ اور ان کے ساتھیوں سے میرا حکم ماننے کو کہو۔ اگر مان جائیں تو سب کو ہمارے پاس بھیج دو۔

دراگر نہ مانیں تو فوراً حملہ کر دو۔ اور یہ کام تم سے نہ ہو سکے تو تم الگ ہو جاؤ  
 ورنہ شمر ذی الجوشن کے حوالہ کر دو۔ ابن سعد اس حکم کے بعد مقسابلہ  
 کے لئے تیار ہو گیا۔

۹۔ محرم کو جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور عصر کے وقت  
 ابن سعد کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر پھر آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ حضرت  
 عباسؓ نے حضرت حسینؓ کو جاننے نہ دیا خود گفتگو کے لئے گئے۔ ابن سعد  
 نے کہا کہ اب ہم جنگ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا میں  
 امام کو تمھارا ارادہ بتلاتا ہوں۔ جب حضرت امام حسینؓ کو آپ سے ملنے  
 میں ارادہ کی خبر کی تو آپ نے فرمایا کہ آج راست کی اور مہلت سے لو  
 تاکہ آخر رات میں اچھی طرح نمازیں پڑھ لیں اور دعائیں مانگ لیں  
 ورنہ توبہ واستغفار کر لیں۔ حضرت عباسؓ نے جا کر کہا کہ آج تم لوگ  
 وٹ جاؤ۔ رات کو ہم اس معاملہ میں غور کریں گے۔ صبح کو جواب  
 دیں گے۔ ابن سعد لوٹ گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے  
 یہ فرمایا۔

میں خدا کا بہترین تعریف کرنے والا ہوں۔ اور مصیبت اور راحت  
 ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں۔ اے خدا میں تیری تعریف کرتا ہوں  
 کہ تو نے ہم لوگوں کو نبوت سے سرفراز کیا۔ اور ہمیں سننے والے کان  
 اور دیکھنے والی آنکھیں دیں۔ اور خدا شناس دل دیا۔ ہم کو قرآن  
 سکھایا۔ اور دین کی سمجھ دی۔ اب ہم کو اپنے شکر گزار بندوں میں شامل

فرما۔ مجھے اپنے ساتھیوں سے زیادہ اچھے اور وفادار کسی کے ساتھ ہی اپنے اہل بیت سے زیادہ نیکو کار اور صلہ رحم کرنے والے کوئی دوسرا نہیں معلوم ہوتے۔ خدا تم لوگوں کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے گا۔ تم لوگوں کو بخوشی واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ راستہ ہو چکی ہے ایک ایک اونٹ لہو اور ایک ایک آدمی میرے ایک ایک اہل بیت کا ہاتھ پکڑ لہو اور اپنے اپنے شہروں اور دیہاتوں میں چلے جائیں یہاں تک کہ خدا یہ نصیبیت آسان کر دے۔

اس تقریر کے بعد تمام اعزہ نے یہ جواب دیا کہ کیا ہم صرف اس چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں۔ خدا ہم کو یہ دن نہ دکھائے۔ اس کے بعد آپ نے بنو عقیل سے فرمایا کہ تمہارے لئے مسلم کا قتل بہت ہو چکا۔ اس لئے میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم لوٹ جاؤ۔ مسلمانوں کے بھائیوں نے کہا ہم لوگوں کو کیا جواب دیں گے جب وہ یہ کہیں گے کہ تم اپنے سردار اپنے ابن عم کو چھوڑ آئے۔ اور ان کے لئے ایک بھی نہ چلایا۔ ایک نیزہ بھی نہ مارا۔ تلوار کا ایک وار بھی نہ کیا۔ خدا کو قسم ہم ہرگز نہ لوٹیں گے۔ جان مال عیال سب آپ پر سے فدا کر دیں گے آپ کے بعد جینا بیکار ہے۔

پھر مسلم بن عوسجہ نے کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا جب تک دشمنوں کے سینوں میں نیزہ نہ توڑوں اور



تلوار نہ چلاؤں۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوتے تو دشمنوں سے  
پتھر مار مار کر لڑتا۔ اور آپ پر سے قدا ہو جاتا۔

پھر سعد بن عبد اللہ حنفیؓ نے کہا خدا کی قسم ہم اس وقت تک  
آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ جب تک خدا کو یہ نہ معلوم ہو جائے  
کہ ہم نے رسول اللہؐ کے بعد بھی آپ کے حکم کا خیال رکھا۔ اگر مجھے  
بھی یقین ہوتا کہ میں ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں گا۔ اور ہر مرتبہ زندہ کر کے  
آگ میں جلا کر میری خاک اڑا دی جائے گی تو بھی آپ کا ساتھ نہ  
چھوڑتا۔ نہ کہ یہ معلوم ہے کہ مرنا ایک ہی مرتبہ ہے۔ اور اس موت  
میں ابدی عزت ہے۔

پھر زہیر بن قیسؓ نے کہا خدا کی قسم مجھے تمنا ہے کہ میں مارا جاتا  
پھر زندہ ہوتا پھر مارا جاتا۔ اسی طرح ہزار مرتبہ زندہ ہو کر قتل ہوتا  
اور خدا میرے اس طرح سے قتل ہونے سے آپ کو اور آپ کے  
دل بیت کو بچا لیتا۔ اسی طرح تمام جاں نثاروں نے آپ کے سامنے  
اپنی جاں نثاری کا اظہار کیا۔

اس کے بعد آپ نے خیمہ کی حفاظت کا انتظام کیا۔ سچے خندق  
کھودوا کر آگ جلادی پھر تلواریں صاف کیں۔ آپ کی ہمیشہ حضرت  
زبیرؓ نے یہ سامان دیکھا تو آپ کے پاس دوڑتی ہوئی آئیں اور  
بیچ مار کر روئے لگیں اور کہتے لگیں کہ کاش موت آج میری زندگی کا  
حاکم نہ رہتی۔ ہماری مال ہمارے باپ ہمارے بھائی سب گزر گئے

تجھیں ہمارے محافظ اور ہمارا سہارا ہو۔ میں آپ پر سے قربان ہوں  
 آپ کے بدلہ اپنی جان دینی چاہتی ہوں۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو گئیں۔  
 آپ نے پانی چھڑکا۔ ہوش میں آئیں۔ تو آپ نے فرمایا زینب! خدا  
 سے ڈرو اور اسی سے تسکین حاصل کرو۔ زمین اور آسمان والے سب  
 ایک دن مرجائیں گے۔ سوا خدا کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ میری ماں  
 میرے باپ۔ میرے بھائی سب مجھ سے بہتر تھے۔ رسول اللہ  
 کی ذات عالی ہر مسلمان کے لئے نمونہ ہے۔ تم اس نمونہ سے تسلی حاصل  
 کرو۔ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد رسول  
 کے طریقہ کے خلاف ہرگز نہ کرنا۔ نہ گہر بیان پھاڑنا۔ نہ منہ نوچنا۔  
 اس کے بعد آپ باہر آئے۔ اور تمام رات نماز دعا۔ استغفار اور ہر  
 شے یہ وزاری میں مصروف رہے۔

جب جمعہ کے دن عاشورہ کی صبح ہوئی تو آپ نے حضرت عباس  
 کے ہاتھ میں علم دیا اور ۲۷ آدمیوں کی جماعت کو لیکر چار ہزار شامیوں  
 کے مقابلہ کے لئے چلے۔ قرآن مجید سامنے رکھا اور دونوں ہاتھ اٹھ  
 کے خداوند کریم کے سامنے یہ عرض کیا۔

خداوند! تو ہر مصیبت میں میرا بھروسہ اور ہر تکلیف میں میرا  
 سہارا ہے۔ مجھ پر جو وقت آئے ان میں تو ہی میرا پشت پناہ رہا۔  
 میں اسے اپنے تمام نازک اوقات میں سب کو چھوڑ کر تیری ہی طرف  
 رجوع کیا۔ تجھی سے شکایت کی۔ تو نے ہمیشہ میری مدد کی۔ اور

میرا سہارا بننا رہا۔ تو ہی ہر نعمت کا ولی ہے۔ ہر بھلائی کا مالک اور ہر آئندہ  
افسوس کا سبب ہے۔

جب آپ دعا سے فارغ ہوئے تو ایک بار پھر شامی فوج کے قریب  
گئے آپ نے اتمام حجت کے لئے باواز بلند یہ تقریر فرمائی۔

لوگو! جلدی نہ کرو۔ پہلے میرا کہنا سن لو۔ اور مجھے سمجھانے کا جو حق

ہے۔ اُسے پورا کر لیئے دو۔ اور میرے آنے کا عذر بھی سن لو۔ اُس سے کہ

بدتم کو اختیار ہے۔ اگر میرا عذر قبول کر لو گے۔ اور انصاف سے کام

لے گے تو خوش نصیب رہو گے۔ اگر بدتم نے میرا عذر قبول نہ کیا۔ اور

انصاف سے کام نہ لیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْمَعُوا امْرُؤًا كَذِبًا۔

مجموعہ یعنی تم اور تمھارے شریک سب مل کر اپنی ایک بات ٹھہرا لو

لہ وہ تمھاری وہ بات تم میں سے کسی کے اوپر چھپی نہ رہے۔ تم میرے

ماتھے پر ہونے چاہئے ہو کر ڈالو۔ اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا ولی اللہ ہے۔

میں نے کتاب نازل کی۔ اور وہی نیکو کاروں کا ولی ہے۔

آپ کی بہنوں اور صاحبزادیوں نے جب یہ تقریر سنی تو زار زار

نے لگیں۔ آپ نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو بھیجا کہ جا کر

ان کو چسپ کرائیں۔ اور کہیں کہ ابھی ان کو بہت رونا ہے۔ اس کے

بعد آپ نے پھر کو فیوں کے سامنے اتمام حجت کے لئے آخری

تقریر فرمائی۔

لوگو! تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ کیا میں تمھارے نبی کی بیٹی



کا بیٹا اور ان کے چچا زاد بھائی کا لڑکا نہیں ہوں۔ سید الشہداء حضرت  
 حمزہؓ میرے باپ کے چچا اور حضرت جعفرؓ طیار میرے چچا نہ تھے۔ کیا  
 تم کہتمیں معلوم کہ رسول اللہؐ نے میرے اور میرے بھائی حسنؓ کے  
 یہ فرمایا تھا کہ یہ دونوں جو انسان بہشت کے سردار ہیں۔ اگر تم کو نہ معلوم  
 ہو تو ابھی حضرت جابرؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت سہل بن  
 سعدیؓ حضرت زید بن ارقمؓ حضرت انس بن مالکؓ موجود ہیں اسے  
 پوچھ لو۔ اس کے بعد اپنے گریبان میں سر ڈال کر اپنے کو ملامت کر دیا  
 سوچو کہ میرا قتل اور میری آبروریزی تمھارے لئے زیبا ہے۔ بتاؤ کہ تم  
 میرے خون کے کیوں پیاسے ہو۔ کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے  
 کسی کا مال لوٹا ہے۔ کسی کو زخمی کیا ہے۔

اس تقریر کو سن کر سب چپ رہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک  
 ایک کا نام لیکر فرمایا کہ کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل بک چکا  
 میں کھجوریں سرسبز ہیں۔ دریا جوش میں ہیں۔ فوجیں تیار ہیں۔ آپ  
 فوراً آئیں۔ ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔ سب نے کہا ہم  
 نہیں لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! خدا کی قسم تم نے لکھا تھا۔  
 اگر میرا آنا تم کو ناگوار ہے تو مجھے چھوڑ دو تاکہ میں کسی امن کی جگہ چلا جاؤں  
 اس تقریر کے بعد آپ سواری بٹھا کر اتر پڑے شامی آپ کی  
 طرف دوڑے۔ زہیر بن قین نے ان کا ریلادیکھ کر نہایت پرہیز  
 تقریر کی۔ فرمایا۔

اے اہل کوفہ خدا کے غضب سے ڈرو۔ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ  
 نئے دوسرے مسلمان بھائی کو نصیحت کرے۔ ہم سب آپس میں بھائی  
 بھائی ہیں۔ ایک مذہب کے ماننے والے ہیں۔ جب تک ہمارے  
 میان میں تلوار نہ اٹھ جائے اس وقت تک ہم کو تمہیں نصیحت کرنے کا  
 حق ہے۔ جب تلواریں اٹھ جائیں گی اس وقت البتہ یہ رشتہ ٹوٹ  
 جائے گا۔ خدا نے ہم کو اور تم کو بنی کی اولاد کے بابت آزمائش میں مبتلا  
 فرمایا ہے۔ تاکہ وہ دیکھے کہ ہم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ہیں تم کو  
 بن کی مدد اور عبید اللہ بن زیاد کا ساتھ چھوڑنے کی دعوت دیتا ہوں  
 لو ان سے بڑائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ خدا کے بند وہ حضرت  
 علیؓ کے بیٹے ہیں۔ یہ مدد کے زیادہ مستحق ہیں۔ خدا کے لئے ان کو  
 نہ کرو۔ اس پر شمر ذی الجوشن نے ان کو ایک تیر مارا اور کہا چپ  
 و۔ پھر آپ نے باواز بلند کہا۔ لوگو! تم اس شکل کے فریب میں  
 دو۔ خدا کی قسم جو لوگ حضور سرور عالم کی اولاد اور ان کے اہل بیت  
 خون بہائیں گے۔ وہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے  
 روم رہیں گے۔

کوفیوں کے دل سیاہ ہو چکے تھے۔ آنکھوں پر پردہ پڑ چکا تھا  
 نالے سمجھانے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت زہیر کی تقریر کے بعد عمرو بن  
 عبد جناب امام کی طرف بڑھا اس وقت حریریہ کی فوج کے افسر نے  
 یزید کی فوج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور امام کی فوج میں شامل ہو گیا اور

جناب امام سے عرض کیا۔ امید ہے کہ توبہ کا دروازہ بند نہ ہو۔ آپ میری گستاخیوں کو معاف فرمائیے۔ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اپنی جان آپ کے لئے حاضر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری توبہ قبول ہو گئی تم دنیا اور آخرت دونوں میں حر (آزاد) ہو یہاں آکر حرے کو فیوں سے کہا۔

لوگو! حسینؑ نے جو تین صورتیں تمہارے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی صورت کیوں نہیں منظور کرتے۔ تاکہ خدا تم کو ان کے سامنے لڑنے سے بچالے۔ اے اہل کوفہ پہلے تم نے حسینؑ کو بلایا۔ اور یہ خیال کرتے رہے کہ جب وہ آئیں گے تو ان کی مدد میں لڑیں گے۔ اب جبکہ وہ آئے تو تم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان کے مخالف ہو گے اور ان کے قتل کے درپے ہو۔ ان کو اس طرح گھیر رکھا ہے کہ کسی طرف جانے نہیں دیتے اور تم نے ان پر فحشاء کا پانی بند کر دیا۔ جس کو یہودی۔ نصرانی۔ مجوسی سب پیتے ہیں بلکہ کانوں کے کتے اور سور تک اس کو پیتے ہیں۔ تم نے محمد رسول اللہؐ کی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ اگر تم توبہ کر کے اپنا یہ طریقہ نہ چھوڑو گے تو قیامت کے دن پیاتے تڑپائے جاؤ گے۔

حر کی اس تقریر کے بعد ابن سعد علم لے کر بڑھا اور اعلان جنگ کے اس اعلان پر آدمی دونوں طرف سے نکل نکل کر بہادری سے لڑنے لگے۔ پہلے ایک ایک اور دو آدمی ادھر سے آئے۔ ادھر سے ایک آدمی نکل کر اس کا مقابلہ کرتا۔ جب شامیوں نے دیکھا کہ حسینیؑ



والوں کی قوت ایمانی اس قدر بڑھی ہے کہ اُن کے مقابلہ میں جو جاتا ہے  
 بچ کر نہیں آتا۔ سارا لشکر ختم ہو جائے گا اور ہم اُن سے جیت نہ پائیں گے  
 نو عمر بن سعد نے یہ رائے قائم کی کہ کثیر جماعت سے حملہ کیا جائے۔  
 اس کے بعد عمر بن حجاج نے فوج کے راستے جانب کا پورا دستہ  
 لیکر حملہ کیا۔ اس کے ساتھ مسلم بن عوسجہ سعدی نہایت بہادری  
 سے لڑے اور شہید ہوئے۔

اس کے بعد شمر شامی نے بائیں جانب کی فوج کو لے کر حملہ کیا  
 پھر شامی چاروں طرف سے حسینی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ مشہور بہادر  
 عید اللہ کلہی نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ کئی آدمیوں کو قتل  
 کر کے شہید ہوئے۔ اس معرکہ میں حسینی فوج میں صرف ۲۳ آدمی  
 بچے لیکن اس بہادری سے لڑتے رہے کہ جدھر رخ کرتے تھے شامیوں  
 کی صفیں الٹ دیتے تھے۔ سوار بدحواس ہو جاتے تھے۔ عزیرہ بن  
 قیس جو اس فوج کا کماندار تھا۔ اس نے ابن سعد کے پاس کہلا  
 بھیجا کہ مٹھی بھر آدمیوں نے ہماری فوج کو بدحواس کر رکھا ہے۔  
 جلد کچھ پیداں اور کچھ تیر انداز بھیجو۔ ابن سعد نے یا انس و ثیر انداز  
 سواروں کا ایک دستہ بھیج دیا۔ انھوں نے اگر حسینی لشکر پر تیر  
 برسنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں حسینی فوج کے تمام گھوڑے  
 زخمی ہو کر بے کار ہو گئے۔ مگر ان کے استقلال میں فرق نہ آیا۔ سب  
 گھوڑوں سے اتر کر دوپہر تک نہایت بہادری سے لڑے رہے۔

شامیوں کے دانت کھٹے کر دئے۔

اس کے بعد عمر بن سعد نے حکم دیا کہ خیمے اکھاڑ دئے جائیں تاکہ ہر طرف سے حملہ ہو سکے۔ لوگ اکھاڑنے جاتے تو آڑ میں پڑ جاتے حسین فوج ان کو مار لیتی۔ جب ابن سعد نے اس صورت میں بھی ناکامی دیکھی تو خیموں میں آگ لگوا دی۔ شمر نے چاہا کہ اہل بیت کے خیمہ میں بھی اس طرح سے آگ لگوا دے کہ تمام اہل بیت بھی جل جائیں حضرت امام حسینؑ نے اس کو ڈانٹا۔ اُس پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ لوٹ گیا۔ اس کے جانے کے بعد زہیر بن قین نے کوفیوں کو اہل بیت کے خیمہ سے ہٹا دیا۔

اس کے بعد حبیب بن مظہر۔ حر بن یزید ثمیمی وغیرہ دیر تک نہایت بہادری سے لڑتے رہے۔ کوفیوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کر دیا۔ پھر زہیر بن قین۔ نافع بن ہلال۔ حنفی۔ عبد اللہ۔ عبد الرحمن۔ حنظلہ بن اسعد۔ سیدہ۔ مالک وغیرہ یکے بعد دیگرے نہایت بہادری سے لڑے۔ اور سب نے امام کی محبت میں لڑ کر اپنی اپنی جائیں دیدیں۔

جب تمام جاں نثاران اہل بیت ایک ایک کر کے شہید ہو گئے اور گھروالوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو اہل بیت کرام کی باری آئی سب سے پہلے حضرت علیؑ اکبرؑ میدان میں آئے۔ اور نہایت بہادری سے لڑے۔ شامیوں کی صف کی صف کاٹ کر پھینک دی۔ آخر شامیوں نے

بر کر آپ کو بھی شہید کیا۔

آپ کے بعد مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ پھر حضرت جعفر  
مار کے پوتے عدی پھر عقیل کے صاحبزادے عبدالرحمن پھر محمد بن عقیل  
قاسم بن حسن پھر ابو بکر بن حسن ایک ایک کر کے لڑ لڑ کر جناب  
م حسین پر سے نثار ہو گئے۔

ان کے بعد آپ کے سوتیلے بھائی حضرت عباسؓ نے جب دیکھا  
اہل بیت بھی ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جاتے ہیں اور امامؓ تنہا  
جاٹیں گے تو بھائیوں سے کہا کہ آقا کے سامنے سب سینہ سپر ہو کر  
ی جاٹیں دیدو۔ اور آقا کو بچالو۔ ان کے کہنے سے تینوں بھائی عبداللہ  
جعفر اور عثمان آپ کے سامنے لوہے کی دیواریں بن کر جم گئے۔ تیروں کو  
نئے سینوں پر روکتے لگے۔ تمام سینہ زخمی ہو گیا۔ خون کے فوارے  
اڑی ہو گئے۔ یہاں تک کہ تینوں بھائی ایک ایک کر کے  
شہید ہو گئے۔ اب صرف حضرت عباسؓ رہ گئے۔ یہ بڑھکرا امامؓ کے  
س آئے اور ہر طرف گھوم گھوم کر جناب امامؓ کو بچانے لگے۔ یہاں تک  
کہ زخمیوں سے چور ہو کر گرے۔ اور شہید ہو گئے۔ اب صرف جناب  
امام علیہ السلامؓ اور عابد بیمار باقی رہ گئے۔

اب حضرت امام حسینؓ خود شامی فوج کی طرف بڑھے۔ ابن زیاد کے  
حکم کے مطابق ساتویں محرم سے حسینیؓ شکر پر پانی بند تھا۔ جب تک  
حضرت عباسؓ زندہ تھے جان پر کھیل کر کچھ پانی لاتے تھے۔ ان کے شہید



ہونے کے بعد کوئی پانی دینے والا نہ رہا۔ اہل بیت کے خیموں میں جو پانی  
وہ ختم ہو چکا تھا۔ امام کے لب خشاک تھے۔ حلق میں کانٹے پڑے ہوئے  
تھے۔ اعزہ کے قتل سے دل زخموں سے چور تھا۔ پیاس بڑھتی جاتی تھی  
آخر آپ نے اپنے گھوڑے کو فرات کی طرف موڑا۔ کہ ذرا حلق تر کر لیں۔ لیکن  
کوئیوں نے جانے نہ دیا۔ تھوڑی دیر تال کے بعد جب پیاس  
شدت ناقابل برداشت ہوئی تو ایک بار پھر فرات کی طرف بڑھے  
ساحل تک پہنچ کر پانی پینا چاہا کہ حصین بن نمیر نے ایسا تیر مارا کہ  
آپ کے منہ سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ آپ نے چلو میں خون لیا  
آسمان کی طرف اچھا لاکہ اے خدا کے بے نیاز یہ منظر تو بھی دیکھ لے اہل  
زبان سے فرمایا کہ اے خدا جو کچھ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ کیا جا رہا  
ہے اس کا شکوہ تجھی سے کرتا ہوں۔

جس قدر آپ نڈھال ہوتے جاتے شامیوں کی جرات اور بڑھتی  
جاتی۔ اسی حالت میں وہ اہل بیت کے خیمہ کی طرف بڑھے اور آپ  
ترغی میں لے کر روک دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارا کوئی دین اور ایمان  
نہیں ہے۔ تمہارے دلوں میں قیامت کا بالکل خوف نہیں ہے کیا  
کوئی ایسا نہیں ہے جو ان ظالموں کو میرے اہل بیت کی طرف جا  
سے روکے۔ لیکن آپ کی فریاد کون سنتا۔ شمر براہر لوگوں کو ابھارتا تھا  
کہ لوٹ لو۔ ہر طرف سے لوگ لوٹنے لگے۔ آپ اس حسرت حالی پر بھی  
تلواروں سے مارتے ہوئے خیمہ تک پہنچے۔ یہاں شامیوں نے

رفت سے آپ کو گھیر لیا۔ آپ کو گھیرا ہوا دیکھ کر ایک بچہ دوڑتا ہوا نکل  
 اور پھر بن کعب سے جو آپ کی طرف بڑھ رہا تھا کہا خبیث  
 رت کے بچے میرے چچا کو قتل کرنے کا اس نے اس بچہ پر تلوار کا وار کیا۔  
 نے ہاتھ پر روکا۔ ہاتھ جھول گیا۔ آپ نے بچہ کو نیم بسجل دیکھ کر سہمیشہ  
 چمٹا لیا۔ اور کہا بیٹا صبر کرو۔ بہت جلد خدا تم کو تمھارے اجداد سے  
 ملے گا۔ بچہ کو تسلی دیکر آپ پھر شامیوں کی طرف بڑھتے۔ جدھر رخ  
 تے حضرت کی صفت دیکھ کر ہم کر دیتے۔

واقعہ بالکعب بن شہر کثیری نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری  
 کا کوئی شکی ہوئی سر پر نہ پہنچی۔ خون کا قوارہ جاری ہو گیا۔ تمام بدن خون  
 سے رنگین ہو گیا۔ لیکن اس وقت بھی آپ کے صبر و سکون میں فرق نہ آیا۔  
 سری ٹوپی منگاکر سر پر رکھی اور اوپر سے عمامہ باندھا۔ اور شیر خوار بچہ  
 نوو میں لپکر پیار کیا۔ اس وقت کسی سنگدل نے ایسا تیر مارا کہ بچہ  
 ہی میں تڑپ کر رہ گیا۔ حضرت زینبؓ بے قرار ہو کر خمیہ سے نکل آئیں  
 دوڑیں۔ عمر بن سعد سے کہنے لگیں کہ حسینؓ کو قتل کئے جا رہے ہیں اور  
 دیکھ رہے ہو۔ وہ بے اختیار روئے لگا۔ اور شرم سے حضرت زینبؓ  
 طرف سے ہنسنے پھیر لیا۔

آپ لڑتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ تم سب میرے قتل کے لئے  
 ہوئے ہو۔ خدا کی قسم میرے بعد کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو گے جس کا  
 میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناراضی کا سبب ہو۔ خدا تم سے اس طرح

بدلے گا کہ تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو وہ تم پر عذاب نازل کرے گا۔ اور تم میں آپس میں خونریزی ہوگی۔ اور جب تک تم پر وہ عذاب نازل نہ کرے گا۔ اس وقت تک راضی نہ ہوگا۔ آپ کا سارا بدن زخموں سے چور تھا۔ مگر پھر بھی کسی کی ہمت آپ شہید کرنے کی نہ بڑھتی تھی۔ کہ یکایک شمرنے پکارا کہ دیکھتے کیا ہو بڑے حسین کو قتل کر دو۔ اس پر آپ پر چاروں طرف سے شامی ٹوٹ پڑے ایک شخص نے تیر مارا۔ وہ تیر گزدن میں آکر بیٹھ گیا۔ امام نے اس ہاتھوں سے نکال کر الٹ کیا۔ کہ زرعہ بن شریک تمہی نے یا میں پر تلوار ماری۔ پھر گزدن پر وار کیا۔ اس پے درپے وار نے امام کو زخموں سے چور کر دیا۔ اعضا جواب دے گئے طاقت جاتی رہی۔ اسی حال میں عثمان بن انس نے ایسا نیزہ مارا کہ آپ زمین پر آ رہے۔ سنا نے فوراً سر مبارک کو تن سے جدا کر دیا۔ ۱۰۰ ار محرم ۶۱ھ مطابق ستمبر ۱۸۱ء کو خاندان نبوت کا یہ روشن آفتاب روپوش ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط

اَنْزَجُوْا مَتَّہٗ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شِفَاعَتَہٗ جَدِّہٖ کَوْفِ الْحَسَادِ ترجمہ کیا ایسی امت جس نے حضرت امام حسینؑ کو قتل کیا تو ان کے دن ان کے نانا (یعنی محمدؐ) کی شفاعت کی امید کر سکتی ہے۔ اس کے بعد ان بد بخت شامیوں نے آپ کے جسد اقدس کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس کے



اہل بیت کے خیمہ کی طرف بڑھے۔ اور تمام سامان لوٹ لیا۔ جب شمر خیمہ کی طرف آیا تو امام زین العابدین بیمار تھے۔ بولا کہ اس کو کیوں چھوڑتے ہو۔ ایک شخص حمید بن مسلم نے کہا کہ ابھی یہ کمسن ہیں۔ کمسنوں کو بھی قتل کر دے۔ اسے میں عمر بن سعد آگیا۔ اس نے کہا خیر دار اہل بیت کے خیمہ میں نہ جانا۔ اور اس بیمار کو ہاتھ نہ لگانا۔ اور جس نے کچھ لوٹا ہو سب واپس کر دے۔ عمر کے اس کہنے پر سپاہیوں نے ہاتھ روک لیا مگر لوٹا ہوا مال کسی نے واپس نہ کیا۔

آپ کے ساتھ صرف ۷۲ آدمی تھے۔ ان میں سے بیس آپ کے خاندان کے تھے۔ باقی دوسرے جاں نثار۔ اہل بیت میں سے صرف امام زین العابدینؑ، حسن بن علیؑ، عمرو بن حسنؑ اور کچھ دودھ پیتے بچے باقی رہ گئے تھے۔ شہادت کے دوسرے یا تیسرے دن غاصریہ کے باشندوں نے شہداء کے کربلا کی لاشیں دفن کیں۔ جناب امام علیہ السلام کا لاشہ بے سر کے دفن کیا گیا۔ سر مبارک ابن زیاد کے پاس کو فہ بھیجا گیا۔ ابن زیاد کے سامنے جب سر مبارک آیا تو چھڑی سے آپ کے لب اور دانتوں کو چھیرنے لگا۔ حضرت زید بن ارقمؓ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا چھڑی ہٹالو۔ خدا سے واحد کی قسم میں نے رسول اللہؐ کو ان لیوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ کہہ کر بے اختیار رو سنے لگے۔ ابن زیاد نے کہا۔ تیری آنکھوں کو خدا ہمیشہ رولا ہے۔ اگر تو پورہانہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ تم عرب

ہوا اور تم نے غلامی کا طوق اپنے گردن میں ڈال لیا۔ اور نرید کے کہنے سے تم نے حضرت فاطمہؑ کے جگر پارہ کو بے آب و دانہ شہید کیا۔ اس نے تمہارے اچھے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بڑوں کو غلام بنا لیا۔ اور تم نے یہ غلامی کی دولت کو ادا کر لی اس لئے اب تم سے دور رہنا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر اُس کے پاس سے چلے گئے اور کچھ بھی نہ ملے۔

جناب امامؑ کی شہادت کے بعد شامی آپ کے پس ماندگان کو کوفہ لے چلے۔ شہداء کے کربلا کی لاشیں بے گور و کفن و بیکھ کر عورتیں بے اختیار زار زار روئے لگیں۔ ان کے رونے کا یہ اثر ہوا کہ دشمن بھی رو پڑے اس طرح سے خستہ و زار یہ قافلہ ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا اس نے کہا یہ کون ہیں۔ ایک لونڈی نے کہا۔ زینب بنت جحش فاطمہؑ ہیں۔ اُس نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تم کو رسوا کیا اور تم کو قتل کیا حضرت زینبؑ نے فرمایا تیرا خیال غلط ہے۔ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو محمدؐ سے سرفراز کیا۔ اور ہم کو پاک کیا۔ ہم نہیں بلکہ فاسق ابن زیاد رسوا ہوا۔ اور جھٹلایا گیا۔ اس نے کہا تم نے دیکھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت زینبؑ نے جواب دیا ان کی قسمت میں شہادت مقدر ہو چکی تھی اس لئے وہ مقتل میں آئے۔ اور بہت جلد وہ اور تم خدا کے سامنے حاضر ہو گے۔ اور وہ خدا کے سامنے اس کا انصاف طلب کریں گے۔ اُس وقت دیکھنا کون رسوا ہوا اور کون شہید ہوا۔ اس سخت جواب سے ابن زیاد بہت برہم ہوا۔ اور کہا خدا سے

تھمارے اہل بیت کے نافرمان آدمی سے میرا غصہ ٹھنڈا کیا۔ حضرت زین  
نے رو کر کہا۔ خدا کی قسم تم نے اوصیوں کو قتل کیا۔ ہمارے گھر والوں کو  
کالا۔ ہماری شاخوں کو کاٹا۔ ہماری جڑ کو اکھاڑا۔ اگر اسی سے تم کو نہیں  
ہوتی ہے تو ہو گئی۔

اس کے بعد اس کی نظر حضرت امام زین العابدینؑ پر پڑی۔ آپ کا  
مام پوچھ کر آپ کے قتل کا حکم دیا۔ اس حکم سے آپ کے استقلال  
میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ نے کہا ان عورتوں کو کس کے سپرد کر دو گے۔  
حضرت زینؑ اس حکم سے تڑپ گئیں۔ فرمایا ابھی تک تم ہمارے  
خون سے سیر نہیں ہو گئے۔ امام زین العابدینؑ سے چمٹ کر پولیس کہ  
اگر ان کو قتل کرتے ہو تو ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دو۔ حضرت  
مام زین العابدینؑ نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ کہ اگر تم مجھے قتل  
کرنا چاہتے ہو تو عزیمت کا خیال کر کے اتنا کرو کہ کسی متقی آدمی کو  
ان عورتوں کے ساتھ کر دو۔ جو ان کو اچھی طرح سے پہنچا دے اس پر  
اس کو رحم آگیا۔ اور کہنے لگا کہ اس لڑکے کو ان عورتوں کے ساتھ  
کے لئے رہنے دو۔

اس کے بعد ابن زیاد نے اہل بیت کو شام روانہ کر دیا۔ یہاں آکر  
یزید کے سامنے حضرت امام حسینؑ اور دو سر سے شہداء کے سر پیش  
کئے گئے۔ اس کے دیکھنے کے بعد یزید نے اہل بیت کے قافلہ کو طلب  
کیا۔ اور سب کے سامنے حضرت امام زین العابدینؑ سے کہہ دیا



تمھارے باپ نے میرے ساتھ قطع رحم کیا۔ میرے حق میں غفلت کی  
 اور حکومت میں جھگڑا گیا۔ یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ امام زین العابدینؑ نے  
 یہ آیت تلاوت فرمائی۔ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي  
 أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأُهَا۔ (سورہ حدید رکوع ۴)  
 ترجمہ۔ جتنی مصیبتیں روئے زمین پر اور خود تم پر نازل ہوتی ہیں۔ وہ  
 سب ہم نے ان کے پیدا کرنے سے پہلے کتاب میں لکھ رکھی ہیں۔  
 یہ جواب سن کر یزید نے کہا۔ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا تُسَبِّحُ  
 بِحَمْدِ رَبِّكُمْ وَلَعُفُو عَنْ كَثِيرٍ۔ ترجمہ۔ تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے۔  
 وہ تمھارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور بہت سی خطاؤں کو وہ معاف  
 کر دیتا ہے۔

اس سوال و جواب کے بعد عورتوں اور بچوں کو بلا کر اپنے پاس  
 بٹھایا اور نہایت نرمی سے پیش آیا۔ اپنے خاص حرم سرا میں ٹھہرایا  
 چونکہ یزید اور اس کی عورتیں سب اہل بیت کی عزیز تھیں۔ اس لئے  
 اہل بیت کے اندر داخل ہوتے ہی یزید کے گھر میں کھرام مچ گیا۔  
 تین دن کامل سب روتے رہے۔

اس کے بعد یزید نے جس قدر سامان اہل بیت کا ثامیوں نے لوٹ  
 تھا۔ اس کا دوچند سب کو دلوادیا۔ یہاں تک کہ حضرت سلیمان بن جابرؑ  
 فرماتی ہیں کہ منکر بن خدا میں سے میں نے یزید سے بہتر کسی کو نہیں پایا  
 اس کے بعد یزید سب سے ملا اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا

کہ ان کے لئے سب ضروری سامان مہیا کر کے چند دیانت دار اور نیک شامیوں کے ساتھ رخصت کیا جائے۔ اور حفاظت کے لئے مدینہ تک سواروں کا دستہ ساتھ جائے۔ اس حکم پر فوراً تمام ضروری سامان مہیا کیا گیا اور یزید نے ان کو رخصت کیا اور محافظین نے نہایت حفاظت سے سب کو مدینہ پہنچایا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ نے اپنے اپنے کنگن اور بازو بند اتار کر بیچے۔ اور کہلا بھجوا کر اس وقت ہم معذور ہیں ورنہ اور دے تھے نعمانؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ اور کہا اگر میں نے دنیاوی منفعت کے لئے یہ خدمت کی ہوتی تو یہ چیزیں لے لیتا۔ لیکن خدا کی قسم ہم نے خاص اللہ اور رسول کے خیال سے کیا ہے۔

یزید کی خلافت اور حضرت امامؑ کی شہادت پر ایک نظر  
 یزید کی خلافت کو مکہ کے اہل الرائے نے تسلیم نہیں کیا تھا۔  
 حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور حضرت  
 امام حسینؓ نے اسی مجمع میں جبکہ امیر معاویہؓ نے اس کو خلیفہ کیا مخالفت  
 کی تھی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے صاف کہہ دیا تھا کہ ہم خلافت کے بارے  
 میں حضور سرور کائناتؐ اور خلفائے راشدینؓ کے طریقہ کے سوا کسی  
 طریقہ کو پسند نہیں کر سکتے۔ جب مروان بن الحکم نے مدینہ میں یزید کی  
 ولیعهدی کا مسئلہ پیش کیا۔ اور یہ کہا کہ امیر معاویہؓ چاہتے ہیں کہ حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر اپنے ارٹ کے یزید کو خلیفہ کریں تو حضرت  
عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے حراف کہہ دیا تھا کہ ابوبکر و عمر کا طریقہ نہیں ہے  
بلکہ کسری و قیس کا طریقہ ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی اولاد کو کہاں جانشین بنایا  
بلکہ انھوں نے تو اپنے خاندان میں سے بھی کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔  
امیر معاویہؓ کے سامنے اُن کی حکومت سے مرعوب ہو کر کچھ لوگوں  
نے مان لیا۔ اور کچھ لوگوں نے مال و زر کی طمع میں اور کچھ لوگوں نے  
اختلاف امت کے منہ سے بچنے کے لئے اس کو مان لیا۔ جو لوگ مخالف  
تھے انھوں نے جان کے خوف سے خاموشی اختیار کر لی۔ کسی نے  
خوشی سے اس کو منظور نہیں کیا تھا۔ اور اُس وقت یزید سے بہتر بھابھ  
موجود تھے۔ اس لئے اسلامی قاعدہ سے یزید کی ولیعہدی بالکل  
قابل اعتراض تھی۔

امیر معاویہؓ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اُس نے نہ اہل شوریٰ سے  
مشورہ لیا۔ نہ نرمی سے حکومت کی۔ بلکہ عمائد سے بیعت لینے کے  
لئے احکام جاری کر دیئے۔ ایسی حالت میں اگر حضرت امام حسینؓ یزید  
کی غیر شرعی حکومت قبول کر لیتے تو تاریخ اسلام میں ظلم اور نا انصافی کے  
سامنے سر جھکا دینے کی ایک مثال قائم کر جاتے۔ ایسی حالت میں  
آپ کے لئے لازم تھا کہ آپ اٹھ کر اسلامی آزادی اور غیر شرعی حکومت  
کے خلاف آواز بلند کر کے مسلمانوں کو ایک سبق دیجائیں۔ آپ کی اور  
آپ کے ساتھیوں کی تقریروں سے بھی یہی بات پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً



جب مسلم بن عقیل پر ابن زیاد نے یہ الزام لگایا کہ یزید کے خلافت پر  
لوگ متحد تھے۔ تم ان کو براگندہ کرتے کے لئے آئے۔ تو مسلم نے یہ  
جواب دیا کہ میں خود نہیں آیا۔ کوفہ والوں کا خیال تھا کہ تمہارے باب  
نے بھلے آدمیوں کو قتل کیا۔ اور ان میں کسریٰ اور قیصر کا طرز عمل اختیار  
کیا۔ اس لئے ہم ان کے پاس آئے کہ لوگوں کو انصاف کا حکم اور  
کتاب اللہ کے حکم کی دعوت دیں۔

مسلم بن عقیل کے بعد جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ لائے تو  
مقام بیضا میں اپنے آئے کے اسباب بیان کئے۔ اور فرمایا۔ رسول اللہ  
نے فرمایا ہے کہ جس نے ایسے بادشاہ کو دیکھا جو ظالم ہے۔ خدا کی حرام  
کی ہوئی چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ خدا کے عہد کو توڑتا ہے۔ سنت رسول کی  
مخالفت کرتا ہے۔ خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت  
کرتا ہے۔ اور دیکھنے والے کو اس پر قولاً یا فعلاً غیرت نہ آئی تو خدا کو یہ حق  
ہے کہ اس بادشاہ کے عوض میں اس دیکھنے والے کو دوزخ میں ڈال دے  
میں تم لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں (بنی امیہ) نے شیطان  
کی اطاعت کی ہے۔ اور رحمان کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ خدا  
کی زمین پر فتنہ و فساد پھیلا رکھا ہے۔ اللہ کے حدود کو بیکار کر دیا ہے  
ان غنیمت میں اپنا حصہ زائد لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال  
وراس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ اس لئے مجھے  
ان باتوں پر غیرت آئے کا زیادہ حق ہے میرے پاس تمہارے خطوط آئے

بیعت کا پیغام لیکر تمہارے قاصد آئے۔ انھوں نے کہا کہ تم مجھے دشمنوں کے حوالہ نہ کرو گے۔ بے یار و مددگار نہ چھوڑو گے۔ تو اگر تم اپنے بیعت کے حقوق پورے کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ میں حسین بن علیؑ ہوں۔ اور فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہاری جانوں کے سناٹھا اور میرے اہل بیت تمہارے گھر والوں کے سناٹھے ہیں۔ تمہارے لئے میری ذات نمونہ ہے اب اگر تم اپنے فرض پورے نہ کرو گے۔ اپنا عہد توڑ کر میری بیعت کا حلقہ اپنی گردن سے اتار دو گے تو تم نقص عہد کر کے اپنا حصہ ضائع کر دو گے جو شخص عہد توڑتا ہے اس کا وبال آئی پہ ہوتا ہے۔ اور عنقریب خدا مجھ کو تمہاری امداد سے بے نیاز کر دے گا۔ اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت امام حسینؑ کا آنا محض حصول خلافت کے لئے نہ تھا۔ بلکہ اُن کا مقصد اعلان کلمۃ اللہ تھا۔ کہ یزید کے غیر شرعی طریقہ کو مٹا کر ایک مرتبہ خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دیں آپ نے خود خلافت کی خواہش نہ کی تھی۔ بلکہ جب کوفیوں نے قاصد اور خطوط بھیج کر اس کا یقین دلا دیا کہ اُن کے لئے یزید کی حکومت ناقابلِ برداشت ہے تو آپ نے کوفہ کا قصد فرمایا۔ اور جب عراقیوں نے دھوکا دیدیا تو آپ واپس جانے کو بھی تیار ہوئے۔

## آپ کا فضل و کمال

تمام اہل تذکرہ مثلاً ابن عبد البر۔ امام نووی۔ علامہ ابن اثیر وغیرہ

پ کے کمالات علمی کے معترف ہیں۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں آپ بہت سن تھے اس لئے حضورؐ سے صرف ۸ حدیثیں مروی ہیں۔ مگر آپؐ نے والد حضرت علیؑ اور اپنی والدہ حضرت فاطمہؑ اور ہند ابن ابی ہالہؑ اور مرزن الخطابؑ سے بے حد فیض حاصل کیا ہے۔

فقہ میں آپ کا مرتبہ بلند تھا۔ آپ کے معاصرین آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عرب کے مروجہ علوم میں بھی آپ کو پوری مارت تھی۔ آپ کی تقریر بھی بہت عمدہ اور موثر ہوتی تھی۔

## اخلاق و عادات

آپ نمازیں بکثرت پڑھتے تھے۔ رات دن میں ایک ایک ہزار نفل از پڑھ ڈالتے تھے۔ روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے۔ حج ہر سال کرتے تھے۔ تقریباً ۲۵ حج آپ نے پایادہ کئے ہیں۔ آپ کی مالی حالت بہت اچھی تھی۔ راہ خدا میں بے حد خرچ کرتے تھے۔ کوئی سائل آپ کے دروازہ سے محروم نہ جاتا تھا۔ آپ نہایت متواضع منکسر مزاج بے ادنیٰ ادنیٰ شخص سے بے تکلف ملتے تھے۔

## کلمات طیبات

فرماتے تھے سچائی عزت ہے۔ جھوٹ عجز ہے۔ رازداری امانت ہے۔ امداد دوستی ہے۔ عمل تجربہ ہے۔ حسن خلق عبادت ہے۔ خاموشی زینت ہے۔



یہ سچل فطر ہے۔ سخاوت دولت مندی ہے۔ نرمی عقلمندی ہے۔

## ۹۔ حضرت خطلہ بن ربیعؓ

آپ کا نام خطلہ اور ابو ربیع کنیت تھی۔ تاریخوں سے ان کے اسلام لانے کا صحیح زمانہ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر قیاس یہ ہے کہ ابتدا سے دعوت اسلام میں آپ اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد کتابت وحی کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔

آپ غزوات میں بھی شریک رہے۔ کسی غزوہ کا واقعہ آپ سے منقول ہے کہ حضورؐ کا ایک مقتولہ عورت کی طرف سے گزر ہوا آپ سے فرمایا یہ تو لڑتی نہ تھی۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا چاہئے۔ اور خالد بن ولیدؓ کے ذریعہ سے اس کا اعلان کیا گیا۔ غزوہ طائف سے پہلے ایک حضورؐ نے آپ کو بنی ثقیف کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جنگ قادیسیہ میں بھی شریک ہوئے۔

کوفہ آباد ہونے کے بعد وہاں رہنے لگے۔ اور جنگ جمل کے بعد قیسایہ میں رہنے لگے۔ یہیں امیر معاویہ کے زمانہ میں انتقال آپ کا تب وحی تھی۔ حضورؐ کے پاس اکثر وقت رہا کرتے تھے اس لئے آپ سے حدیثیں بھی مروی ہیں۔ اگرچہ کم ہیں۔ آپ کی قوت ایمانی بہت زیادہ تھی۔ آپ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار حضورؐ نے خطبہ میں جنت اور دوزخ کا ذکر فرمایا اس

ہیں آپ موجود تھے۔ یہاں سے اٹھ کر مکان تشریف لے گئے۔ بال بچوں میں پکڑنے سے بولنے لگے۔ پھر فوراً خیال آیا کہ اتنی ہی دیر میں وہ جنت اور دوزخ کے سب مناظر بھول گئے۔ روتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خطلہ منافق ہو گیا۔ ابھی حضورؐ سے جنت اور دوزخ کا ذکر سنا۔ گھر آکر سب بھول گیا۔ آپؐ سے فرمایا۔ میرا بھی یہی حال ہے پھر دونوں صاحب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خطلہ منافق ہو گیا۔ آپؐ نے سبیل بوجھا اور فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ عرض کیا جس وقت آپؐ سے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا تھا اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونوں چیزیں میری گاہوں کے سامنے ہیں۔ گھر آیا تو بھلا کر بال بچوں میں پھنس گیا کہ حضورؐ نے فرمایا خطلہ! اگر تم لوگ اس حالت پر ہمیشہ قائم رہو تو اللہ تعالیٰ کے رشتے چلتے پھرتے ہر وقت تم سے مصافحہ کریں (ان باتوں کا اثر زیادہ یہ قائم نہیں رہتا۔ یہ نفاق کی علامت نہیں ہے۔)

### ۱۔ حضرت سراقہؓ بن مالکؓ

آپ کا نام سراقہؓ اور ابو سفیانؓ کہتے تھے یہ حضورؐ جس وقت مکہ معظمہ سے نکل کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے اس وقت شریکین نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکرؓ کو قتل کر دے گا یا ان کو زندہ پا کر لائے گا اس کو بہت بڑا انعام دیا جائے گا۔ سراقہؓ نے

ایک روز آپ اپنے قید کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ کسی نے آکر کہا کہ ابھی ساحل کی طرف میں نے کچھ سیاہی دیکھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی تھے۔ اُسی وقت وہاں سے اٹھ کر گھر آئے۔ گھوڑا اور نیزہ لے کر گھر کے پیچھے گئے۔ وہاں سے سوار ہو کر گھوڑا اور اتے ہوئے کے قریب پہنچ گئے۔ گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ آپ گر گئے۔ استخارہ کے ساتھ تھے استخارہ کیا۔ استخارہ خلافت نکلا۔ مگر کچھ بھی آگے بڑھے اور حضور کے قریب پہنچ گئے۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر ان کو دیکھتے تھے۔ استخارہ میں سراقہ کے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اور وہ گر گئے۔ پھر گھوڑے کو زمین سے نکالا تو بے حد غبار اٹھا۔ ان کو اپنی ناکامی اور حضور کی کامیابی کا یقین ہو گیا۔ آپ نے حضور کو آواز دیکر روکا۔ آپ رک گئے۔ سراقہ نے قریب جا کر کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کی گرفتاری پر انعام مقرر کیا ہے۔ اور ان کے تمام ارادوں سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے سراقہ کو امان دیا۔ اور فرمایا کہ کسی کو میرے جانے کی اطلاع نہ دینا۔ سراقہ نے اس کا اقرار کیا۔ عرض کیا کہ امان نامہ مجھے لکھ دیجئے۔ آپ نے عامر بن مہیرہ سے لکھوا سراقہ کو دیا وہ لوٹ گئے۔

اس واقعہ کے ۸ سال بعد فتح مکہ اور حنین اور طائف کی لڑائیوں کے ختم کے بعد آپ اسلام لائے۔ اور دیر میں اسلام لانے کی وجہ سے آپ حضور سے فیض حاصل کرنے کا موقع کم ملا۔ مگر قبول اسلام کے بعد



برابر مدینہ ہی میں رہے۔ اس لئے جتنے زمانہ تک آپ کو حضورؐ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ آپ نے پورا فائدہ اٹھایا۔ ایک بار حضورؐ نے فرمایا۔ سراقہ میں تم کو جنتیوں اور دوزخیوں کی پہچان بتلاؤں۔ عرض کی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تندخو۔ اترا کر چلنے والا۔ متکبر دوزخی ہے۔ اور زبرد محیض اور ناٹواں جنتی ہے۔

ایک بار سراقہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ اگر کوئی بھٹکا ہوا اونٹ میرے اونٹ کے حوض کے پاس آئے اور میں اس کو پانی پلا دوں تو کیا مجھے اس کا کوئی ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا ضرور۔ ہر جاندار کو پانی پلانے میں ثواب ہے۔

حجۃ الوداع میں حضورؐ کے ساتھ تھے وہاں آپ نے حضورؐ سے پوچھا یا رسول اللہؐ ہمارا یہ عمرہ اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے۔

۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ نے وفات پائی۔

اگرچہ آپ کو حضورؐ سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع کم ملا۔ مگر آپ سے حدیثیں روایت ہیں۔ جو کتب حدیث میں موجود ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔

## ۱۱۔ حضرت سعید بن العاصؓ

آپ کا نام سعید تھا۔ سید بحیری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانہ

کے رئیسوں میں تھا۔ آپ کے دادا ذوالتاج (تاج والے) کہلاتے تھے۔ آپ کے باپ حضرت علیؓ کے ہاتھ سے بدر میں مارے گئے۔ فتح مکہ کے وقت ان کی عمر ۱۹ سال کی تھی۔ خلافت صدیقی اور فاروقی میں یہ لڑے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے وقت یہ جوان تھے۔

۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس عہد کے پاتے ہی آپ نے جرجان اور طبرستان پر فوج کشی کی۔ ان دونوں مقامات کو نہایت بہادری سے فتح کر لیا۔ اس کے بعد آذربایجان کی بغاوت کو مٹایا۔ ۳۲ھ میں اہل کوفہ کی شکایت پر حضرت عثمانؓ نے آپ کو معزول کر دیا۔ ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد جمل اور صفین کی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ آپ کسی میں کسی طرف سے شریک نہیں ہوئے۔

امیر معاویہؓ نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ان کو مدینہ کا حاکم بنایا۔ کچھ دنوں کے بعد معزول کر کے مروان کو حاکم کر دیا۔ ۴۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنِّہٖ

## آپ کا فضل و کمال اور اخلاق و عادات

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن مجید کی تصحیح کرا کے اس کی مختلف نقلیں کرائیں اور ایک ایک نقل تمام حاکموں کو بھیجیں۔ اس میں سعید بن العاص بھی تھے۔ قرآن مجید کی کتابت میں صرف و نحو اور زبان کی

محنت کی نگرانی انھیں کے متعلق تھی۔

آپ بہت عقلمند تھے۔ آپ کی بہت سی حکیمانہ باتیں مشہور ہیں جسے فرماتے تھے کہ شریف سے مذاق نہ کرو۔ اس کی وجہ سے وہ تم سے بچ کر نہ لگے گا۔ اور کمینہ سے بھی مذاق نہ کرو۔ اس لئے کہ وہ تم پر بری ہو جائے گا۔

راے ظاہر کرنے میں بہت محتاط تھے۔ کہا کرتے تھے کہ دل بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے انسان کو اظہار رائے میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور فرماتے تھے کہ ایسا نہ کرنا چاہئے کہ آج ایک چیز کی تعریف کی اور کل اس کی زانی کرنے لگے۔

(آپ نہایت بہادر اور فیاض تھے۔ ہفتہ میں ایک دن اپنے تمام بھائی بھتیجوں کو ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ اور سب کے کپڑے نبواتے اور غذائی بھی سلوک کرتے۔ اور ان کے گھروں پر سامان بچھواتے ہر شب جمعہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں نمازیوں کو روپے تقسیم کراتے اور کبھی کوئی سائل روزانہ سے ناکام واپس نہ جاتا۔ اور حاجت مند شرفاً کو بلانے دیتے اس کی وجہ سے بہت مقروض رہتے تھے۔ مرتے وقت لڑکوں سے دسے قرض کی وصیت کی۔ بڑے لڑکے نے ادا کرنے کی ذمہ داری کر لی۔)

## ۱۲۔ حضرت سہیل بن عمروؓ

آپ کا نام سہیل اور ابو یزید کنیت تھی۔ آپ رؤساء قریش



سے تھے۔ اسلام اور بانی اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حضورؐ کے خلاف  
تقریریں کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو مارنا چاہا مگر حضورؐ نے روکا۔  
اور فرمایا کہ یہ اس وقت ہم لوگوں کو رنج دیتے ہیں ممکن ہے کہ کبھی خوش  
بھی کر دیں۔

آپؐ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور ابوجندل دعوت اسلام  
کے شروع ہی میں اسلام لائے۔ آپؐ نے اسلام قبول کرنے کے جرم  
میں ان کو بہت مارا۔ اور بڑی تکلیفیں دیں۔ ابوجندل صلح حدیبیہ کے وقت  
پابندِ بنجر آئے۔ صحابہؓ نے بہت چاہا کہ ابوجندل روک لئے جائیں مگر سہیل  
نے نہ مانا۔ اس لئے حضورؐ نے ان کو واپس کر دیا۔

فتح مکہ کے بعد قتل کے خوف سے یہ چھپ رہے۔ اور اپنے لڑکے  
ابوجندل کے ذریعہ سے امان کی درخواست کی۔ حضورؐ نے امان دے دی۔  
جب حضورؐ جنگ حنین سے واپس ہو رہے تھے اس وقت سہیل حضورؐ  
کے ساتھ ہو گئے۔ اور مقامِ حصرانہ میں اسلام لائے۔ لیکن جیسا کہ آپؐ  
سہیلؓ کو فخر میں سخت تھے اسلام لانے کے بعد اسلام میں بھی سخت ہو گئے۔  
حضورؐ کی وفات کے بعد جب نو مسلموں میں ارتداد اور بے دینی  
پھیلنے لگی اس وقت سہیلؓ کے اسلام میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ آپؐ نے  
تمام قبائل کو جمع کر کے یہ تقریر کی۔

براہِ راست اسلام اگر تم لوگ میری پرستش کرتے تھے تو وہ دوسرے  
عالم کو چلے گئے۔ اگر ان کے خدا کی پرستش کرتے تھے تو وہ حئی لا یموت

ہے۔ (زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں)۔ برادران قریش! تم سب کے خیموں میں اسلام لائے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کے چھوڑنے والے نہ بنو۔ مجھ کی موت سے اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ وہ روزِ یادہ مضبوط ہوگا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اسلام تمام دنیا میں پھیلے گا۔ راقیاب و ماہیثاب کی طرح تمام دنیا کو منور کر دے گا۔ یاد رکھو۔ جس شخص نے دائرۂ اسلام سے قدم باہر رکھنے کا ارادہ کیا میں اس کی ردِ ادا دوں گا۔

سہیل کی اس تقریر نے نو مسلموں کے اسلام کو بالکل مضبوط کر دیا۔ مگر ارتداد کی وبا سے محفوظ ہو گیا۔ اس فتنہ کے دفع کرنے میں ان کے فخر بھرنے کو کشش تھی۔ چنانچہ ان کے بڑے صاحبزادے عبید اللہ بن کبک کا مہم میں شہید ہوئے۔

شام کی فوج کشی میں حضرت عمرؓ نے تمام قیدیوں کے رؤسا کو جمع کیا۔ ہر جہ بدرجہ سب کو الگ بلا کر باتیں کرتے تھے۔ اس طرح کہ جو پہلے اسلام لائے ان کو پہلے بلایا۔ مہاجرین اولین کو بدریین کو سبقت دی۔ یوسفیان کو تاگوار ہوا۔ انھوں نے کہا کہ غلاموں کو پہلے بلائے تھے ہیں اور ہم لوگ دروازہ پر بیٹھے ہیں۔ سہیل نے کہا تم کو بڑا کیوں معلوم ہوتا ہے اسلام نے سب کو یکساں دعوت دی۔ ان لوگوں نے اس کو قبول کر لیا تم نے نہیں کیا۔ اگر تم غصہ ہوتے ہو اپنے اوپر ہو۔ تم نے قبول کرنے میں کیوں دیر کی۔ اب تم کو ان پر سبقت حاصل کرنے کی کوئی

راہ نہیں ہے۔ اب جہاد کا یہ موقع ہے اس کو نہ کھونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بشارت بھی تم سے جاتا رہے۔ اس کا ابوسفیان برا بھلا ہو۔ سہیل خود بھی جہاد میں شریک ہوئے۔ اس سلسلہ کی جنگ یرموک میں فوج کے ایک دستہ کے افسر تھے۔ شام میں طاعون عمواس میں آپ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنْ

سہیل نے چونکہ اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ بہت سختی کی تھی اس لئے ان کو ہمیشہ خیال رہا کہ اسلام لانے کے بعد اسی سختی سے اسلام کی مدد کریں۔ چنانچہ جتنا مال اسلام کی مخالفت میں صرف کر چکے تھے کو شمش کر کے اس سے تائد مال اسلام کی حمایت میں صرف کیا۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکا اسلام میں ان کے زمانہ میں جتنے جہاد ہوئے۔ سب میں شریک رہے۔ اور کفار سے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا۔ شام کے جہاد میں اپنے پورے گھر کو لے کر گئے۔ اور قریب قریب سب کو خدا کی راہ میں قربان کر آئے۔

عبادت بھی بہت کرتے تھے۔ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے۔ روزے بکثرت رکھتے تھے۔ صدقے بھی بکثرت دیتے تھے۔ کثرت عبادت سے وہ بے اور لاغر ہو گئے تھے۔ اکثر رویا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت بہت روتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سناتے تھے۔ پڑھتے وقت زار زار روتے تھے۔



## ۱۳۔ حضرت صفوان بن امیہؓ

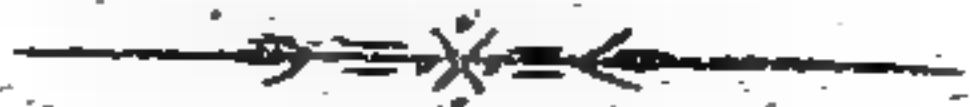
آپ کا نام صفوان اور ابو وہب کنیت تھی۔ آپ کا خاندان باہلیت میں بہت معزز تھا۔ آپ کے باپ امیہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حضرت بلال حبشیؓ اسی کے غلام تھے۔ جن کو اسلام سے پھرنے کے لئے سخت سزائیں دیتا تھا۔ بدر کی لڑائی میں مارا گیا۔

صفوان نے عمیر بن وہب کو آنحضرتؐ کے قتل کے لئے ایک رہبر میں بھیجی ہوئی تلوار دے کر مدینہ بھیجا۔ اور عمیر کے ذمہ جس قدر قرض تھا ادا کر دیا اور ان کے بال بچوں کی خبر گیری کا ذمہ لے لیا۔ لیکن عمیر مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے ابوسفیان کو بدلہ لینے کے لئے آمادہ کیا۔ وہ تمام ان لوگوں کو جن کے اعزہ بدر میں مارے گئے تھے لے کر بدلہ لینے کو چلا۔ اُحد میں شریک ہوا۔

سلسلہ میں بعض تو مسلم قبائل کی درخواست پر حضورؐ نے کچھ قاریوں کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ کفار نے ان پر حملہ کیا۔ چند صحابہؓ شہید ہوئے اور چند زندہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان گرفتار ہونے والوں میں سے زید بن ابیہ کو مکہ میں لاکر غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ صفوان نے خرید کر اپنے باپ کے بدلہ میں ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

سلسلہ میں غزوہ خیبر کے لئے چند رہبر عاریتہ آپؐ سے دین۔ فتح مکہ کے وقت مسلمانوں سے۔ مکہ فتح ہونے کے بعد خود سے جدہ بھاگ

گئے۔ ان کے قدیم دوست عمیر بن وہب نے جو بدر کے بعد ہی اسلام  
 لائے تھے۔ حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ صفوان آپ کے خوف  
 سے بھاگ گئے ہیں۔ آپ نے ان کو امان دیدیا۔ اور اپنی چادر نشان  
 کے لئے عنایت فرمائی۔ حضرت عمیرؓ تشریف لے گئے۔ اور ان کو حضورؐ  
 کی چادر دکھا کر امان کی خبر دے کر مدینہ واپس لائے۔ حضورؐ کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اسلام پیش کیا اور فرمایا کہ ابھی اطمینان  
 نہ تو دو مہینہ جارہینہ کی مہلت لے لو۔ اور غور کر لو۔ آپ نے مہلت  
 لی۔ اس کے بعد حنین اور طائف کی لڑائیاں پیش آئیں۔ اس میں  
 انھوں نے ہتھیار سے مسلمانوں کی مدد کی اور خود بھی شریک رہے  
 حضورؐ نے حنین کے مال غنیمت سے سوا اونٹ آپ کو عنایت فرمائے  
 حضورؐ کی اس فیاضی کا ان پر بہت اثر ہوا۔ اور یقین ہو گیا کہ آپؐ سچے  
 نبی ہیں۔ غر وہ طائف کے بعد آپؐ مشرف باسلام ہوئے۔ پچھ دن  
 مدینہ میں رہے پھر مکہ واپس گئے۔ آخر وقت تک وہیں رہے۔  
 حضرت عمرؓ کے وقت میں شام کی لڑائی میں شریک ہوئے۔  
 جنگ یرموک میں فوج کے ایک دستہ کے افسر تھے۔ امیر معاویہؓ کے  
 زمانہ میں وفات پائی۔  
 فضل و کمال کے لحاظ سے آپؐ کا کوئی خاص مرتبہ نہ تھا۔



## ۱۴۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؑ

آپ کا نام عبداللہ اور ابو جعفر کنیت تھی۔ حضورؐ کے چچرے  
معاویٰ اور حضرت جعفر طیارؑ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے والد  
بیشہ کے مہاجرین اولین سے تھے۔ مشرکین مکہ سے تنگ آکر منہ پال  
بچوں کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت عبداللہ وہیں پیدا ہوئے۔ شبہ  
میں حضرت جعفرؑ حبشہ سے مدینہ آئے۔ اُس وقت آپ کی عمر ساٹھ  
بس کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر آپ کے ہمسن تھے۔ آپ نے  
دراختوں سے ایک ساتھ حضورؐ سے بیعت کی۔

آپ کے والد ماجد نے شبہ ہجری میں غزوہ موٹہ میں شہادت  
پائی۔ اُس کے بعد سے حضورؐ ان پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔  
آپ کا ہاتھ بیکڑا کہ حضورؐ نے آپ کے لئے دعا فرمائی کہ اے خدا! ان کو  
جعفر کے گھر کا صحیح جانشین بنا۔ اور ان کی بیعت میں برکت فرما۔ اور یہ  
رہا پاکہ میں دنیا اور آخرت میں آل جعفر کا ولی ہوں۔

آپ دس بس کے تھے کہ حضورؐ اس عالم سے تشریف لے گئے۔ خلافت  
میشہ کے زمانہ میں آپ کمسن تھے۔ حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانہ میں  
تنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ ان کی مدد کے لئے شامی  
وج سے لڑے۔ ابن ملجم نے جب حضرت علیؑ کو شہید کیا تو آپ ہی  
نے اُس کے ہاتھ پانوں کاٹ کر بدلہ لیا تھا۔



اگرچہ حضرت عبداللہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے مگر امیر معاویہؓ نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا۔ بہت مانتے تھے اور ہمیشہ ان کے ساتھ سلوک کرتے رہے۔ یہ امیر معاویہؓ کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ وہ ان کی بڑی خاطر کرتے تھے۔ اور نقد و جنس دے کر واپس کرتے تھے۔

شعبہ ہجری میں مدینہ میں آپؐ نے وفات پائی۔ آیات بن عثمانؓ نے جو اُس زمانہ میں مدینہ میں گورنر تھے۔ اپنے ہاتھوں سے غسل دیکر کفنایا۔ اور جنازہ کو کندھا دیکر لے گئے۔ آپؐ کے انتقال سے تمام مدینہ میں کھرام مچ گیا تھا۔ جنازہ پر آدمیوں کا بے حد ہجوم تھا۔ بدقت تمام جنازہ جنت البقیع پہنچا۔ آیات بن عثمانؓ نے خود جنازہ کی نماز پڑھائی اور وہیں دفن کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ اَحْمَدُ

آپؐ بہترین آدمی تھے۔ آپؐ میں کسی قسم کا شر نہ تھا۔ نیک تھے صلہ رحم کا بہت خیال رکھتے تھے۔ فیاض اور خوش خلق اور سخی تھے زمانہ اسلام میں جزیرۃ العرب میں دس فیاض مشہور تھے۔ ان میں سب سے زیادہ آپؐ فیاض تھے۔ اسی وجہ سے اکثر قضا دار رہتے تھے باوجود اخراجات کی کثرت اور فیاضیوں کے ناجائز آمدنی سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بعض زمینداروں نے گالوں کے کسی معاملہ میں حضرت علیؓ کے پاس آپؐ کو بھیا۔ حضرت علیؓ نے زمینداروں کے موافق فیصلہ کیا۔ زمینداروں نے چالیس ہزار شرفیاں

پیش کریں۔ آپ نے واپس کر دیں۔ اور فرمایا کہ میں بھلائی کو اس رقم کے عوض میں فروخت نہیں کر سکتا۔

## ۱۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

آپ کا نام عبداللہ اور ابو بکر اور ابو جہیب کنیت تھی۔ آپ کے والد عشرہ مبشرہ میں سے اور حواری رسول اللہؐ تھے۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اور حضورؐ کے پ بھانجے تھے۔ سلمہ یا سلمہ ہجری میں آپ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ بس وقت آپ پیدا ہوئے آپ کی والدہ آنحضرتؐ کے پاس لائیں۔ حضورؐ نے گود میں لے لیا اور خیر و برکت کی آپ کے لئے دعا فرمائی اور مجبور چبا کر آپ کے منہ میں ڈال دی۔

جب سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے والد حضرت زبیرؓ حضورؐ کی خدمت میں لائے حضورؐ نے ان سے بیعت لی۔

آپ بچپن ہی سے نہایت جری بہادر اور نڈر تھے کسی سے ڈرتے تھے۔ حضرت عمرؓ سے سب ڈرتے تھے۔ جدھر سے ان کا گزر ہوتا ٹکے بھاگ جاتے۔ ایک بار آپ اور بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت عمرؓ کا ادھر سے گزر ہوا۔ سب بچے بھاگ گئے مگر یہ بچہ ٹپک رہا حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیوں نہیں بھاگے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے کوئی جرم کیا نہ تھا۔ راستہ بھی تنگ نہ تھا۔ کیوں ہٹتا۔

آنحضرتؐ کے اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ بہت کم سن تھے۔  
 سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ ۲۲ سالہ میں جب کہ آپ  
 کی عمر ۳۳ یا ۳۴ سال کی تھی۔ اپنے والد کے ساتھ جنگ یمموک میں  
 شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سب سے پہلے جنگ  
 طرابلس میں شریک ہوئے۔ وہاں کا حاکم اس وقت جرہم تھا۔ جو  
 بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کے لئے نکلا تھا۔  
 پہلے عیدان بن سعد بن ابی سرح اس سے مقابلہ کے لئے نکلے  
 جب جنگ کا زمانہ طویل ہوا اور کوئی فیصلہ کی صورت نظر نہ آئی تو حضرت  
 عثمانؓ نے آپ کو بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اپنی بہادری اور  
 خوش تدبیری سے طرابلس کو فتح کر لیا۔ اس جنگ میں جرہم چھ  
 لاکھ گرفتار ہو کر آئے۔ اور اتنا مال غنیمت ملا کہ ہر سوار کے حصہ میں  
 تین ہزار اور پیادہ کے حصہ میں ایک ہزار دینار آئے۔ اس فتح کی  
 خبر سے حضرت زبیرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس مدینہ واپس گئے۔  
 اس کے بعد آپ طرسٹان کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اور نہایت  
 بہادری سے لڑے۔ پھر حضرت عثمانؓ کے وقت میں جتنی لڑائیاں  
 ہوئیں سب میں شریک رہے۔ ۳۵ھ میں جب کہ حضرت عثمانؓ  
 قصر خلافت میں باغیوں نے گھیر لیا تھا۔ اس وقت حضرت حنین و غنیم  
 کے ساتھ ان کی حفاظت میں آپ بھی تھے۔  
 حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جنگ جمل میں آپ



والد حضرت زبیرؓ اور اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے۔ جب دو کمرے فریق ہوئے حضرت عائشہؓ پر تیر برسائے اس وقت حضرت عبداللہؓ نے حضرت عائشہؓ کی حفاظت کے لئے تمام تیر اپنے سینہ پر روکے۔ سارا بدن آپ کا زخموں سے چور ہو گیا۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد زخموں کا شمار کیا گیا تھا تو تلوار اور نیزہ کے چالیس سے زائد زخم تھے۔

اس کے بعد جنگ صفین میں کسی طرف سے شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اس فتنہ کے بعد امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مگر جب امیر معاویہؓ نے اسلامی خلافت کو موروثی سلطنت بنانے کی کوشش کی۔ اور یزید کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے نہایت سختی سے اختلاف کیا۔ جب امیر معاویہؓ یزید کے لئے بیعت لینے کو مدینہ آئے اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ وغیرہ کو بلا یا تو سب کی طرف سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے گفتگو کی تھی۔ امیر معاویہؓ نے سب لوگوں پر اپنے احسانات جتا کر ابن زبیر سے کہا کہ یزید تمھارا بھائی اور تمھارے چچا کا لڑکا ہے تم صرف اس کو خلیفہ مان لو باقی حکام کی معزولی اور بحالی اور خراج کا وصول کرنا اور اس کا صرف کرنا سب تم ہی لوگوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ یزید اس میں کوئی مزاحمت نہ کرے گا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے جواب دیا کہ اگر تم رسول اللہؐ یا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ ان میں سے کسی کے طریقہ پر

انتخاب کرو تو ہم لوگوں کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ ان لوگوں کا طریقہ کیا تھا۔ آپؓ نے فرمایا حضورؐ نے تو کسی کو بھی اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ آپؓ کے بعد مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو ان کا عزیز بھی نہ تھا۔ اور مسلمانوں میں بہترین شخص تھا اور حضرت عمرؓ نے چھ آدمیوں کو نامزد کر دیا کہ مسلمان ان میں سے جس کو چاہیں انتخاب کر لیں۔ اور یہ سب آدمی نہ ان کی اولاد سے تھے نہ ان کے عزیز تھے۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی اور صورت ہے۔ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ امیر معاویہؓ نے ان سب کو دھمکا کر خاموش کر دیا اور عوام سے بیعت لے لی۔

امیر معاویہؓ عبد اللہ بن زبیرؓ کی دلیری پر ہمیشہ ان سے کھٹکتے رہے اپنے مرنے سے پہلے یزید کو وصیت کی کہ ابن زبیرؓ میرے بعد اگر تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو بہتر ہے اگر نہ کریں تو ان پر کبھی اطمینان نہ کرنا۔ اور موقع پا کر ان کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

یزید کو اپنا جانشین بنالینے کے چار برس کے بعد امیر معاویہؓ انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد یزید ان کا جانشین ہوا۔ حکومت حاصل ہونے کے بعد یزید کے لئے سب سے ضروری کام یہ تھا کہ حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے جس طور سے ممکن ہو بیعت لے اس لئے اس نے ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو لکھا کہ

حضرت امام حسینؑ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جس طور سے ممکن ہو بیعت لیں۔ ولید نے ان دونوں صاحبوں کو طلب کیا۔ حضرت امام حسینؑ کو چلے گئے۔ مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک دن کی مہلت مانگی۔ اور رات کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ولید نے تلاش کے لئے آدمی بھیجے مگر یہ نہ لگا۔ آپ نے مکہ پہنچ کر یہیں قیام کر دیا۔

حضرت امام حسینؑ جب کوفہ کے ادارہ سے مکہ آئے تو آپ نے ان کو یہ صلاح دی کہ کوفہ نہ جائیے۔ یہیں رہ کر کوشش کیجئے۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور آپ کی کامیابی کے لئے کوشش کریں گے۔ حضرت امام حسینؑ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے ایک حدیث سنی ہے کہ حرم کا ایک پینڈھا ہے جس کی وجہ سے اس کی حرمت اٹھ جائے گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ پینڈھا نہ بنوں۔ اس جواب پر بھی آپ نے حضرت امام حسینؑ کو کوفہ جانے سے روکا۔ اور مکہ کے قیام پر اصرار کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کے ہر کام میں میں پوری مدد کروں گا مگر آپ نے نہ مانا۔

آپ اس وقت سے حضرت امام حسینؑ کی شہادت تک مکہ میں باطیناً بیٹھے رہے۔ اس کے بعد یزید کو آپ سے بیعت لینے کی فکر ہوئی۔ چند آدمیوں کو ان سے بیعت لینے کے لئے بھیجا۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ میں باغی نہیں ہوں۔ لیکن اپنے کو دوسرے کے قبضہ میں بھی نہ دوں گا۔ ان لوگوں نے چاکر یہ جواب یزید کو سنا دیا۔ یزید نے پھر معززین شام کا



ایک وفد بھیجا۔ اور ان لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ کسی قسم کا ظلم نہ کرنا۔ سمجھا بچھا کر بیعت لینا۔ انھوں نے اگر ابن زبیر سے بیعت کے لئے کہا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اور وفد کے ایک رکن نعمان بن بشیرؓ سے علاحدہ باتیں کیں۔ اپنا اور یزید کا موازنہ کر کے پوچھا کہ کیا تم اب مجھے یزید سے بیعت کا مشورہ دیتے ہو۔ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ اور میں آئندہ اس کام کے لئے آپ کے پاس آؤں گا بھی نہیں۔ شامی وفد کا کام واپس گیا اور جاگیر یزید سے تمام حالات عرض کر دئے۔

اس وفد کی واپسی کے بعد آپ نے اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ عبداللہ بن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؓ کے علاوہ سب نے آپ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے یزید کے تمام عاملوں کو کہہ کر نکال دیا۔ یہاں سے بنی امیہ کی حکومت اٹھ گئی۔ مدینہ والوں نے بھی اپنے مکان سے یزید کے عاملوں کو نکال دیا تھا۔ یزید کو اس کی خبر ہوئی تو مسلم بن عقبہ کو ایک بڑی فوج لے کر بھیجا اور ہدایت کر دی کہ مدینہ والوں کو درست کیا جائے۔ اس کے بعد مکہ میں عبداللہ بن زبیر کا مقابلہ کیا جائے۔ اس ہدایت کے مطابق مسلم مدینہ آیا۔ مدینہ والوں نے مقابلہ کیا۔ بہت سے انصاری کام آئے اور مدینہ والوں کو شکست ہو گئی۔ شامی فوج نے تین رات دن مدینہ کو خوب لوٹا۔ اور یہاں کے بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر کے بقیہ لوگوں سے یزید کے لئے بیعت لیکر یہ فوج مکہ روانہ ہوئی۔

مسلم ابھی مکہ نہ پہنچا تھا کہ اس کی موت کا وقت آگیا۔ حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنا کر چل بسا۔ حصین بن نمیر نے مکہ پہنچ کر حرم محترم کا محاصرہ کر لیا۔ اور جبل ابوقبیس پر منجنيق نصب کر کے خانہ کعبہ پر آگ برسانی شروع کر دی۔ جس سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسی حالت میں ربیع الاول ۶۳ھ میں یزید مرگیا۔ اس کی موت سے شامیوں کی ہمت چھوٹ گئی حصین بن نمیر نے کہلا بھیجا کہ جس کے لئے ہم لڑتے تھے وہ مر گیا۔ اس لئے آپ صلح کر کے حرم کا دروازہ کھول دیجئے۔ ابن زبیرؓ نے حرم کا دروازہ کھول دیا۔ حصین نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ شام چلو تو میں و ہاں تمہاری بیعت کے لئے کوشش کروں۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے انکار کیا۔ حصین فوج لئے ہوئے شام چلا گیا۔

یزید کے بعد اس کا لڑکا معاویہ خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت نیک اور مذہبی آدمی تھا۔ اس لئے بنی امیہ کی بے عنوانیوں سے بدول ہو کر چند مہینوں ہی کے بعد اپنے خاندان کو جمع کر کے اس نے کہا کہ مجھ میں تمہاری حکومت کے سنبھالنے کی طاقت نہیں ہے۔ تم جس کو چاہو اپنا خلیفہ بنا لو۔ یہ کہہ سلطنت سے الگ ہو گیا۔

اب بنی امیہ کی حکومت قریب قریب ختم ہو چکی تھی۔ مروان بھی آپ سے بیعت کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے انتقام اور بدلہ کے جوش میں تمام بنی امیہ کو مدینہ سے نکلوا دیا۔ اسی میں مروان

بھی تھا۔

بنی امیہ مدینہ سے نکل کر شام پہنچے۔ یہاں ان کے بہت سے حامی اور مددگار تھے۔ مروان نے ان سب کو جمع کر کے خلافت کا معاملہ پیش کیا۔ ذی الحجہ ۶۸۳ء ہجری میں سب نے مروان کو خلیفہ بنا لیا خلافت ملنے کے بعد مروان دمشق کی طرف گیا۔ یہاں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے شجاک بن قیس حاکم تھے مروان کا ان سے مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں شجاک مارے گئے۔ اور ان کے ساتھی بھاگ گئے۔ ان کے قتل کی خبر حمص پہنچی تو یہاں کے حاکم نعمان بن بشیر یہاں سے بھاگے۔ راستہ میں یکرہ کو قتل کر دئے گئے۔ پھر مروان قسطنطنیہ پہنچا۔ اس پر بھی اس کا قبضہ ہو گیا۔ اس طرح پورے شام پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد مروان مصر کی طرف بڑھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے عبدالرحمن بن حجاجؓ وہاں کام کر رہے تھے۔ ان سے مقابلہ ہوا۔ مگر عبدالرحمنؓ نے مروان سے لڑنے کی اپنے میں قوت نہ پائی۔ ہتھیار رکھ دیا۔ یہاں سے مروان دمشق پہنچا۔ وہاں تسلط ہونے کے بعد مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو اپنا ولی عہد کیا۔ اس کے بعد رمضان ۶۸۵ء میں مروان مر گیا۔ اور اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا۔ اُس زمانہ میں مختار ثقفی حکومت کے حوصلہ سے اٹھا۔ اور محبت اہل بیت کا دعویٰ کر کے قاتلین امام حسینؓ سے بدلہ لینے کا خیال ظاہر



کیا۔ حضرت امام زین العابدینؑ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے امام ہیں ہم سب سے بیعت لے کر امامت قبول کیجئے۔ اور ہماری سرپرستی فرمائیے۔ آپ اس کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے آپ نے اس کو منظور نہ کیا۔ اور مسجد میں عام طور پر اس کو ظاہر کر دیا کہ یہ حب اہل بیت نہیں ہے۔ اس کے آڑ میں کچھ اور کرنا چاہتا ہے یہ کتاب ہے۔

جب یہاں سے مایوسی ہوئی تو وہ محمد بن حنفیہؑ کے پاس پہنچا اور اُن سے امامت قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے امام زین العابدینؑ سے صلح لی انھوں نے روکا۔ پھر محمد بن حنفیہؑ نے حضرت عبداللہ بن عباسؑ سے اس کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ضرور منظور کر لو۔ مختار کو جب ان دو آدمیوں کا سہارا مل گیا تو اُس نے کوفہ کو اپنا صدر مقام بنایا۔ اس کام کو شروع کر دیا۔

مختار نے قاتلین حسینؑ سے انتقام کا خیال جو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو ہزاروں عراقی اُن کے ساتھ ہو گئے۔ کوفہ میں عبداللہ بن زبیرؑ کی طرف سے عبداللہ بن مطیع حاکم تھے اُن کا اثر وہاں زیادہ تھا۔ اس لئے مختار نے وہاں سے ایک بااثر شخص ابراہیم بن اشترؑ کو ساتھ لیا۔ اس وقت کوفہ کے پولیس افسر ایاس بن اضرار تھے۔ ان کو خبر ہوئی تو انھوں نے ابراہیم کو مختار کے ساتھ دینے سے روکا۔ اور یہ کہا کہ اگر تم ساتھ دو گے تو تمھارا سر قلم کر دیا جائے گا۔ ابراہیم ذی اثر آدمی تھا اس لئے اس پر اس دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ موقع پا کر

انہوں نے ایاس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن مطیع کو ایاس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ابراہیم کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے۔ مختار کے آدمی ابراہیم کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ انہوں نے عبداللہ کے آدمیوں کو بھگا دیا۔ اس کے بعد ابراہیم اور مختار نے عبداللہ کے مکان کو گھیر لیا۔ جب عبداللہ نے دیکھا کہ جان بچنا مشکل ہے تو امان مانگ لی۔ مختار نے امان دیدی اور ایک لاکھ روپیہ دے کر کہہ دیا کہ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد کوفہ اور تمام عراق پر مختار کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد کوفی علانیہ طور پر عبداللہ بن زبیرؓ کی مخالفت کرنے لگے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے محمد بن حنفیہ سے اپنی دعوت کے لئے اصرار کرنا شروع کیا۔ محمد بن حنفیہ نے انکار کیا تو عبداللہ نے ان کو زمرم میں قید کر دیا۔ مختار کو خبر ہوئی تو ان کی رہائی کے لئے پانسو آدمیوں کو بھیجا۔ انہوں نے مکہ آکر ان کو رہا کر لیا۔

عراق پر قبضہ کرنے کے بعد مختار قاتلین حسینؓ کی تلاش میں نکلا۔ شمر ذی الجوشن - خولی - عمرو بن سعد کو قتل کر کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھجوا دئے۔ اس کے بعد موصل کے حاکم عبدالرحمن بن سعید سے عبداللہ بن زیاد سے مقابلہ ہوا۔ عبدالرحمن بن سعید نے عبداللہ بن زیاد کو قتل کر دیا۔ اس طرح چند دنوں میں قاتلین حسینؓ سب مختار کے ہاتھ سے قتل کر دئے گئے۔

مختار نے عجمیوں کے زور پر ۱۸ مہینہ میں سب کام کئے۔ اور عربوں  
 و نہایت قلیل رکھا۔ مال و متاع اور عہدوں سب سے اُن کو محروم  
 رکھا۔ اتنے دن مصیبت سہنے کے بعد تمام عرب ان کے خلاف  
 و گئے۔ مختار نے عجمیوں کو جوش دلایا کہ صرف تمہاری وجہ سے عرب  
 ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔ تم کو ہماری مدد کرنی چاہیے چالیس ہزار  
 بھی جمع ہو گئے اور کوفہ میں زبردست مقابلہ ہوا۔ پانسو کوئی عرب قتل  
 و زبردست گرفتار ہوئے۔ عربوں نے اپنے کو کمزور دیکھا مصعب کے  
 سب بصرہ چلے گئے۔

کوفیوں پر فتح پانے کے بعد مختار نے عربوں پر سختی کرنی شروع  
 کردی۔ اس لئے وہاں کے عرب بھاگ کر بصرہ جانے لگے۔ جب  
 صرہ میں دس ہزار عرب جمع ہو گئے تو وہاں کے حاکم مصعب  
 سے کہا کہ مختار نے ہمارے معزز لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور ہمارے مکان  
 بھاڑے۔ ہمارا اسباب لوٹ لیا اور عجمیوں کو ہمارے سر چڑھایا آپ  
 ن کا مقابلہ کیجئے ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔ مصعب نے  
 نئے سپہ سالار مہلب بن ابی صفہ کو کثیر فوج کے ساتھ بھیجا۔  
 مختار نے بھی اپنے سپہ سالار احمد بن سلیط کو ۶۰ ہزار فوج کے  
 ساتھ بھیجا۔ ہمارے مقام پر دونوں فوجوں کا سخت مقابلہ ہوا۔  
 مختار کی فوج شکست کھا کر کوفہ کی طرف بھاگی۔ مصعب کی فوج نے  
 پیچھا کیا۔ اور کوفہ تک مختار کی فوج کو بھگا لے گئی۔ مختار خود اپنی



فوج سے کر بڑھا کر کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ مختار کے بکثرت آدمی مارے گئے۔ مختار قلعہ میں گھس گیا۔ مصعب نے قلعہ کو گھیر لیا۔ چالیس دن تک محاصرہ رہا۔ مختار گھبرا کر قلعہ سے نکل پڑا۔ کچھ دیر لڑتا رہا۔ آخر زخموں سے چور ہو گیا۔ مصعب کے آدمیوں نے اس کا سر قلم کر کے مصعب کے سامنے پیش کیا۔ اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔

مختار کے قتل کے بعد محمد بن حنفیہ کمزور ہو گئے تو عبداللہ بن زبیر نے ان سے زبردستی بیعت لینی چاہی۔ محمد بن حنفیہ بہت پریشان ہوئے عبدالملک نے ان کو بلوا بھیجا۔ عبدالملک کے پاس شام کے گئے مدائن پہونچ کر ان کو عبدالملک کی طرف سے فریب کا خطرہ ہوا۔ وہ مکہ معظمہ لوٹ گئے۔ اور شہر کے باہر شعبانہ اپنی طالب میں قیام کیا۔ یہاں عبداللہ بن زبیر نے پھر ان کو بیعت کے لئے مجبور کیا۔ تو طالب چلے گئے۔

ابراہیم بن اشتر شخصی نے رجوذہ کے رئیسوں میں تھا اور مختار کے ساتھ ہو گیا تھا مختار کے قتل کے بعد مصعب سے امان مانگ لی۔ عبدالملک نے اپنے خاندان کے صاحب رائے لوگوں کو جمع کر کے صلاح لی۔ سب نے عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کی صلاح دی۔ عبدالملک نے شامی فوج کثرت سے جمع کی۔ اور مصعب نے بھی اپنی فوجیں ان کے مقابلہ کے لئے بڑھائیں۔ دیر جانا نہ تھی دونوں کا مقابلہ ہوا۔ عبدالملک نے مصعب کے آدمیوں کو کچھ طمع کے ساتھ ملا لیا تھا۔

ابراہیم نہایت بہادری سے لڑے قریب تھا کہ عبدالملک کے آدمی سپردال دیں۔ عتاب بن ورقا بھی جو فوج کے واسطے حصہ کی گمان کر رہا تھا۔ اپنے واسطے حصہ کو ہٹا لے گیا۔ محمد بن مروان نے جب دیکھا کہ فوج کا واسطہ حصہ کمزور ہے تو اپنی فوج کے بائیں حصہ سے نہایت زور کا حملہ کر دیا۔ اور اموی سوار بھی ہر طرف سے ابراہیم پر ٹوٹ پڑے۔ ابراہیم زمین پر گرا۔ فوراً لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی قوت اس کے مرنے سے بہت کمزور ہو گئی۔

دوسرے دن مصعبؓ پھر مقابل میں آئے۔ مگر اس دن قبیلہ مضر اور ربیعہ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان کے ساتھ سات آدمی رہ گئے۔ مصعبؓ نے اپنے لڑکے عیسیٰ سے کہا کہ اب میرے قتل ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس لئے تم اپنی جان بچا کر مکہ چلے جاؤ۔ لڑکے نے کہا میں ایسے وقت میں آپ کا ساتھ چھوڑ کر جان نہیں سکتا۔ عیسیٰ یہاں ہیں آیا اور نہایت بہادری سے لڑ کر باپ پر فدا ہو گیا۔

عیسیٰ کے قتل کے بعد عبدالملک نے مصعبؓ کو امان دے دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ مگر ایک اموی نے اسی وقت ان کے لڑکے عیسیٰ کا سر کاٹ کر ان کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ مصعبؓ سے یہ منظر دیکھنا نہ گیا۔ گھوڑے سے اتر پڑے اور لڑنا شروع کر دیا۔ زخموں سے چور ہو چکے تھے۔ علیہ اللہ بن زیاد نے ان کا کام تمام کر دیا۔

مصعبؓ کے قتل کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ کا کوئی سچا خیر خواہ نہ رہ گیا

اس لئے عبدالملک نے ایک دن مسجد میں منبر پر مجمع سے پوچھا کہ تم میں سے  
 کون عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کا بیڑا اٹھاتا ہے حجاج نے کہا کہ میں  
 عبدالملک نے ذیقعدہ ۳۰ھ میں اس کو عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ  
 کے لئے بھیجا۔ حجاج نے نہ کہ پہونچکر حرم محترم کا محاصرہ کر لیا۔ کئی مہینہ  
 تک محاصرہ رہا۔ اس مدت میں بہا بر اس نے پتھر برسائے۔ اور آگ کے  
 شعلے پھینکے۔ عبداللہ بن زبیرؓ استقلال کے ساتھ حرم محترم میں بیٹھے  
 رہے۔ پتھر اور شعلے گرتے تھے مگر وہ برابر عبادت الہی میں مصروف رہے۔  
 اخیر میں سامان رسد گھٹ گیا۔ مکہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ کوئی چیز ملتی نہ  
 تھی۔ ایسی حالت میں آپ کے ساتھیوں کا استقلال قائم نہ رہا ایک  
 ایک کر کے حجاج کے دامن میں پناہ لینے لگے۔ تقریباً دس ہزار آدمیوں  
 نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حجاج سے مل گئے۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے جب اپنی بے بسی کا یہ عالم دیکھا تو اپنی ماں  
 سے عرض کیا۔ میرے تمام ساتھیوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب  
 صرف چند فدائی باقی ہیں۔ ان میں بھی مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔ ایسی  
 حالت میں آپ کیا فرماتی ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ کی عمر اس  
 وقت سو برس سے زائد تھی۔ تمام بیٹے پوتے شہید ہو چکے تھے۔ صرف  
 حضرت عبداللہ باقی تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر تم کو اس کا یقین ہے  
 کہ تم حق پر ہو اور حق کی دعوت دے ہو تو جاؤ لڑو۔ اور اگر تمہارا مقصد  
 دنیا ہے تو تم کو اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو ہلاکت میں ڈالنا نہایت



ہے۔ اور اگر تم حق پر ہو مگر اپنے مددگاروں کے ساتھ نہ دینے سے  
گئے ہو تو یاد رکھو کہ دینداروں کا یہ شیوہ نہیں ہے۔ ایک دن مرنا ہے  
جان دو۔ ایسی زندگی سے جان دیدینا ہزار درجہ بہتر ہے۔

ماں سے رخصت ہو کر چلے۔ ماں نے دعائیں دیں۔ دیکھا کہ آپ  
پہننے ہیں۔ فرمایا خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا یہ طریقہ نہیں  
ہے۔ اس کو اُٹا دو۔ آپ نے زندہ اُتار دی اور لڑائی کے لئے روانہ  
ہئے۔ وہاں پہونچ کر اس زور کا حملہ کیا کہ شامی خاک اور خون میں  
بنے لگے۔ مگر شامی زائد تھے۔ آپ کے ساتھی اُن کے مقابلہ کی  
نہ لاسکے۔ شامیوں نے خانہ کعبہ کا تمام پھاٹک گھیر لیا۔ اس حالت  
میں آپ اس طرح حملہ کرتے تھے کہ شامی آپ کے حملہ کو سنبھال  
نہ تھے۔ حجاج نے جب یہ حال دیکھا تو خود سواری سے اُتر پڑا اور  
فوج کو للکارا۔ لیکن پھر بھی آپ نے اس ہجوم کو منتشر کر دیا۔  
وقت آگیا۔ آپ نماز پڑھنے لگے۔ شامیوں نے موقع پا کر  
کے علمبردار کو قتل کر دیا۔ اور علم چھین لیا۔ آپ نماز پڑھ کر  
ٹوٹ پڑی دیر تک بغیر علم کے لڑتے رہے۔ ایک شامی نے نہایت  
سے پتھر مارا کہ آپ کا سر گھل گیا اور خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔  
پھر آپ دلیری سے لڑتے رہے۔ شامیوں نے گھیر کر آپ کو  
کر دیا۔ جمادی الثانی ۳۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا  
رَاجِعُونَ۔

قتل کے بعد حجاج نے آپ کی لاش کو منظر عام پر سولی پر چڑھا دیا۔  
 آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ نے دفن کے لئے مانگا نہیں دیا۔ حضرت  
 عبداللہ بن عمرؓ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے لاش کو خطاب کر کے  
 السلام علیک میں سے تم کو اس میں پڑنے سے منع کیا تھا۔ تم روز  
 رکھتے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ صلہ رحم کرتے تھے۔ حجاج  
 اس کی خبر ہوئی تو اس نے لاش کو سولی سے اتروا کر یہودیوں  
 قبرستان میں پھنکوا دیا۔ اور حضرت اسماءؓ کو بلوا بھیجا آپ نے  
 سے انکار کیا۔ اس نے کہلا بھیجا سیدھی چلی آؤ ورنہ چوٹی پکڑ کے  
 بلاؤں گا۔ آپ نے کہلا بھیجا خدا کی قسم اب میں اس وقت تک  
 آؤں گی جب تک تو چوٹی پکڑ کر نہ گھسٹو اٹے گا۔ یہ جواب سُکر  
 غصہ آیا۔ حضرت اسماءؓ کے پاس خود آیا۔ اور کہا تم نے دیکھا خدا  
 اپنے دشمن کا کیا انجام کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو نے ان کی دنیا  
 کی۔ انھوں نے تیری آخرت برباد کر دی۔ تو مجھے ذات البقاع  
 کہہ کر شرم دلاتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں یہ حضورؐ کا دیا ہوا لقب ہے۔  
 حضرت اسماءؓ کی یہ بیباکانہ گفتگو سن کر حجاج لوٹ گیا۔  
 عبدالملک کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے نہایت ڈاٹ کر یہ  
 کہ تم نے اب تک ان کی لاش کیوں نہیں دی۔ اس پر اس نے  
 دیدی۔ حضرت اسماءؓ نے غسل دلا کر مقام حجوں میں دفن کیا۔  
 تھے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔

## آپ کے کارنامے

آپ قریش کے اُن جو صلہ مند بہادروں میں تھے کہ بنی امیہ کی اتنی اسلامی سلطنت کا برسوں مقابلہ کیا۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد سے زید کی زندگی میں آپ نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ مگر زید کی زندگی میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ زید کے لڑکے معاویہ کی خلافت کے بعد ۶۸۰ء میں جب آپ نے لوگوں سے بیعت کے لئے کہا تو مسلمانوں نے آپ کو خلیفہ مان لیا اور اسلامی سنت کے اکثر حصوں میں لوگوں نے آپ کے لئے بیعت کر لی۔ وقت سے ۶۸۰ء تک برابر آپ بنی امیہ کا مقابلہ کرتے رہے سات برس تک آپ خلیفہ رہے۔ مگر اس مدت میں ایک دن آپ کو چین سے بٹھنا نصیب نہ ہوا۔ خانہ جنگی کی وجہ سے کوئی انتظام اپنی مرضی کے مطابق کرنے سکے۔ تاہم حکام کا مقرر کرنا ان کا خراج کا وصول کرنا۔ فوجوں کی نگرانی۔ رعایا کی خیر گیری ان سب کی طرف ہر وقت متوجہ رہے۔ مصر۔ فلسطین۔ دمشق۔ قسطنطنیہ۔ کوفہ۔ بصرہ۔ خراسان۔ وغیرہ میں آپ کی تھی۔ اور آپ کے عمال کام کرتے تھے۔

حکام کی زیادتیوں کی پوری نگرانی کرتے تھے۔ فوجی انتظام آپ کا مکمل تھا۔ مورچوں پر رسد کا کافی سامان رہتا تھا۔



اس پر آشوب زمانہ میں آپ کا بڑا کارنامہ خانہ کعبہ کی تعمیر  
 حضور کی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جسے حطیم کہتے ہیں اور قرآن  
 نے جب خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی تھی تو روپیہ کی کمی کی وجہ سے چھ  
 تھا۔ وہ بھی کعبہ میں داخل ہو جائے۔ تاکہ اصل بنیاد ابراہیمی  
 عمارت قائم ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضورؐ  
 اسی نقشہ پر کعبہ کی تعمیر کرانی چاہی تو حج کے موقعہ پر آپ نے تمام  
 کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ اس کے بعد آپ نے مین در  
 اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے کام شروع کر دیا۔ جب بنیاد  
 بھر گئیں تو پھر لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے حضورؐ کا نقشہ پیش  
 کہ حطیم کا حصہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں شامل کر دوں گا اور ایک دروازہ  
 یورپ ایک پچم زمین سے ملا ہوا رکھوں گا۔ تاکہ آنے جانے  
 کو زحمت نہ ہو۔ سب نے اس سے اتفاق کیا۔

کعبہ کی تعمیر کے لئے آپ نے وہ عمارت جو اب مہراب میں ہے  
 خانہ کعبہ کے مقابل میں بنوائی تھی اور چاہتا تھا کہ لوگ کعبہ کو چھ  
 یہاں حج کیا کریں۔ اس کو توڑوا کر اس کا سب سامان مکہ معظمہ  
 منگوایا۔ اس کو خانہ کعبہ میں لگا دیا۔ اس میں سنگ مرمر کے تھیں  
 نقشی رنگ برنگ کے بچی کاری کے کام کے تھیں۔ اور  
 سنہری پالش تھی۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو چکی تو آپ نے اس  
 ریشمی دیبا کا غلاف چڑھایا۔

## آپ کا فضل و کمال

آپ اپنے وقت کے بہترین قاریوں میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کی قرأت قرآنی کی بے حد تعریف کرتے تھے۔ حدیثیں آپ نے اپنے والد حضرت زبیرؓ اور اپنی خالہ حضرت عائشہؓ اور اپنے ماما حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے حاصل کیں۔ آپ خواص کو حدیث اور قرآن کا درس دیتے تھے اور عوام کو حضورؐ کے اقوال و افعال کی زبانی تعلیم دیتے تھے۔

آپ کو علوم مذہبی کے علاوہ مختلف زبانوں سے پوری واقفیت تھی۔ آپ کے غلام مختلف جگہ کے تھے۔ سب سے انھیں کی زبانوں میں باتیں کرتے تھے۔

تقریر کرنے میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔ آپ کی تقریر کا لوگوں پر اثر ہوتا تھا۔

## آپ کے اخلاق و عادات

آپ تعلیمات اسلام کے عملی نمونہ تھے۔ عبادت الہی میں بید محنت کرتے تھے۔ نماز اس اطمینان اور سکون سے پڑھتے تھے کہ سب کھڑے ہوتے تو یہ معلوم ہوتا گویا ایک بے جان ستون ہے رکوع اور سجدہ میں دیر تک رہتے۔ نماز میں استغراق کا یہ عالم ہوتا تھا کہ سجدہ

میں چڑیاں آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتیں اور آپ کو خبر نہ ہوتی۔ کیسا ہی نازک وقت ہو مگر آپ کی نماز ترک نہ ہوتی تھی حجاج نے محاصرہ کے زمانہ میں جب چاروں طرف پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آپ نے عظیم میں نہایت اطمینان سے نماز ادا فرمائی پتھر آکر پاس گرے تھے۔ بدن پر لگتے تھے مگر آپ کی توجہ نماز سے دوسری جانب نہ ہوتی تھی۔ آپ کی کوئی رات قیام میں کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں گزر جاتا آپ کی نماز حضورؐ کی نماز کی پوری تصویر ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ اگر کسی کو حضورؐ کی نماز دیکھنی ہو تو آپ کی نماز دیکھ لے۔

آپ روزے بھی نہایت شوق سے رکھتے تھے۔ کسی تکلیف کا کبھی احساس نہ ہوتا تھا۔ دو شنبہ کا روزہ کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ حج بہت ناغہ ہوتا تھا۔ زمانہ خلافت سے شہادت تک طرح طرح کے جھگڑوں میں مبتلا رہے مگر اس حالت میں بھی حج ناغہ نہیں ہوا۔ آپ دنیا اور دین دونوں کاموں کو نہایت مستعدی اور دیانتداری اور محنت سے انجام دیتے تھے۔ نہ دین کے کاموں کی وجہ سے دنیا کے کسی کام میں فرق آئے پاتا تھا۔ نہ دنیا کے کاموں کی وجہ سے دین کے کاموں میں فرق آتا تھا۔

والدین کے حقوق تمام حقوق العباد سے زیادہ سخت ہیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کا حاضر و غائب ہر وقت خیال رکھا۔



لد کے انتقال کے بعد جس قدر ان کا قرض معلوم تھا۔ اس کو ادا کیا۔  
 اس کے بعد چار سال تک ایام حج میں براہِ برا اعلان کرتے رہے کہ میرے  
 والد کے ذمہ جس کا قرض ہو بتلائے میں ادا کروں گا۔ چار سال کے بعد  
 کہ تقسیم کیا۔ اور چار سال تک براہِ اپنے والد کے لئے سب سے  
 عافیت کی درخواست کرتے رہے۔

آپ کی شجاعت اور بہادری ایسی تھی کہ ان کے زمانہ میں کوئی ان کا  
 مثل نہ تھا ان کی بہادری کا اندازہ ان کی زندگی کے حالات جو اوپر  
 لکھے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے خود ہو جاتا ہے۔ اور آپ کسی  
 رُسکے سے بڑے شخص سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ امیر معاویہ نے  
 سب زید کو ولی عہد کیا تو آپ نے نہایت جرأت سے انکار کیا۔ اور  
 زید نے ان کو اپنے قابو میں لانا چاہا مگر اس سے بھی آپ نہ دبے  
 ی امیہ سے اخیر وقت تک لڑتے رہے۔ اور قریب قریب تمام ممالک  
 اسلامیہ سے اپنی خلافت تسلیم کرا لی۔ مگر قضا و قدر سے کس کا زور  
 پلتا ہے۔ تقدیر میں جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔

معاش کی طرف سے آپ کو اطمینان رہا۔ آپ کے والد نے  
 کافی دولت چھوڑی تھی۔ ان کا تجارتی کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر  
 تھا۔ متعدد مکانات تھے۔ جاگیریں تھیں۔ ان کے والد کی دولت کا  
 اندازہ پانچ کروڑ سے اوپر کیا جاتا ہے۔



## ۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ

آپ کا نام عبداللہ اور باپ کا نام عامر تھا۔ آپ ۳۷  
یا ۳۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کو حضورؐ کی خدمت  
میں لائے۔ حضورؐ نے اپنا لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور  
آپ کے لئے دعا فرمائی۔ شیخین کے زمانہ میں آپ بالکل کمسن تھے  
حضرت عثمانؓ نے آپ کو ۲۹ھ میں بصرہ کا عامل بنایا تھا جبکہ  
آپ کی عمر ۲ سال کی تھی۔

بصرہ کی حکومت ملنے کے بعد ہی آپ ایران کے غیر مقبوضہ علاقہ  
کی طرف بڑھے۔ سب سے پہلے اصفہان کو لیا۔ پھر جور۔ گاریبان۔  
قیشیان۔ کرمان وغیرہ کو لیا۔ ۳۳ھ میں خراسان پر فوج کشی کی  
اور مختلف شہروں میں مختلف آدمیوں کو جنگ کے لئے بھیجا۔ تھوڑے  
عرصہ میں نیشاپور وغیرہ سب فتح کر لیا۔ اور خود نیشاپور کے پایہ تخت ابھر شہر  
پر پہنچ گئے۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ کئی مہینہ محاصرہ کے بعد وہاں کے  
بادشاہ نے دس لاکھ روپیہ سالانہ پر صلح کر لی۔

پایہ تخت کے لینے کے بعد آپ نے عبداللہ بن حازم کو نساء  
کے علاقہ پر روانہ کیا۔ انھوں نے حملہ کیا۔ نساء والوں نے چار لاکھ درہم  
پر صلح کر لی۔ ان فتوحات سے قرب و جوار کے رؤسا مرعوب ہو گئے  
ابیور کے حاکم نے خود آکر چار لاکھ پر صلح کر لی۔ پھر آپ نے عبداللہ

سرخس پر روانہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے بھی صلح کر لی۔ اس طرح سرخس کا پورا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کے بعد کیف پر فوجیں بھیجی گئیں۔ یہ بھی فتح ہو گیا۔ طوس کے حاکم نے خود آکر چھ لاکھ ہر صلح کر لی۔ اس کے بعد آپ نے ہرات پر حملہ کیا وہاں کے حاکم نے خود آکر صلح کر لی۔

ان بڑے بڑے حاکموں کی صلح کو دیکھ کر مرو کے حاکم نے بھی صلح کی درخواست کی ۲۲ لاکھ روپیہ پر صلح ہو گئی۔ اس طرح مرو کا پورا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کے بعد آپ طنجارستان کی طرف بڑھے۔ وہاں شق الجہر ذابک پر گئے۔ وہاں کے باشندوں نے ۳ لاکھ ہر صلح کر لی۔ پھر آپ نے مروا لروز کا محاصرہ کیا۔ یہاں کے باشندوں نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ پھر ساٹھ ہزار ہر صلح کر لی۔ یہاں سے قاریاب فتح کرتے ہوئے بلخ پہنچے۔ بلخ کے باشندوں نے سات لاکھ ہر صلح کر لی۔

جب ابن عامر نیشاپور وغیرہ فتح کرتے ہوئے نہر جیحون کے اس پار پہنچ گئے تو ماوراء النہر کے باشندوں نے خود آکر صلح کر لی۔ اس صلح میں مسلمانوں کو بہت سی لوٹیاں غلام اور کپڑے و شیرہ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد آپ دارالخلافہ لوٹ آئے۔

آپ کے فتوحات کا رقبہ بہت وسیع ہے۔ ایران سے لے کر خراسان اور ماوراء النہر تک فتح کیا۔ ان فتوحات کے بعد آپ نے



اس کے شکرانہ میں حج کیا۔ پھر مکہ سے مدینہ آئے اور مال غنیمت کا بہت بڑا حصہ مہاجرین اور انصار میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد اپنے دارالحکومت بصرہ میں پھر لوٹ آئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بصرہ کے بیت المال کا سب روپیہ لیکر مکہ آئے۔ یہاں حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ کے انتقام کی نیت سے شام جانے والے تھے۔ آپ ان سب کو بصرہ لائے۔ یہاں سے جنگ کے لئے نکلے۔ اور آخر جنگ تک حضرت عائشہؓ کے ساتھ رہے۔ جنگ صفین میں کسی طرف سے آپ لڑے نہیں۔ مگر معاہدہ کے وقت بطور گواہ کے آپ نے عہد نامہ پر دستخط کی تھی۔

چونکہ آپ حضرت عثمانؓ کے عزیز تھے اس لئے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد سے آپ نے حضرت علیؓ کا کبھی ساتھ نہیں دیا۔ جب امیر معاویہؓ سے اور حضرت امام حسنؓ سے جنگ ہوئی تو آپ نے امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا۔ اور صلح نامہ آپ ہی نے لکھوایا۔ صلح کے بعد امیر معاویہؓ نے آپ کو بصرہ کا گورنر بنا دیا۔ نہ سال تک اس عہدہ پر رہے۔ پھر معزول ہو گئے۔ معزولی کے بعد مدینہ آئے اور ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنِّہٖ

آپ کے ذاتی حالات  
آپ قریش کے بہت امیر آدمیوں میں تھے جتنی فتوحات حاصل کیں

اُن میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ آپ کو ملتا رہا۔ دو مرتبہ بصرہ کے گورنر ہوئے۔ اس میں بھی آپ نے کافی دولت جمع کی۔ آپ کا کافی روپہ مختلف کاموں میں لگا ہوا تھا۔ اور مکہ کے قریب آپ کی بہت سی زمینیں بھی تھیں۔ جس مقدار سے آپ کے پاس دولت تھی ویسے ہی آپ قیاض بھی تھے۔ عرب کے مشہور قیاضوں میں آپ کا شمار تھا۔ جب آپ حج سے مدینہ واپس گئے تو اپنے پاس سے مہاجرین اور انصار کو ہزاروں روپے تقسیم کئے۔ اس کے علاوہ ہر موقع پر آپ بے حد قیاضی کرتے تھے۔

آپ کا اگرچہ مذہبی علوم میں کوئی مرتبہ نہ تھا۔ مگر انتظامی امور میں آپ نہایت سمجھدار تھے۔ حکومت کے زمانہ میں آپ نے رعایا کو بہت آرام دیا۔ بصرہ میں اُن کے آرام کے لئے آپ نے نہر کھدوائی اور بازار بنوایا۔ اور عرفات میں بڑے بڑے حوض اور تالاب بنوائے ان میں نہر کا پانی پہنچایا تاکہ حاجیوں کو آرام ملے۔ اس کے علاوہ اکثر جگہ کنوئیں کھدوائے تاکہ کسی کو پانی کی تکلیف نہ ہو۔ جَزَن اَللّٰہُ خَیْرًا لِّجَنّ اِء۔

## ۱۔ عبد اللہ بن مسفل مزی

آپ کا نام عبد اللہ اور ابو سعید کنیت ہے۔ سلسلہ ہجری میں اسلام لائے۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ اور بیعت الرضواں میں شریک ہوئے۔ خیبر اور فتح مکہ میں بھی حضورؐ کے ساتھ رہے۔

غزوہ تبوک میں نہایت شدید قحط تھا۔ نادار تو درکنار معمولی حیثیت کے مسلمان بھی جنگ میں شرکت کا سامان نہ کر سکتے تھے آپ بھی نادار اصحاب میں سے تھے۔ جہاد کا انتہائی شوق تھا مگر ناداری سے مجبور تھے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سامان سفر کے لئے عرض کیا۔ کوئی صورت نکل نہ سکی تو اپنی محرومی پر رونے لگے ایک بزرگ ابن یاسین نے آپؐ کی یہ حالت دیکھی تو ایک اونٹنی اور کچھ گھجوریں پیش کیں۔ اس مختصر سامان کے ساتھ آپ اور آپ کے اور ساتھی عبدالرحمن بن کعب وغیرہ شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ شوق پسند آیا۔ سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ وَكَانَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يُقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ضَلُّوا سَلُّوا لَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ضَلُّوا سَلُّوا لَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ ترجمہ اور نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ تمھارے پاس آئے۔ کہ تم ان کے لئے سواری کا انتظام کرو تو تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ لوٹ گئے۔ اور خرچ نہ پیسہ آنے کے غم میں ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں آنحضرتؐ کی زندگی تک تو آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ چھوڑ دیا۔ جب حضرت عمرؓ نے بصرہ آباد کیا۔ تو آپ کو مسلمانوں کی تعلیم کے لئے بصرہ بھیج دیا۔ آخر عمر تک آپ وہیں رہے اور مسلمانوں کو تعلیم دیتے رہے۔



عراق کی فوج کشی میں بھی آپ شریک رہے۔ جب شوشتر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو سب سے پہلے آپ ہی اس شہر میں داخل ہوئے۔ کافی عمر پانے کے بعد بصرہ ہی میں آپ بیمار ہوئے۔ جب بیماری زیادہ ہوئی تو اعزہ سے وصیت کی کہ غسل کے آخر پانی میں کا فور ملا تا اور کفن میں دو چادریں اور ایک قمیص رکھنا۔ کیونکہ حضور کا کفن بھی یہی تھا۔ اور نہلائے کے وقت صرف اصحاب رسول ہوں وہی غسل دیں جنازہ کے پیچھے آگ نہ جلائی جائے۔ ابن زیاد گورنر بصرہ کو نماز میں نہ شریک کرنا۔ وفات کے بعد آپ کی وصیت پر پورا عمل کیا گیا۔ ابو ہریرہؓ اسلمی صحابی رسولؐ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور بصرہ ہی میں دفن ہوئے۔

آپ سے ۳۴ حدیثیں مروی ہیں۔ جو کتب حدیث میں موجود ہیں آپ کا علم بہت وسیع تھا۔ حضرت عمرؓ نے جن چھ اصحاب کو بصرہ والوں کو مسائل شرعیہ کی تعلیم کے لئے بھیجا تھا ان میں ایک یہ بھی تھے۔ آپ کو بدعات سے سخت نفرت تھی۔ جو چیز حضورؐ کے زمانہ میں نہیں دیکھی اس کو کسی طرح پسند نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے نے نماز میں بسم اللہ زور سے پڑھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹا اسلام میں باتیں نہ بڑھاؤ۔ میں نے رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بسم اللہ زور سے نہ پڑھتا تھا۔

## ۱۸۔ حضرت عثمان بن ابی العاص

آپ کا نام عثمان اور ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ آپ غزوہ طائف کے بعد بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ شہر ہجری میں مدینہ آئے۔ وہیں مشہور باسلام ہوئے۔ حضور نے آپ کو تبرکاً تھوڑا سا قرآن مجید پڑھایا پھر حضرت ابی بن کعبؓ سے آپ نے تمام قرآن پڑھا۔ جب بنی ثقیف کے وفد نے نوٹے کا ارادہ کیا تو حضور سے درخواست کی کہ ہم کو ایک ایسا شخص دیا جائے جو ہمارے نو مسلموں کی امامت کرے۔ اور ان کو مذہبی تعلیم دے۔ اگرچہ حضرت عثمانؓ جدید الاسلام تھے۔ لیکن آپ کو تعلیم اور تعلیم کا بے حد شوق تھا۔ اس لئے حضور نے بنی ثقیف کی امارت اور امامت انھیں کے سپرد کی۔ اور ہدایت فرمائی کہ لوگوں کی حالت دیکھ کر نماز پڑھانا۔ نمازیوں میں کمزور بوڑھے بچے کا رو باری ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو آپ بنی ثقیف کو سمجھایا کہ اے میرے بھائیو! تم نے سب کے بعد اسلام قبول کیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس خلعت کو سب سے پہلے اتار پھینکو۔ حضرت عمرؓ نے جب بصرہ آباد کیا تو آپ کے بھائی حکم کو طائف میں مقرر کیا۔ اور آپ کے علم اور سمجھ اور تجربہ کی وجہ سے آپ کو بصرہ بھیجا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

چند دنوں کے بعد حضرت عمرؓ نے بحرین اور عمان کی حکومت بھی آپ کے سپرد کر دی۔ جب ان دونوں مقاموں پر پورا تسلط ہو گیا تو حضرت عثمانؓ نے آپؓ کو فاریں روانہ کیا۔ انھوں نے فاریں کے بہت سے شہر فتح کر لئے۔ فاریں کا حاکم شہرک اس لڑائی میں مارا گیا۔

اس کے بعد جب ایران پر عام لشکر کشی ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ کو ایران پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ان کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ انھوں نے رفتہ رفتہ تمام ملک ایران پر قبضہ کر لیا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی آپؓ مختلف لڑائیوں میں شریک رہے۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں آپؓ نے ۵۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ ۲۱؎ قَالَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

آپؓ نہایت سمجھدار تھے۔ حضورؐ آپؓ کو بہت مانتے تھے۔ اسلام لاتے ہی آپؓ نے قرآن مجید یاد کر لیا۔ اور حضورؐ کے چند دنوں کی صحبت میں آپؓ نے بہت کچھ علم دین حاصل کر لیا۔ ان کی اس علمی قابلیت اور ذہانت کو دیکھ کر حضورؐ نے آپؓ کو بنی نقیث کا امام مقرر کیا۔ حضرت حسن بصریؓ فرماتے تھے کہ میں حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ سے افضل کسی کو نہیں پاتا۔

حضورؐ کے فرمان کی تعمیل اور اسلام کی تبلیغ نہایت مستعدی سے



کرتے تھے۔

## ۱۹۔ حضرت عدی بن حاتمؓ

آپ کا نام عدی اور ابو طریف کنیت تھی۔ اسلام سے قبل آپ کا خاندان قبیلہ طے کا سردار تھا۔ اور ظہور اسلام کے وقت خود عدی اپنے قبیلہ طے کے سردار تھے اسلام کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر آپ کو اس کا یقین ہو گیا تھا کہ اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے جب لشکر اسلام قبیلہ طے میں پہنچا تو آپ معہ اہل و عیال شام چلے گئے۔ اتفاق سے اُن کی ایک بہن چھوٹ گئیں۔ وہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ اور قیدیوں کے ساتھ ایک مقام پر بھیج دی گئیں۔ حضورؐ ان قیدیوں کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ میرے باپ مر چکے ہیں چھڑانے والا کوئی نہیں ہے۔ عدی بن حاتمؓ چلے گئے وہ ہونے لگے تو چھڑاتے۔ حضورؐ نے اُن کو رہا کر دیا۔ اور قبیلہ قضاعہ کے ساتھ اُن کے لئے سواری اور کپڑے اور خرچ دیکر نہایت حفاظت سے روانہ کر دیا۔ یہاں سے یہ عودت سیدھی عدی کے پاس پہنچی۔ اور اُن سے کہا کہ تم نے میرا کچھ خیال نہ کیا مجھے چھوڑ کر چلے آئے۔ عدی شرمندہ ہوئے۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ کچھ دنوں کے بعد عدی نے اُن سے پوچھا کہ تم نے حضورؐ کے پاس کیا راے قائم کی۔ انھوں نے کہا جس قدر جلد ہو سکے تم اُن سے

اور اسلام لاؤ۔ اگر وہ نبی ہیں تو جس قدر جلد تم ایمان لاؤ گے۔ تمہاری سعادت ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو تم کو کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔

عدی فوراً مدینہ آئے۔ مسجد نبوی میں جا کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے نام پوچھا۔ آپؐ نے نام بتایا۔ حضورؐ آپؐ کو نئے دولتکدہ پر لے آئے۔ اور ایک گدے پر بٹھلایا۔ خود گدے سے الگ بیٹھے۔ اس اخلاق کا عدی پر بے حد اثر ہوا۔ حضورؐ نے آپؐ کے سامنے اسلام پیش کیا۔ آپؐ نے تامل کیا۔ حضورؐ نے فرمایا تمہارا خیال یہ ہے کہ اس کے ماننے والے کمزور ہیں۔ نہ ان کے پاس کوئی طاقت ہے نہ ان کا کوئی پوچھنے والا ہے۔ مگر یہ سمجھ رکھو کہ ایک دن خدا اسلام کو کامل روئے گا اور اس کی برکت سے حیرہ سے چلکر ایک عورت بلا کسی خطا کے مکہ آئے گی اور طواف کر کے واپس جائے گی۔ اور کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا۔ اور مسلمانوں کے پاس اس قدر دولت ہوگی کہ لوگوں کو مال دیا جائے گا کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپؐ نے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضورؐ ہر مسلمان کو اسلام کے بعد اس کے مرتبہ کے مطابق رکھتے تھے۔ اس لئے عدی کو قبیلہ طے کا امیر بنایا۔

حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ ہوا تو اور بہت سے لوگوں نے زکوٰۃ دینی بند کر دی۔ اس وقت عدیؓ نے اپنے قبیلہ کو اس

فتنہ سے محفوظ رکھا۔

۱۳؎ میں جب حضرت عمرؓ نے عراق پر چڑھائی کرنے کے تمام ممالک محروسہ سے فوجیں طلب کیں تو آپؐ بھی اپنے قبیلہ لوگوں کو لے کر شرکت جہاد کے لئے پہنچے۔ اور اس معرکہ میں شریک ہوئے اس کے بعد چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں شریک ہوتے رہے پھر جنگ قادسیہ میں نہایت بہادری سے لڑے۔ اور حضورؐ کی پیشین گوئی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کیسری کا خزانہ مسلمانوں قبضہ میں آیا اس کے بعد شام۔ نہا و ثور۔ تستر وغیرہ میں بھی شریک رہے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جنگ جمل میں اپنے قبیلہ کے سر حضرت علیؓ کی مدد کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے قبیلہ طے کا سردار آپؐ ہی کو بنایا تھا۔ جنگ صفین میں بھی حضرت علیؓ کے حامیوں میں رہے اس کے بعد ہمدان کا معرکہ ہوا۔ اس میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپؐ گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ شہدائے ہجری میں کوفہ میں آپؐ نے انتقال فرمایا۔ ۲؎ قَالَ لِلّٰہِ الْخ۔

### اخلاق و عادات

آپؐ نہایت بہادور اور واعظ اور حاضر جواب اور فاضل اور کریم نمازیں نہایت شوق سے پڑھتے۔ ہر وقت با وضو رہتے۔ ایک نماز کے



حد و سرحد نماز کا انتظار کرتے رہتے۔ روزے بھی نہایت شوق سے رکھتے۔ سخاوت تو ان کا خاندانی وصف تھا۔ اہل حاجت کو بے انتہا دیتے۔ اگر کوئی اُن کے رتبہ سے کم سوال کرتا تو ہرگز نہ دیتے۔ فرماتے ہیں ماتم کا بیٹا ہوں تم مجھ سے اس قدر کم سوال کرتے ہو۔

ان کی خاندانی عزت کی وجہ سے لوگ ان کی بہت عزت کرتے۔ حضورؐ کی خدمت میں جب یہ حاضر ہوتے تو حضورؐ ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے۔ لہذا بھی آپؐ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ مدینہ آئے۔ اور پوچھا کہ آپؐ نے مجھے پہچانا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پہچانتا کیوں نہیں۔ تم اُس وقت ایمان لائے جب لوگ کفر میں تھے۔ تم نے حق کو اُس وقت پہچانا جب لوگ اس کے منکر تھے۔ تم نے اُس وقت وفاداری کی جب لوگ دھوکا دے رہے تھے۔ تم اس وقت آئے جب لوگ پیٹھ پھیر رہے تھے۔ سب سے پہلا صدقہ اس سے حضورؐ خوش ہوئے وہ تمہارے قبیلہ کا تھا۔

## ۴۰۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ

آپؓ کا نام عکرمہ آپؐ مشہور دشمن اسلام ابو جہل کے بیٹے تھے اسلام سے پہلے آپؓ بھی اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ ان کا باپ بدر میں مارا گیا۔ اُحد میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ پر اُس سے قبل تمام معرکوں میں مشرکین کے ساتھ رہے۔ فتح مکہ میں

جب مشرکین کی قوت گھٹ گئی تو یہ یمن کے قصد سے بھاگ گئے۔  
ان کی بیوی اسلام لائیں اور حضورؐ سے ان کی جان کی امان لی مگر ان کی  
تلاش میں نکلیں۔

بیوی نے ان کو راستہ میں پایا۔ اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص  
کے پاس سے آرہی ہوں جو سب سے زیادہ نیک۔ سب سے بہتر  
سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والا ہے۔ میں نے اُن سے تمہاری  
جاں بخشی کر لی ہے۔ بیوی کے کہنے سے عکرمہ کو اطمینان ہوا۔ اُن کے  
ساتھ مکہ معظمہ پہنچے۔ حضورؐ اُس وقت مکہ معظمہ میں تھے۔ عکرمہ کو  
دیکھ کر خوش ہوئے۔ عکرمہ نے کہا کہ میری بیوی نے بیان کیا ہے کہ  
آپؐ نے مجھے پناہ دیدی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ حضورؐ کے  
رحم و کرم اور عفو و دیکھ کر عکرمہ نے شرم سے سر جھکا لیا۔ اور اسلام قبول  
کر لیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے تمام عمر اسلام کی مخالفت کی  
آپؐ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میرا قصور معاف فرمائے۔ حضورؐ نے  
دعا سے مغفرت فرمائی۔ اس کے بعد عکرمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ  
میرے لئے جو بات سب سے بہتر ہو اُس کی نصیحت فرمائیے۔ حضورؐ نے  
فرمایا خدا کو ایک جالو اور مجھے اُس کا بندہ اور رسول سمجھو۔ اس  
بعد عکرمہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے جس قدر روپیہ اسلام  
کی مخالفت میں صرف کیا ہے۔ خدا کی قسم اب اس کے دونا اُس  
مدد کے لئے خرچ کروں گا۔ اور اسلام کے اخلاف جس قدر لڑائیاں

لڑی ہیں اس کے دونا جہاد کروں گا۔

اگرچہ حضورؐ نے آپؐ کا تمام قصور معاف کر دیا تھا۔ مگر لوگ آپؐ پر طعنہ زنی کرتے تھے۔ اس لئے حضورؐ نے مسجد میں ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو جاہلیت میں معزز تھا وہ اسلام میں بھی معزز ہے۔ کسی مسلمان کو اس کی پچھلی خطاؤں کی وجہ سے اس کو دکھ نہ پہنچاؤ۔

اسلام لانے کے بعد حضورؐ کی زندگی میں جہاد کے بہت کم مواقع پاتھے آئے تاہم جو موقع ملا اس کو آپؐ نے چھوڑا نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو قبیلہ اندو پر آپؐ کو مقرر کیا۔ آپؐ نے اس قبیلہ کے سردار لقیط کو قتل کر کے قبیلہ بنی اندو کو دوبارہ اسلام پر قائم کیا۔ اور بہت سے قیدی گرفتار کر کے مدینہ لائے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کو اور بہت سے قبائل سے اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے مقرر کیا۔ سب جگہ سے آپؐ کامیاب آئے۔

یمن کے مرتدوں کو درست کرنے کے لئے زیاد بن لہیعہ مقرر کئے گئے تھے۔ سب کو انھوں نے درست کیا مگر اشعث بن قیس نے زیاد پر حملہ کر کے ان سے تمام نقد اور جنس اور قیدی چھین لئے۔ زیاد نے حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع دی تو آپؐ نے حضرت عکرمہؓ کو بھیجا۔ انھوں نے اشعث کے سیکڑیوں آدمیوں کو قتل کر دیا اشعث نے امان طلب کی۔ آپؐ اشعث کو حضرت ابو بکرؓ کے خدمت میں بکھر



لائے۔ آپ نے اُن کو امان دیدیا۔

اس فتنہ کے فرو کرنے کے بعد شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ اور نہایت بہادری سے لڑے۔ سیکڑوں کافروں کو جہنم میں پہنچایا۔ اسی طرح یرموک۔ فحل۔ اجنادین وغیرہ میں بہادری سے لڑے۔ یرموک میں آپ شہید ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنِّہٖ اِلَیْہِ رَاجِعُونَ قبول اسلام کے بعد آپ نہایت شوق سے قرآن مجید پڑھتے نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے۔ اور اکثر جہاد کے موقع پر بے حد صبر کرتے رہے۔ شام کی فوج کشی میں بھی بے حد جانور۔ ہتھیار اور روئے دئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فیاضیوں کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اُن کو دعائیں دیں۔

## ۲۱۔ حضرت عمران بن حصینؓ

آپ کا نام عمران اور ابو نجید کنیت تھی۔ ابتدائے زمانہ ہجرت میں مسلمان ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے والد اور آپ کے بہن بھی مشرف باسلام ہوئیں۔ اسلام لانے کے بعد وطن لوٹ گئے۔ مگر جہاد کے ذوق سے غوغوات کے موقع پر مدینہ ضرور آتے۔ اور جہاد میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ۔ حنین۔ طائف میں حضور کے ساتھ تھے۔ حضور کی وفات کے بعد غایت رنج سے نہ مدینہ آئے نہ کسب جنگ میں شریک ہوئے۔

جب حضرت عمرؓ نے بصرہ آباد کیا تو آپ بصرہ آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی اور حضرت عمرؓ کے حکم سے فقہ کی تعلیم دینے لگے۔ حضرت عمرؓ کے بعد کسی خانگی لڑائی میں آپ شریک نہیں ہوئے۔

زیادہ نے خراسان کی گورنری پیش کی آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ مبادا اس زمانہ میں زیاد کوئی ایسا حکم دے جو خدا اور رسولؐ کی طاعت کے خلاف ہو۔ اس وقت اگر میں اس کی تعمیل کروں تو ہلاک ہو جاؤں۔ اگر لوٹ آؤں تو گردن ماری جائے۔

آپؐ کو استسقاء (جالندھر) کا مرض تھا۔ اس میں زیادتی ہوئی۔ جب موت کا یقین ہو گیا تو آپؐ نے وصیت فرمائی کہ جنازہ آہستہ آہستہ یہودیوں کی طرح نہ چلنا۔ جنازہ کے پیچھے آگ نہ جلانا۔ جاہلیت کی طرح رونا پیٹنا نہیں۔ اس معاملہ میں ایسی سختی کی کہ بعض اعزہ کے بابت ایک وصیت نامہ لکھا اس میں یہ لکھا گیا کہ جو عورت جاہلیت کی طرح روئے پیٹے اس کے بابت یہ وصیت منسوخ سمجھی جائے۔ ۲۵ھ میں بصرہ میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

آپؐ فضلاء اور فقہائے صحابہؓ میں سے تھے۔ بصرہ کے صحابیوں میں آپؐ کا کوئی ہمسر نہ تھا آپؐ کو حدیثیں بہت یاد تھیں۔ مگر مزاج میں احتیاط تھی۔ اس لئے بہت کم بیان کرتے تھے۔ کتب حدیث

میں آپ کی روایت سے ۱۳۰ حدیثیں ہیں۔ بصرہ کی مسجد میں آپ کا حلقہ درس بھی تھا۔ بہت لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔  
 آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ حضورؐ کے طریقہ کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ حکیم بن عمرو غفاری کو جس وقت زیاد نے گورنری دی اس وقت آپ نے اُن کو سمجھایا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ خدا کی معصیت میں کسی بندہ کی فرماں برداری نہ کرنی چاہئے۔ اس لئے تم زیاد کی اطاعت میں خدا و رسول کے خلاف ہرگز کوئی کام نہ کرنا۔  
 لباس ہمیشہ سادہ پہنتے تھے لیکن کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے اچھا کپڑا بھی پہن لیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ حضورؐ فرمایا ہے کہ جب خدا کسی بندہ پر احسان کرے تو اس کو ظاہر بھی کرنا چاہئے۔

## ۲۲۔ حضرت لبید بن ربیعہؓ

آپ کا نام لبید اور ابو عقیل کنیت تھی۔ یہ زمانہ جاہلیت کے بہت بڑے شاعر تھے۔ ان کی شاعری کو اس وقت کے تمام شعرا مان لیا تھا۔ آپ اسلام سے پہلے بھی بہترین خیال کے شخص تھے اُسی زمانہ کا اُن کا ایک شعر ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان اپنی کوششوں کا نتیجہ اس وقت معلوم ہوگا جب وہ خدا کے سامنے حاضر ہوگا۔



حضور نے آپ کا ایک شعر بہت پسند کیا۔ اور فرمایا کہ سب سے  
 سجا کلمہ جو بید نے کہا یہ ہے ۵  
 اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا خَالَةَ سِوَاہِ  
 ترجمہ۔ خبردار سوائے خدا کے ہر چیز باطل ہے۔ اور ہر نعمت ضرور  
 زائل ہونے والی ہے۔

آپ اپنے قبیلہ بنی جعفر بن کلاب کے وفد کے ساتھ حضور کی  
 خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ اسلام کے بعد شاعری  
 بہت کم کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ خدا نے شعر کے عوض میں مجھے  
 قرآن مجید عنایت فرمایا ہے۔ اس کے سامنے شاعری بے مزہ ہے۔  
 ۱۴؎ میں ۵۴ برس کی عمر میں کوفہ میں آپ نے انتقال فرمایا۔  
 آپ کی شاعری اس پایہ کی تھی کہ زمانہ جاہلیت کے مشاعروں کے  
 آپ صدر نشین تھے۔ بڑے بڑے شعرا ان کے اشعار کی تعریف کرتے  
 تھے۔ فرزدوق ان کی شاعری کی بڑی قدر کرتا تھا۔ آپ کے زبان سے  
 شاعری میں بھی کبھی جھوٹ بات نہ نکلتی تھی۔  
 آپ بڑے فیاض تھے۔ بہادر تھے۔ گھوڑے کی سواری بہترین  
 جانتے تھے۔

۱۵؎ حضرت ثنی بن حارثہ شیبانیؓ

آپ کا نام ثنی اور باپ کا نام حارثہ تھا۔ آپ اپنے قبیلہ کے

ممتاز رؤسا میں تھے۔ ابتدا سے دعوت اسلام میں جب حضور حضرت  
ابوبکرؓ کے ساتھ آپ کے قبیلہ بنی شیبان میں پہنچے اور قرآن مجید  
کی چند آیتیں سنائیں تو آپ پر ان آیتوں کا اثر ہوا۔ مگر اس وقت  
اسلام نہ لائے۔ سب سے ہجری میں اپنے قبیلہ کے ساتھ آکر مشرف  
باسلام ہوئے۔

چونکہ بہت آخر میں مسلمان ہوئے اس لئے زمانہ نبوت کا ان کا  
کوئی شمار نامہ نہیں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ مدینہ آئے  
اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اپنے قبیلہ کو لے کر ایرانیوں کے مقابلہ  
میں نکلوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دی۔ مگر چونکہ آپ کا سارا  
قبیلہ مسلمان نہ ہوا تھا اس لئے پہلے آپ نے اپنے پورے قبیلہ کو  
مسلمان کیا۔ اس کے بعد اپنے قبیلہ کو لے کر ایران کے مقابلہ  
کے لئے نکلے۔ شنی کے جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد  
بن ولیدؓ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور شنی کو لکھا کہ تم خالد  
کی ماتحتی میں اپنا کام کرو۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں  
آپ حضرت خالدؓ کے ساتھ رہے۔ چونکہ شنی ایران کے نقشوں  
سے خوب واقف تھے۔ اس لئے ایران کی فتوحات میں ان سے  
بہت بڑی مدد ملی۔

عراق کا معاملہ ابھی پورے طور پر طے نہ ہوا تھا کہ شام پر فوج  
پہنچنے کی ضرورت ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو

شام جانے کا حکم دیا۔ وہ فوراً یہاں کا معاملہ حضرت ثنیٰ کے سپرد کر کے  
 شام چلے گئے۔ اسی زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ  
 خلیفہ ہوئے۔ آپؓ نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے جہاد کا ایک وعظ کیا  
 لوگ ایرانیوں کی قوت اور کثرت سے خوف زدہ تھے۔ اس لئے خاموش  
 رہے۔ حضرت ثنیٰ نے وہاں کی حالت بیان کی اور فرمایا کہ ان سے  
 ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عراق کا بہترین حصہ فتح کر لیا ہے۔  
 ان لوگوں میں قوت نہیں ہے۔ خدا نے چاہا تو پورا عراق مسلمانوں کے قبضہ  
 میں آجائے گا۔ اس کے بعد مسلمان جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔

ثنیٰ سب مسلمانوں کو لے کر عراق کی مہم سر کرنے کے لئے چلے۔  
 ایرانی بھی بڑی تیاری سے نکلے۔ شارق میں دونوں لشکروں کا مقابلہ  
 ہوا۔ سخت جنگ کے بعد ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ ان کا سردار  
 جالبان گرفتار ہو گیا۔ ثنیٰ اس کو لے کر اپنے سپہ سالار ابو عبیدہؓ کے پاس  
 لائے یہاں سے شکست کھانے کے بعد ایرانی کسبکر میں جمع ہوئے۔  
 ابو عبیدہؓ کو معلوم ہوا تو وہ اپنی فوج لے کر آئے اور ایرانیوں کو شکست  
 دی اور ثنیٰ نے ان کے بڑے سردار جالبینوس کو بھگا دیا۔

اس کے بعد رستم نے مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن  
 مروان بن شام کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ مقام قش تاحط  
 میں دونوں کا سخت مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی میں ابو عبیدہؓ شہید ہوئے۔  
 حضرت ثنیٰ نے علم ہاتھ میں لیا۔ اس لڑائی میں بکثرت مسلمان شہید



ہوئے۔ وہاں سے بقیہ فوج کو لے کر مقام ثعلیبہ آئے اور حضرت عمرؓ کو خبر دی حضرت عمرؓ اتنے کثرت سے مسلمانوں کے شہید ہونے سے بہت روئے۔ اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے عبداللہ بن جبریرؓ کی ماتحتی میں ثنی کی مدد کے لئے ایک بڑی فوج روانہ کیا۔ ثنی نے بھی قرب و جوار کے عرب قبائل کو تیار کر کے بہت سے آدمی جمع کر لئے۔

ایرانیوں کو ان تیاریوں کی خبر ملی تو مہران بن مہرویہ کی سرکردگی میں انھوں نے ۱۲ ہزار فوج بھیجی۔ ایرانی فوج فرات کو پار کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آئی۔ ثنی نے ہدایت کی کہ میں چار تکبیریں کہوں گا۔ پہلی تین تکبیریں تیاری کے لئے اور چوتھی حملہ کے لئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تیاری کی اور چوتھی تکبیر پر حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں ثنی کے بھائی مسعود شہید ہوئے۔ اور ایرانی فوج کا سردار مہران مارا گیا۔ ایرانیوں کے پانوں اکھڑ گئے۔ وہ بھاگے۔ مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس میں تقریباً ایک ایک مسلمان نے دس دس ایرانیوں کو مارا۔

اسکے بعد مسلمانوں نے ایران کے مختلف شہروں میں اپنی فوجیں پھیلا دیں۔ اور بغداد کا ایک بہت بڑا بازار تھا اس پر حملہ کر دیا۔ بازار والے ناگہانی حملہ سے بدحواس ہو گئے۔ اور کل سامان تجارت چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بے انتہا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ حضرت عمرؓ ایران پر حملہ کرنے والے تھے کہ ثنی کا وقت آخر ہو گیا۔ جنگ قادسیہ

سے پہلے آپ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنْح

## ۲۲۔ حضرت امیر معاویہؓ

آپ کا نام معاویہ اور ابو عبد الرحمن کنیت تھی۔ آپ کے والد کا نام ابوسفیان تھا۔ پانچویں پشت پر آپ کا سلسلہ نسب حضورؐ سے ملتا ہے زمانہ جاہلیت میں آپ کا خاندان معزز اور ممتاز رہا ہے۔ آپ کے والد قوم کے علم بردار تھے۔

آغاز بعثت سے آپ کے والد اسلام کے سخت دشمن رہے۔ حضورؐ اور مسلمانوں کی ایذا رسانی اور اسلام کی جڑ کاٹنے میں کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ فتح مکہ کے دن آپ اور آپ کے والد اور آپ کی والدہ اور آپ کے بھائی یزید مشرف باسلام ہوئے۔ اگرچہ امیر معاویہؓ کے دل میں اسلام لانے کا خیال صلح حدیبیہ کے زمانہ سے ہو گیا تھا۔ مگر باپ کے خوف سے ایمان نہیں لائے۔ بدر۔ احد وغیرہ جتنی لڑائیاں ہوئیں ان کے باپ سب میں پوری کوشش کے ساتھ مشرکین کے ساتھ شریک رہے مگر یہ کسی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔

آپ کے مشرف باسلام ہونے سے حضورؐ کو بہت خوشی ہوئی۔ حضورؐ نے آپ کو مبارکباد دی۔ قبول اسلام کے بعد سے جنہیں طائف وغیرہ جو غزوات ہوئے اس میں شریک رہے۔ جنگ حنین میں حضورؐ نے مال غنیمت سے تنخواہ لیٹ اور چاکیس اذقیہ چاندی عنایت

فرمائی تھی۔ مدت تک آپ کا تب و حی رہے۔

چونکہ آپ بالکل آخر میں اسلام لائے۔ اس لئے حضورؐ کے زمانہ میں آپ کوئی نمایاں کام نہیں کر سکے۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں شاہم کی مہم میں آپ کے بھائی یزید ایک دستہ فوج کے افسر تھے۔ اور آپ مقدمہ الجیش کے افسر تھے۔ اس معرکہ میں آپ نہایت بہادری سے لڑے۔ اور اسلام کی مدد میں بے انتہا جوش دکھلایا۔ اس کے بعد اس سلسلہ کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ عرقہ۔ بیروت وغیرہ میں آپ مقدمہ الجیش کے افسر تھے۔ اور یہ مقامات بالکل انھیں کی سرکشتشوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

جب شاہم کے ہمت سے مقامات تسخیر ہو گئے تو بقیہ مقامات کو ان کے بھائی یزید نے ان کے سپرد کیا۔ انھوں نے بلا مزید کشت و خون کے نہایت آسانی سے تمام قلعے فتح کر لئے۔ قیساریہ کی مہم حضرت یزید نے خاص کر انھیں کو سپرد کیا۔ انھوں نے نہایت آسانی سے کوئے لیا اس معرکہ میں مخالف کے اسی ہزار آدمی مارے گئے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

سلسلہ ہجری میں ان کے بھائی یزید کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ کو تخت رسوخ ہوا ان کے جگہ پر حضرت امیر معاویہؓ کو آپ نے دمشق کا حاکم بنایا۔ اور ایک ہزار ہا ہزار و خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ آپ کے اوصاف حمید کی وجہ سے آپ کی بڑی قدر فرماتے تھے۔ اور



ان کی بہترین سمجھ اور تدبیر اور سیاست اور بلند حوصلگی کی وجہ سے ان کو کسریٰ عرب کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے وقت میں آپ کو پورے شام کا حاکم بنا دیا تھا۔ اس زمانہ میں آپ نے رومیوں پر بڑی زبردست فتوحیں حاصل کیں۔ امیر معاویہؓ سے پہلے اسلام کی طرف سے کوئی بحری حملہ نہ ہوا تھا سب سے پہلے امیر معاویہؓ نے بحری حملے شروع کئے۔ اور بحری فوج کو اس قدر ترقی دی کہ اس زمانہ میں بسبب سے بہتر اسلامی بحری فوج سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے آپ کو جنگی اختیارات بھی دیدئے تھے۔

اس سے فتوحات اسلامی میں بہت فائدہ ہوا۔ رومی مسلمانوں کو بہت تنگ کرتے تھے۔ آپ نے سفیان بن مجیب ازوی کو طرابلس بھیج کر وہاں ایک قلعہ بنوایا۔ اور اس کو فوجی مرکز قرار دیکر رومیوں کے تمام بحری اور بری ناکے بند کر کے طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ جب رومی گھر گئے تو بادشاہ سے مدد طلب کی۔ بادشاہ نے کشتیاں بھیج دیں۔ رومی اتوں رات بھاگ گئے۔ وہاں کا قلعہ بلا جنگ مسلمانوں کے قبضہ میں گیا۔ اس قلعہ کے قبضہ میں آنے سے بغاوت کا خطرہ مٹ گیا۔

۲۵ھ میں امیر معاویہؓ عموریہ کی طرف بڑھے راستہ میں انطاکیہ سے لیکر طرس تک تمام قلعے خالی ملے۔ سب مسلمانوں کی ڈر سے بھاگ گئے تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنے آدمی بلوا کر تمام قلعوں میں بسا دیے۔

دو سال کے بعد رومیوں نے بہت سے قلعے مسبار کر دیے۔ مگر عموریہ فتح نہ ہوئی۔  
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے ان کارناموں کی وجہ سے خیریت  
 جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں فتح ہوا تھا۔ ان کے قبضہ میں دیدیا۔ اور  
 شمشاطہ جو رومیوں کے پاس تھا اس طرف بڑھنے کا حکم دیا آپ نے  
 حبیب بن مسلمہ فہری اور صفوان بن معطل کو اس مہم کے لئے  
 بھیجا۔ اور خود بھی شریک رہے ان دونوں بزرگوں نے آپ کے ساتھ  
 نہایت آسانی سے شمشاطہ کو فتح کر لیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صفوان کو  
 یہاں کا حاکم مقرر کیا۔

اس کے بعد حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ کے فتح کے لئے بھیجا۔  
 انھوں نے تلوار کے زور سے اس کو فتح کر لیا۔ اور یہاں مسلمانوں کو  
 آباد کر دیا۔

اس کے بعد قبرس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ۳۵ھ میں  
 چڑھائی کی۔ قبرس کے لوگ لڑنا نہ چاہتے تھے۔ اس لئے بغیر مقابلہ  
 سات ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی۔ مگر ۳۲ھ میں ان لوگوں نے  
 پھر بغاوت کی تو ۳۳ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پانچ ہزاروں کے بیڑہ  
 بحر روم میں اترے اور تلوار کے زور سے قبرس فتح کر لیا۔ مگر قبرس والوں نے  
 کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا۔ اور وہاں بارہ ہزار مسلمان آباد کر دیے۔  
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں افریقہ یعنی ٹونس - الجزائر اور  
 مراکش وغیرہ بہت سے شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ اور بہت سے

رومی قتل اور گرفتار ہوئے۔ اس لئے قیصر روم کو بدلہ لینے کا خیال ہوا۔ مقابلہ کے لئے قیصر نے بہت بڑی تیاری کی۔ چھ سو جنگی جہاز تیار کرائے۔ امیر معاویہؓ اور عبداللہ بن سعدؓ ان کے مقابلہ کے لئے بڑھے۔ اس وقت نہایت تیز ہوا چلی کہ بیڑوں کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے ایک شب کے لئے صلح کر کے تمام رات عبادت میں مصروف رہے۔ صبح کو رومیوں نے حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی برابر جواب دیا۔ دیر تک سخت جنگ رہی آخر میں رومیوں کے پانوں اکھڑ گئے۔ اور فلسطین نے جہاز کا لنگر اکھاڑ دیا۔ اور مسلمانوں کی فتح ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش شروع ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ اور تمام اکابر صحابہ نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی کوششیں کیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس وقت امیر معاویہؓ شام میں تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کو بلا بھیجا۔ آپ نے بھی بڑی کوششیں کیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ امیر معاویہؓ شام واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔ پھر واقعہ جمل ہوا۔ اس میں امیر معاویہؓ کسی طرف سے شریک نہ ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کے وقت کے تمام عاملوں کو معزول کر دیا۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر معاویہؓ بھی معزول ہو گئے۔ اور ان کی جگہ پر سہل بن حنیف عامل مقرر ہوئے۔ امیر معاویہؓ نے شام کی سرحد تبوک پر ان کو روک کر واپس کر دیا۔



حضرت معمر بن شیبہؓ نے جو نہایت مدبر تھے۔ حضرت علیؓ کو راز دہی کہ اگر اپنی خلافت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو حضرت امیر معاویہؓ کو معزول نہ کیجئے بلکہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو فہ اور بصرہ کا حکم بنا دیجئے۔ پورا تسلط ہو جانے کے بعد جو چاہئے گا کیجئے گا۔ مگر آپ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ حضرت معمرؓ نے دل شکستہ ہوئے۔ اور امیر معاویہؓ سے جا ملے۔

حضرت علیؓ کی خلافت کے وقت میں امیر معاویہؓ کے دل میں خلافت کا بالکل خیال نہ تھا۔ حضرت علیؓ کے رتبہ کو سمجھتے تھے۔ مگر اپنی معزولی کو بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ اگر حضرت علیؓ ان کو ان کے عہدہ پر قائم رکھتے تو کوئی ناگوار صورت نہ پیش آتی۔ اس معزولی سے ان کو جناب امیرؓ کا مخالف بنا دیا۔

صحابہؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے انتقام لینا چاہا۔ حضرت علیؓ نے ان کا پتہ نہ لگایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علیؓ خلافت کے ایسے جھگڑوں میں پڑ گئے کہ اس طرف توجہ کرنا دشوار ہو گیا۔ قاتلین کے پتہ لگانے کے لئے اطمینان کی ضرورت تھی۔ اور آپ کو ابتداء میں خلافت سے اطمینان نصیب ہی نہ ہوا۔ عوام اس کو نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے امیر معاویہؓ کو ان کے مخالفین کو ملا لینا آسان ہو گیا۔ خلیفہ مظلوم کا سبکدوشی سے شہید کیا جانا اور ان کے قاتلین کے لئے کھنگے پھرنے اس سے مخالف کیا موافقتین کے دلوں میں بھی حضرت

کی جانب سے شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ اس کی وجہ سے مصر میں ایک جماعت حضرت علیؑ کی مخالفت ہو گئی تھی اور انھوں نے حضرت علیؑ کے لئے بیعت نہیں کی اور ان کے قصاص کا مطالبہ کیا۔

حضرت علیؑ کی مخالفت جماعت سے کچھ لوگوں سے ان کو عبور کرنا شروع کیا کہ تم کو حضرت علیؑ کے خلاف اٹھنا چاہئے۔ ان وجوہ سے حضرت امیر معاویہؓ اب حضرت علیؑ کے پورے مخالف ہو گئے۔ اور انھوں نے عرب کے سربراہ اور وہ لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ مغیرہ بن شعبہؓ بھی ان کے موافق تھے۔ حضرت عمر بن العاصؓ کو بلا کر اپنی شکایات بیان کیں۔ انھوں نے اسے دی کہ محمد بن حنفیہ کا بیچا کرو۔ اور وہ پکڑ جائیں تو بہتر ہے۔ ورنہ کوئی پروا نہ کرو۔ قیصر روم کے قیدی تھے دو اور اس سے صلح کرو۔ لیکن حضرت علیؑ کا معاملہ البتہ سخت ہے۔ مسلمان کبھی تم کو ان کے برابر نہ سمجھیں گے۔ کیونکہ تم کو نہ سبقت اسلام یا شرف حاصل ہے نہ قرابت نبوی کا۔ اور میں بھی تمھاری کامیابی کے لئے ان کے مقابلہ میں مدد نہیں کر سکتا۔ امیر معاویہؓ نے کہا تم جو چاہو اس تمھارے لئے کرتے کو تیار ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دو۔ انھوں نے کہا کہ تم حضرت علیؑ پر غالب آئے اور تمام دنیا سے اسلام تمھارے زیر حکومت ہو گئی تو اس وقت مجھے مصر کا حاکم کر دینا۔ امیر معاویہؓ نے کہا تم عراق کے حاکم ہو اور عراق مصر سے کم نہیں ہے۔ لیکن اگر تمھاری خواہش ہے تو میں اقرار کرتا ہوں ضرور تمھاری یہ خواہش پوری کر دوں گا۔

امیر معاویہؓ نے شام کے سب سے بڑے بااثر شخص شمر جہیلؓ سے  
سمط کندی کو یہ کہہ کر ملا لیا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کا ہاتھ تھا۔ اس لئے انھوں نے اُن کے قاتلوں سے بدلہ نہیں لیا۔ اور  
اُن سے بدلہ لینا ضروری ہے۔ شمر جہیلؓ نے تمام شام میں دورہ کر کے  
لوگوں کو حضرت علیؓ کی مخالفت پر آمادہ کر دیا۔ حضرت امیر معاویہؓ  
بھی حضرت عثمانؓ کا خون آلود کپڑا دکھلا کر لوگوں کو انتقام کا جوش دلا۔  
یہاں تک کہ شامیوں نے قسم کھالی کہ جب تک قاتلین عثمانؓ سے  
بدلہ نہ لے لیتے چین نہ لیں گے۔

حضرت ابوذر داءؓ اور حضرت ابو امامہؓ یاہلیؓ اور بعض صحابہؓ  
حضرت امیر معاویہؓ کو سمجھایا کہ حضرت علیؓ تم سے زیادہ خلافت  
حقدار ہیں۔ پھر تم اُن سے کیوں لڑتے ہو۔ انھوں نے کہا حضرت عثمانؓ  
کے قصاص کے لئے۔ اُن لوگوں نے کہا کیا اُن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا  
انھوں نے کہا اگر قتل نہیں کیا ہے تو قاتلین کو پناہ دی ہے۔ اگر وہ ان  
ہمارے حوالہ کر دیں تو ہم سب سے پہلے اُن سے بیعت کریں گے۔ اس  
بعد یہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس گئے۔ اُن سے امیر معاویہؓ کا یہ مطالبہ بھی  
کیا تو حضرت علیؓ کی فوج کے بیس ہزار آدمی نکل آئے۔ اور نعرہ لگایا کہ  
سب حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں۔ جب ان لوگوں نے یہ رنگ دیکھا  
چپکے سے ساحلی علاقہ کی طرف نکل گئے اور پھر کوئی کوشش نہیں کی  
اس سلسلہ میں امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ میں خط و کتابت



ہوئی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر صفین کے میدان میں سخت خونریز جنگ  
 ہوئی۔ جس سے مسلمانوں کی ۵۳ سالہ قوت ختم ہو گئی۔ آخر دن شامی فوج  
 اس طرح نکلے کہ سب سے آگے پانچ نیزوں پر دمشق کا مصحف اعظم  
 اور اس کے پیچھے سیکڑوں قرآن مجید نیزوں پر بلند تھے۔ اور شامی یہ نعرے  
 لگا رہے تھے ہم قرآن مجید کو حکم بناتے ہیں۔ عراقیوں نے کہا کہ  
 ہم قرآن کا فیصلہ ماننا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ اور دوسرے آپ کے  
 ساتھ لاکھ ان کو سمجھاتے رہے مگر عراقیوں نے ایک نہ سنی اور حضرت علیؓ  
 کو یہ دھمکی دی کہ اگر آپ نے قرآن مجید کا فیصلہ نہ مانا تو آپ کا بھی یہی  
 حشر ہوگا۔ جو حضرت عثمانؓ کا ہوا۔ عراقیوں کی اس ضد پر جناب امیر نے  
 اس کو مان لیا۔ حضرت عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم  
 بنایا کہ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے رو سے فیصلہ کر دیں۔  
 ابو موسیٰ اشعری نے مجمع عام میں یہ فیصلہ سنایا کہ حضرت علیؓ اور حضرت  
 امیر معاویہؓ دونوں معزول کئے جائیں اور عام مسلمانوں کے مجمع میں  
 خلیفہ کا نئے سرے انتخاب ہو۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنا  
 فیصلہ سنایا کہ میں حضرت علیؓ کو معزول کرتا ہوں۔ اور امیر معاویہؓ کو  
 برقرار رکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے ولی اور ان کے خون  
 کے حقدار ہیں۔ اس فیصلہ سے مجمع میں سناٹا ہو گیا قریب تھا کہ پھر فساد  
 ہو جائے۔ مگر ابو موسیٰؓ مکہ چلے گئے۔ اور لوگوں نے رفع دفع کر دیا۔  
 اسی درمیان میں خارجیوں کا فتنہ اٹھا۔ یہ کہتے تھے کہ مذہبی معاملات

میں کسی انسان کو حکم بنانا کفر ہے۔ اور جو لوگ اس عقیدہ کے منکر ہوں وہ بھی کافر ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ جماعت بہت بڑھی۔ یہاں تک کہ اس کے حضرت علیؓ کے حدود حکومت میں لوٹ مار شروع کر دی۔ حضرت علیؓ اس کی سرکوبی کے لئے نہروان کی طرف بڑھے۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ اور خارجیوں میں بڑے بڑے معرکے ہوئے۔

جب حضرت علیؓ اس فرقہ کی سرکوبی سے فراغت ہو کر لوٹے تو اپنی فوج کو امیر معاویہؓ کے مقابلہ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب ہمارے ترکش خالی ہو گئے ہیں۔ تلواریں بیکار ہو گئی ہیں نیزوں کی انیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اور ہمارے بہت سے لوگ چلے گئے اس لئے اس وقت ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس عذر پر جناب امیر نے آگے بڑھ کر مقام خیمہ میں قیام کیا۔ یہاں سے آپ کے ساتھ آہستہ آہستہ نکل کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور آپ کے ساتھ بہت سے تھوڑی جماعت رہ گئی۔ اس لئے آپ نے امیر معاویہؓ کے مقابلہ کا خیال فی الحال چھوڑ دیا۔

حضرت قیس بن سعد انصاریؓ حضرت علیؓ کے بہت سے بڑے خیر خواہ تھے۔ انھوں نے اہل مصر سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ حضرت علیؓ کے لئے بیعت لے لی تھی۔ اور امیر معاویہؓ کو سمجھا دیا تھا کہ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے عزیز ہیں اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں تم ان کی مخالفت نہ کرو۔ مگر بعض وجوہ سے حضرت علیؓ کو ان کی

جانب سے شہہ ہو گیا۔ اس لئے حضرت علیؓ نے ان کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکرؓ کو ان کی جگہ پر مصر کا حاکم مقرر کر دیا۔ محمد بن ابی بکرؓ کو جوان تھے۔ وہ مصر کی رعایا کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ اس لئے سب مخالف ہو گئے۔ امیر معاویہؓ نے حضرت عمر بن العاصؓ کو ۶ ہزار فوج کے ساتھ مصر بھیجا۔ پہلے پہنچ کر عمر بن العاصؓ نے پہلے محمد بن ابی بکرؓ کو لکھا کہ مصر والے تمہارے خلاف ہو چکے ہیں۔ اس لئے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں تم کو دوستانہ طور پر دیتا ہوں کہ تم میرا مقابلہ نہ کرو۔ اور مصر خالی کر دو۔ محمد بن ابی بکرؓ نے یہ خط حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ وہاں سے مقابلہ کا حکم آیا محمد بن ابی بکرؓ نے سخت مقابلہ کیا۔ آپ کے سپہ سالار محمد بن بشیر کو شامیوں نے گھیر کر قتل کر دیا۔ پھر مصریوں کا پانوں جم نہ سکا۔ محمد بن ابی بکرؓ چھپ گئے۔ مگر معاویہ بن خدیج نے ان کو ڈھونڈ نکالا اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ کا مصر پر قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد ۳۹ھ سے امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے دوسرے مقبوضات پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ ہر مقام پر سخت لڑائیاں ہوئیں۔ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ نے ان خانہ جنگیوں سے گھبرا کر صلح کر لی۔ صلح کے روزے شام کا علاقہ حضرت امیر معاویہؓ کو ملا۔ اور عراق حضرت علیؓ کے پاس رہا۔

ان مسلسل خانہ جنگیوں سے مسلمان گھبرا گئے۔ بعض لوگوں نے



یہ صلاح کی کہ اگر امیر معاویہ اور عمر بن العاصؓ اور حضرت علیؓ قتل  
 کر دئے جائیں تو مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات ملے۔ اس کے لئے  
 برک بن عبد اللہؓ۔ ابن بلجم۔ عمرو بن بکر نے تینوں کے قتل کا بیڑا  
 اٹھایا۔ ایک ہی رات میں تینوں حملہ آور ہوئے۔ ابن بلجم نے حضرت علیؓ  
 کو شہید کیا۔ عمرو بن بکر نے عمرو بن العاصؓ پر حملہ کیا مگر وہ بچ گئے۔  
 اس لئے کہ اس دن دوسرا شخص نماز پڑھا رہا تھا۔ وہ مارا گیا۔ برک بن  
 عبد اللہ نے امیر معاویہؓ پر حملہ کیا وہ زخمی ہوئے حاجب اور دربان  
 ساتھ تھے۔ قاتل کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ علاج سے اچھے ہو گئے۔  
 حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے  
 آپ نے چھ مہینہ خلافت کرنے کے بعد امیر معاویہؓ سے صلح کر لی۔ اور  
 خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ تمام سہلائی  
 ممالک کے مسلخہ خلیفہ ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلسل خانہ جنگیوں کی وجہ سے  
 امن قائم نہ تھا۔ اس لئے امیر معاویہؓ نے امن قائم کرنے کی کوشش  
 کی۔ اسی کے ساتھ خارجیوں کی سرکوبی بھی کی اور بلخ۔ ہرات وغیرہ  
 میں بغاوت پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں کے لوگوں کو بھی مطیع کیا۔ پھر کابل  
 وغیرہ میں بغاوت پھیلی ان کو بھی مطیع کیا۔ غور میں لوگ مرتد ہو گئے  
 اور بغاوت پر آمادہ ہوئے ان کو بھی لڑنے کے اپنا فرما تیردار بنالیا۔ اس  
 بعد خراسان کے کوہستانی علاقہ کو جنگ کے ذریعہ سے حاصل کر کے

اس پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔ اس جنگ میں ترکوں کے ملکہ کی ایک جوتی چھوٹ گئی تھی۔ جس کا اندازہ دولاکھ درہم کا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد پنجاب۔ سمرقند وغیرہ کی طرف بڑھے۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ جنگ کی صورت میں بے انتہا خون کے بعد بھی مسلمان ہی غالب آئیں گے۔ اس لئے خراج مقرر کر کے صلح کر لی۔ پھر ملتان۔ کابل وغیرہ کی طرف بڑھے۔ سخت مقابلہ کے بعد ان مقامات کو بھی فتح کیا۔ یہاں مال غنیمت مسلمانوں کے بہت ہاتھ آیا۔ پھر قندھار پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کر کے سندھ کے بڑے علاقہ پر اسلامی پریرہ لہرا دیا۔

امیر معاویہؓ کے زمانہ میں یورپین قوموں سے زیادہ لڑائی رہی۔ بادشاہ روم کے بہت سے ملکوں کو انھوں نے جنگ سے یا صلح سے لے کر اس پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔ ۴۴ھ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمنؓ رومیوں سے بہت کامیابی سے لڑے۔ اور کبیر بن ابی ارطاة نے دریائے روم میں اسلامی بیرے دوڑاے اور بہت سی بحری اور بری کامیاب جنگ ہوئی۔ اور بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد امیر معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ اس میں حضرت ابوالیوب انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب شامل تھے۔ اس لئے کہ حضورؐ نے یہ خوش خبری دی تھی کہ کیا اچھی وہ فوج ہوگی

اور کیا اچھا وہ امیر ہوگا جو ہر قل کے شہر پر حملہ آور ہوگا۔ تمام صحابہ چاہتے تھے کہ اس سعادت کو حاصل کریں۔ قسطنطنیہ رومیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ جس وقت اسلامی بیڑا وہاں پہنچا۔ رومیوں نے اس کی پوری مدافعت کی۔ اور مسلمانوں سے بڑی زبردست جنگ ہوئی حضرت عبدالعزیز بن زرارہ اور حضرت ابوالیوب انصاری وغیرہ نے اسی جنگ میں نہایت شوق سے شہادت پائی۔

امیر معاویہؓ کو بحری لڑائی کا بڑا شوق تھا۔ اس لئے انھوں نے بحری کے بہت سے جہاز لڑائی یا صلح سے حاصل کئے۔ اور وہاں بہت سے مسلمانوں کو آباد کیا۔

## یزید کی ولیعہدی

۵۶ھ میں مغیرہ بن شعبہ نے یزید کی ولیعہدی کی تجویز پیش کی امیر معاویہؓ نے اس کو پسند کیا۔ مگر اس کے کرنے میں تردد یہ تھا کہ اسلام کا نظام جمہوری ہے۔ اکابر مہاجرین اور انصار کی رائے سے خلیفہ کا تقرر ہوتا ہے۔ باوجود اس کے امیر معاویہؓ نے یزید کی ولیعہدی کا فیصلہ کر لیا۔ اور حجاز کے حاکم مروان بن الحکم اور کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ اور بصرہ کے حاکم زیاد بن ابی سفیان کو لکھا کہ یزید کے لئے بیعت لو۔ زیاد نے کوفہ اور بصرہ کو درست کر لیا حجاز میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ



حضرت امام حسینؑ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ وغیرہ جلیل القدر اصحاب موجود تھے۔ اس لئے جب مروان نے ولیعہدی کا مسئلہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ کہا کہ امیر معاویہؓ نے زید کو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر اپنا ولیعہد کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر نہیں بلکہ کسیر کے وقیصر کے طریقہ پر۔ اس لئے کہ ان حضرات نے نہ اپنے پیٹے کو خلافت کے لئے نامزد کیا نہ اپنے کسی عزیز کو۔ اس کے بعد ان تینوں بزرگوں نے بھی انھیں کے ساتھ اتفاق کیا۔ مروان نے امیر معاویہؓ کو اس کی اطلاع دیدی۔ امیر معاویہؓ خود آئے فرداً فرداً ان حضرات کو سمجھایا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر تمام مسلمان بیعت کر لیں گے تو ہم کو بھی عذر نہ ہوگا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے پھر ان لوگوں سے کوئی اصرار نہیں کیا۔

### امیر معاویہ کی علالت اور موت

زید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے تین سال بعد ۵۹ھ میں ۸۷ برس کی عمر میں آپ بیمار ہوئے۔ آخر میں اکثر موت کو یاد کرتے تھے بیماری سے کچھ دن پہلے آپ نے یہ تقریر فرمائی۔  
لوگو! میں اس کھیتی کی طرح ہوں جو گٹنے کے لئے تیار ہو۔ میں نے تم لوگوں پر زیادہ مدت تک حکومت کی۔ اب میں بھی اس سے

تھک گیا ہوں اور غالباً تم بھی تھک گئے ہو گے۔ اب میں تم سے جدا  
 ہونے کو تیار ہوں۔ اور غالباً تمھاری بھی آرزو یہی ہوئی۔ میرے بعد  
 آنے والا مجھ سے بہتر نہ ہوگا۔ جیسا میں اپنے اگلوں سے بہتر نہیں ہوں  
 کہتے ہیں کہ جو خدا سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے۔ خدا بھی اُس سے ملنے کی  
 تمنا رکھتا ہے۔ اس لئے اے خدا! اب مجھے تجھ سے ملنے کی آرزو  
 ہے۔ تو مجھے بلا لے اور اپنی ملاقات میں برکت عطا فرما۔  
 اس تقریر کے چند ہی دنوں کے بعد بیمار ہوئے۔ علاج سے کوئی  
 نفع نہ ہوا۔ روز بروز حالت گرتی گئی۔ جب حالت زیادہ نازک ہو گئی تو  
 یزید کو بلا کر کہا۔

جان پدرا میں نے تمھارے راہ کے تمام گائے بٹھا کر تمھارے  
 لئے راستہ صاف کر دیا۔ اور تمھارے لئے اتنا مال جمع کر دیا ہے کہ  
 اس سے پہلے کسی نے جمع نہ کیا ہوگا۔ اب میں تم سے یہ وصیت کرتا  
 ہوں کہ اہل حجاز تمھارے عزیز ہیں اُن کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ اُن کی  
 عزت کرنا۔ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ عراق والوں کی ہر خواہش  
 پوری کرنا۔ شامیوں کو اپنا مشیر کار بنانا۔ اور اُن کا بہت خیال رکھنا۔  
 اور جب تمھارا کوئی دشمن تمھارا مقابلہ کرے تو اُن سے بدولینا لیکن  
 کامیابی کے بعد اُن کو فوراً بلا لینا۔ تاکہ اُن کی عادتیں بدل نہ جائیں  
 اور سب سے اہم معاملہ خلافت کا ہے۔ اس معاملہ میں صرف اُن  
 چار شخصوں سے خطرہ ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ

بن عمرؓ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ  
 ان میں سے عبداللہ بن عمرؓ کو عبادت سے فرصت نہیں کہ وہ خلافت  
 کی طرف توجہ کریں۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ میں ذاتی کوئی حوصلہ خلافت  
 کے بابت نہیں ہے۔ عامہ مسلمین بیعت کریں گے تو یہ دونوں بھی بیعت  
 کر لیں گے۔ البتہ امام حسینؓ کے جانب سے خطرہ ہے ان کو عراق  
 والے تمھارے مقابلہ کے لئے کھڑا کریں گے مگر وہ تمھارے عزیز اور  
 رسول اللہؐ کے جگہ پارہ ہیں اور خلافت کے سب سے بڑے حقدار  
 ہیں اگر تم ان پر قابو پاؤ تو درگزر کرنا ان کو اندانہ پہنچانا۔ عبداللہ بن زبیرؓ  
 بھی مدعی خلافت ہوں گے۔ اگر وہ صلح کریں تو صلح کر لینا۔ اگر نہ کریں  
 تو موقع پانے کے بعد ان کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

اس کے بعد اپنے خاندان والوں کو وصیت کی کہ خدا کا خوف  
 کرتے رہنا۔ کیونکہ خدا ان لوگوں کو جو اس سے ڈرتے ہیں مصیبتوں  
 سے بچاتا ہے۔ اور جو خدا سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں۔ پھر  
 یہ فرمایا کہ میرا آدھا مال بیت المال میں داخل کر دو۔ پھر اپنی بھینس و  
 تکفین کے بابت یہ ہدایت فرمائی کہ حضورؐ نے مجھے ایک کمرہ دیا تھا  
 اس کو میں نے اسی دن کے لئے محفوظ کر رکھا تھا۔ اس کمرہ کا مجھے  
 کفن دینا۔ اور حضورؐ نے اپنے ناخن مبارک اور موسے مبارک مجھے  
 عنایت فرمائے تھے وہ ایک شیشہ میں محفوظ ہیں۔ ان کو میری آنکھوں  
 اور منہ کے اندر رکھ دینا۔ شاید خدا انھیں کی برکت سے میری مغفرت فرمائے۔



ان وصیتوں کے بعد رجب ۱۱۰ھ میں آپ نے وفات فرمائی۔  
ضحاک بن قیسؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور ۱۵ سال حکومت کر کے  
دمشق کے قبرستان میں دفن کر دئے گئے۔ ۱۱۰۰ تا ۱۱۰۱ھ

## ان کی زندگی کے کارنامے

آپ بہترین مدبر اور سیاست دان تھے۔ انتظامی سمجھ آپ کو بہت  
نزد تھی۔ سلطنت امویہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ انھیں سے اموی سلطنت  
کی بنیاد پڑی۔ آپ کا زمانہ حکومت کا ایک مکمل اور جامع نمونہ تھا۔  
آپ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے آزاد بادشاہ تھے۔  
باوجود آزادی پسند ہونے کے مشورہ بھی لیتے تھے۔ حضرت عمر  
بن العاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن ابی سفیانؓ وغیرہ  
ان کے مشیر کار تھے۔ تمام اہم معاملات میں ان سے مشورے لیتے تھے  
انھوں نے سلطنت اسلامیہ کو کئی حوالوں میں تقسیم کیا مثلاً خراسان  
افریقہ وغیرہ اور ہر صوبہ کے لئے ایک گورنر مقرر کیا۔ گورنر کا انتخاب نہایت  
جائز کرتے تھے۔ زیاد کو گورنر جنرل مقرر کیا تھا۔  
اور عہدہ داروں کا انتخاب بھی نہایت جائز کرتے تھے مثلاً  
محافظ مصر ہد۔ افسر پولیس۔ قاضی کے عہدوں پر تجربہ کار آدمی  
کو مقرر کرتے تھے۔ فوجی افسر تجربہ کار اور دیانتدار اور مستعد آدمی  
جائے تھے حاجب کا عہدہ انھوں نے نیا قائم کیا۔ اور اس پر ایک

میں اور تجربہ کار شخص مقرر کیا جاتا تھا۔ عمال کے کاموں کی سختی سے  
پابج کرتے تھے۔

فوج کا نظام تو حضرت عمرؓ کے وقت ہی میں مکمل ہو چکا تھا۔ حضرت  
عثمانؓ نے اس کو اور ترقی دی تھی۔ اس میں کسی اصلاح کی ضرورت نہ  
تھی۔ مگر انھوں نے جا بجا قلعے اور چھاؤنیاں بنوائیں۔ مدینہ میں ایک  
لمحہ بنوایا۔ شام اور اس کے اطراف میں متعدد قلعے تعمیر کرائے۔

بحری حملوں کا تو ان کو خاص شوق تھا اس لئے حضرت عثمانؓ کے  
زمانہ میں ان سے اجازت لیکر جہاز بنوانے شروع کئے۔ انھیں کے  
زمانہ میں سب سے پہلے میں قبرص کی لڑائی میں پانچو جہازوں سے آپ نے  
حملہ کیا تھا۔ اپنے عہد حکومت میں آپ مصر وغیرہ تمام ساحلی مقامات  
میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کر کے اس کو بہت ترقی دی اور  
بحری لڑائی کے لئے الگ الگ امیر البحر مقرر کیا۔ جب یہ عہدہ قائم  
ہوا تو پہلے عہد الشہین قیس حارثی کو مقرر کیا جنھوں نے تقریباً  
پچاس بحری جنگیں کیں اور کسی میں ایک مسلمان بھی ضائع نہیں ہوا  
امیر معاویہؓ کے وقت میں تیس قدر بحری لڑائیاں ہوئیں اس کی فوج  
ان کے بعد عرصہ تک نہیں مل سکتی۔

پولیس کے محکمہ میں آپ نے اس قدر وسعت دی کہ خاص شہر یثرب  
چار ہزار پولیس تعینات تھی۔ اور پانچو پولیس مسجدیں میں بکثرت تھیں  
کسی کی کوئی چیز گر جاتی تو دوسرے کی ہمت نہ پڑتی کہ وہ اٹھائے۔ عورتیں

تہنا اپنے گھروں میں دروازہ کھول کے بے خوف و خطر سوتی تھیں۔  
 ششہ لوگوں کے چال چلن کی نگرانی کا مقدمہ قائم کیا۔ ایسے سب  
 لوگوں کے نام وہاں لکھے رہتے تھے۔ اور ان کی سختی سے نگرانی ہوتی تھی۔  
 برید اور دیوان خاتم کا محکمہ آپ نے قائم کیا۔ برید کا محکمہ سرکار  
 ڈاک کے جانے کا محکمہ تھا۔ جا بجا تیز گھوڑوں کی ڈاک لگائی تھی  
 شاہی فرامین جلد عمل کے پاس پہنچ جایا کریں۔ اور دیوان خاتم کا  
 محکمہ سرکاری ڈاک کی حفاظت کا تھا کہ تمام خطوط اور فرامین کی نقل  
 کی جاتی تھی۔ اور فرامین کو سر بھر کر کے بھیجتے تھے تاکہ کوئی شخص اس میں  
 رد و بدل نہ کر سکے۔

نہر کا محکمہ آپ نے قائم کر کے اتنی کثرت سے نہریں کھدوائیں کہ  
 لاکھوں ایکڑ زمین اس سے سیراب ہوتی تھی۔ اور تمام آدمی اور جانور اس  
 پانی پیتے اور استعمال کے لئے لیتے۔ اس سے پیداوار میں بے حد اضافہ  
 ہوا۔ اور لوگوں کو بہت آرام ملا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں بصرہ  
 میں ایک نہر کھدوائی تھی۔ اس کو آپ نے صاف کرایا۔ بچا را میں پہاڑ  
 کا ٹکڑا کر ایک نہر مکانی اور پہاڑوں کے گھاٹیوں میں تالاب بنوائے  
 جس سے جانور بھی سیراب ہوتے تھے۔ اور انسانوں کو بھی آرام ملتا تھا۔  
 آپ نے بہت سے نئے شہر آباد کرائے جن میں سے قیروان شہر  
 حمت شہر ہے۔ اس شہر کے وسط میں دارالامارت بنوایا۔ اور چاروں  
 طرف نہایت خوبصورت مکان بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اور



اس میں مسلمانوں کو آباد کیا۔ علاوہ شہر کے ان مقامات کے قریب مسلمانوں کی آبادیاں قائم کیں۔ جہاں کے لوگ فساد مچاتے اور مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے۔ تاکہ ان کے خوف سے تمام مسلمان ان کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔

غیر مسلموں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض ذمہ دار عہدے دیے تھے۔ مگر امیر معاویہؓ نے مسلم اور غیر مسلم کے حقوق میں فرق نہ رکھنے کا بنی ثبوت دیا۔ ابن اشمال عیسائی کو حمص کا کلکٹر اور سرحدوں اور منصور رومی کو مالیات کا افسر مقرر کیا۔

باوجود اس کے امیر معاویہؓ کو شام میں بہت بڑی قوت حاصل تھی اور وہاں یہودی اور عیسائی رہتے تھے۔ مگر امیر معاویہؓ نے کبھی ان کے مذہبی مراسم میں کوئی دست اندازی نہیں کی۔

تمام خلفائے زمیوں کے حقوق کا ویسا ہی خیال رکھا جیسا مسلمانوں کے حقوق کا۔ امیر معاویہؓ نے بھی اتنا خیال رکھا کہ سرکاری ضرورتوں کے لئے بھی کبھی ان کے حق میں دست اندازی نہیں کی۔

رعایا کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ روزانہ مسجد میں بیٹھ کر عام رعایا کو شکایت سننے کا موقع دیتے تھے۔ بچے۔ بوڑھے۔ دیہاتی۔ شہری۔ کمزور۔ لاوارث سب آتے اپنا درد کہتے۔ اُنسی وقت سب کے لئے انصاف کا حکم دیتے تھے۔ منظرہ یوں کی فریادیں کے بعد دربار آتے اور تخت پر بیٹھتے۔ اس وقت امرا اور حکام درجہ بدرجہ آتے۔ جب یہ اپنی اپنی

جگہ پر بھیجے جاتے تو امیر معاویہؓ ان سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان شرف بخشا ہے اس لئے تم کو چاہئے کہ جو لوگ ہمارے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ ان کی ضرورت تم مجھ سے بیان کیا کرو۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی ضرورت پیش کرتے اور امیر معاویہؓ ان ضرورتوں کو پورا کرتے۔

### مذہبی جذبات

آپ کی خلافت کے زمانہ میں افریقہ اور روم میں بکثرت اشاعہ اسلام ہوئی۔ افریقہ کے بربری بار بار مرتد ہوتے۔ پھر اسلام لانے کو اپنی حسن تدبیر سے درست کیا۔ آپ کے زمانہ میں بکثرت نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور پرانی مسجدوں کی مرمت کرائی گئی۔ بصرہ کی مسجد چھوٹی تھی اس میں بہت وسعت دی اور نہایت مضبوط بنوایا۔ قبرس میں ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی۔ مصر کی مسجدوں میں مینار نہ تھے۔ وہاں کی تمام مسجدوں میں آپ نے مینار بنوائے۔

### آپ کے اوپر الزامات اور اس کے مختصر جوابات

آپ پر آٹھ الزامات لگائے جاتے ہیں۔ (۱) حضرت امام حسنؓ کے دلوائے شکار۔ (۲) اہل بیت نبوی کے ساتھ ناپسندیدہ طرز عمل۔ (۳) جناب امیر پر سب و شتم۔ (۴) اصحاب رسولؐ کا قتل اور ان کی لوہین۔ (۵) اس

رز حکومت جا برا نہ تھا۔ (۶) بیت المال کو ذاتی خزانہ بنا لیا۔ (۷) حکومت کی  
 امام شیعہوں میں بنی امیہ کو بھردینا۔ (۸) بہت سی بدعتوں کا جاری کرنا۔  
 مختصر جوابات۔ (۱) حضرت امام حسنؑ کی زہر خورانی میں ان کا ہاتھ  
 و نایہ الزام بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ حضرت امام حسنؑ کا مزار صلح کمل  
 تھا۔ اُن سے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ بلکہ اُن کے بعد حضرت امام حسینؑ سے  
 مخالفت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے حضرت امام حسنؑ کی زندگی امیر معاویہؓ  
 کے لئے مفید ہو سکتی تھی نہ کہ ان کی موت۔ اور مستشرقین بھی اس کی شہادت  
 میں دیتے ہیں۔ (۲) آپ بنی ہاشم کے ساتھ عام طور سے اور اہل بیت  
 کے ساتھ خاص طور سے سلوک کرتے تھے۔ اور اُن کا بہت لحاظ کرتے  
 تھے۔ تمام تاریخیں اس کی شاہد ہیں۔ جس وقت حضرت امام حسنؑ سے  
 صلح ہوئی اور صلحنامہ لکھا گیا۔ اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنی ہاشم  
 پر برابر وظیفے دئے جائیں۔ اور اُن کو بنی امیہ پر ترجیح دی جائے وفات  
 کے وقت یزید کو جو وصیت کی اس میں یہ کہا کہ عراق و اُسے حضرت  
 ام حسینؑ کو تمھارے مقابلہ میں لائیں گے۔ مگر جب اُن پر قابو پا جاؤ  
 درگزر کرنا۔ اس لئے کہ وہ تمھارے قرابت دار اور رسول اللہؐ کے  
 رشتہ میں۔ اُن کا بڑا حق ہے۔ اور بنی ہاشم کو ضرورت کے وقت بہت  
 کچھ دیتے تھے۔ اور وہ امیر معاویہؓ کو سخت کلمے بھی کہتے تھے آپ اُن کی  
 سخت کلامی کو برداشت کرتے تھے۔ (۳) جناب امیرؑ کو برا کہنا جنگ  
 کے زمانہ میں بھی امیر معاویہؓ نے حضرت علیؑ کو کبھی برا نہیں کہا اور



حضرت علیؓ نے بھی امیر معاویہؓ کو برا نہیں کہا۔ امیر معاویہؓ کے دل میں  
 حضرت علیؓ کی بے انتہا عزت تھی۔ اُن کے فضائل کو مانتے تھے رہے۔  
 یہ الزام کہ اکابر صحابہ کو قتل کیا۔ یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ بہت سے  
 اصحاب رسولؐ تو اس واقعہ سے پہلے اس عالم سے اُٹھ چکے تھے۔ جو  
 باقی تھے وہ دونوں میں سے کسی کی طرف شریک نہیں ہوئے۔ اس لئے  
 کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ دو مسلمان آپس میں لڑیں تو دونوں جہنمی ہیں  
 لیکن باوجود اس کے بعض صحابہ شریک تھے۔ مگر دونوں طرف اس لئے  
 یہ الزام اگر ہو سکتا ہے تو دونوں طرف ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہؓ نہایت  
 نرم مزاج تھے۔ جنگ صفین میں انصار سب حضرت علیؓ کے ساتھ  
 تھے۔ امیر معاویہؓ نے کبھی اُسے بدلہ لینے کی فکر نہیں کی۔ بلکہ ان لوگوں  
 کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اُن کی سخت کلامی کو  
 برداشت کرتے تھے۔ (۵) جو لوگ امیر معاویہؓ کے طرز حکومت کو جابر  
 کہتے ہیں وہ ان کے زمانہ کا مقابلہ خلافت راشدہ کے زمانہ سے کر  
 رہے ہیں۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں سلطنت کا طرز شروع ہو گیا تھا۔  
 اس لئے ان کے زمانہ کا مقابلہ اور سلطنتوں سے کرنا چاہئے۔ امیر معاویہؓ  
 کے مزاج میں عدل و انصاف اور تحمل کا مادہ بہت تھا اس لئے وہ  
 ظالمانہ حکومت کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جو لوگ ان کی حکومت کا  
 اُلٹنا چاہتے تھے ان پر بیشک انھوں نے سختیاں کیں۔ جس سے  
 وہ مجبور تھے۔ امن پسند رعایا کے ساتھ نہایت محبت کا برتاؤ

رتے تھے اور ان پر بخشش بھی کرتے تھے۔ البتہ آپ کی حکومت میں بعض  
 مال سخت تھے۔ مگر جب ان کی بیجا سختی کی خبر معلوم ہوئی تھی تو اس کا  
 رازک کرتے تھے۔ مثلاً مغیرہ بن شعبہ یہ پہلے حضرت علیؓ کے طرفدار  
 تھے۔ مگر جب حضرت علیؓ نے ان کے مشورہ پر عمل نہ کیا تو یہ امیر معاویہؓ  
 کی طرف ہو گئے اسی لئے یہ بدنام ہوئے۔ مگر انھوں نے کبھی امیر معاویہؓ  
 کے مخالفین پر بھی سختی نہیں کی۔ ان سے زیادہ سخت زیادہ بن ابی سفیان  
 سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ لہصرہ کا حاکم کیا گیا اور وہاں جا کر تقریر کی  
 یہ کہا کہ میرے دل میں تمھارے جانب سے عداوت تھی لیکن آج  
 میں نے اس کو نکال دیا۔ کسی پر عداوت کی وجہ سے سختی نہ کروں گا۔ نہ  
 میں سے جو بُرا ہو اس کو اپنی بُرائی دور کرنی چاہئے۔ تم لوگ اپنی اطاعت  
 سے میری مدد کرو۔ مگر زیادہ بوجہ اس کے ضرور سختیاں کیں لیکن یہ  
 میں کی فطری سختی کا نتیجہ تھا۔ یہ جب حضرت علیؓ کے ساتھ تھا تو امیر معاویہؓ  
 کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتا تھا یہی حال عمرو بن العاصؓ کا  
 تھا۔ ان میں سختی کے مقام میں سختی اور نرمی کے مقام میں نرمی تھی۔ البتہ  
 ہمسرہ بن ابی ارقطہ وغیرہ بعض عمار ضرور ظالم تھے۔ مگر ان جیڈ ظالم  
 حکام کی وجہ سے عام حکم لگا دینا کہ ان کا طرز حکومت جابرانہ تھا یہ صحیح نہیں  
 یہ دیکھنا چاہئے کہ امیر معاویہؓ کا ان جابر حکام کے ساتھ کیا طرز عمل تھا  
 اور ان کے مظالم کا تدارک کرتے تھے یا نہیں۔

امیر معاویہؓ روزانہ مظالم کی تحقیقات اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے

مسجد میں بیٹھتے تھے اور ہر شخص کو عام اجازت تھی کہ جو چاہے آئے اور فریاد کرے۔ ایسی صورت میں کون عامل ظلم کر سکتا تھا اور اگر کوئی ظلم کرتا تو اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ اگر حکومت کے قابل نہ سمجھا جاتا تھا تو عہدہ سے معزول کر دیا جاتا تھا۔ اس کی تاریخ میں بہت مثالیں موجود ہیں۔ (۶) چھٹے اعتراض کی بھی کوئی اصل نہیں اس سے کہ کوئی تاریخ اس کی شہادت نہیں دیتی کہ امیر معاویہؓ نے بیت المال کا خزانہ عیش و عشرت لموعب میں اڑا دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حکمرانوں کی طرح انھوں نے فقر و فاقہ میں بسر نہیں کیا۔ بلکہ دنیا و دین کا توازن کی طرح آرام سے بسر کیا۔ مگر مسلمانوں کے کام میں اور اپنے سلطنت کے مضبوط کرنے میں کثیر روپیہ صرف کیا۔ اپنے زمانہ سلطنت میں انھوں نے بہت سے قومی کام کئے۔ فوجوں کی تعداد میں کثیر اضافہ کیا۔ بحری لڑائی کے لئے بیڑے بنوائے۔ قلعے بنوائے۔ لڑائیوں میں صرف کر کے فتحیں حاصل کیں۔ پولیس کو ترقی دی۔ خبر رسائی کا محکمہ قائم کیا۔ دفاتر بنوائے۔ نہریں کھدوائیں۔ اسلامی نوآبادیاں بنائیں۔ شہر بسائے۔ صحابہ وغیرہ کے وظیفے مقرر کئے۔ غربا کو درگاہ عدالتوں پر صرف کیا۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مفید قومی اور اسلامی کام کئے ان کے مقابلہ میں انھوں نے اگر کچھ اپنی سلطنت کے استحکام میں بہت قلیل اپنے آرام کے لئے صرف کر دیا تو کیا عیب کہہ سکتے ہیں؟ (۷) امیر کو ہر شعبہ کے ممتاز عہدوں پر رکھنا یہ الزام بھی صحیح نہیں ہے۔



یہ اس لئے کہ تاریخ شاہد ہے کہ نبی عباس وغیرہ بھی ممتاز عہدوں پر تھے۔ ہاں جنگی کاموں میں زیادہ تر نبی امیہ تھے۔ یہ اس لئے کہ وہ جنگی کام بہتر کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی فتوحات اس کی شاہد ہیں۔ (۸) بدعات کے پھیلانے کا الزام۔ یہ صرف اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ ان کی حکومت کا مقابلہ خلافت راشدہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی سلطنت سے مقابلہ کیا جائے تو ہرگز قابل اعتراض نہ ہو اگر کچھ بدعت کا انھوں نے رواج دیا تو اس سے کسی اسلامی اصول کو پامال نہیں کیا۔ اور کسی بڑی رسم کی بنیاد نہیں ڈالی۔ انھوں نے یہ بدعت جو جاری کی کہ جمہوری حکومت کو شخصی حکومت بنا دیا۔ یہ ضرور بہت بڑی بدعت تھی۔ جس سے بڑے نتائج پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ کوئی اور بدعت ایسی نہیں جس سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچا ہو۔

## آپ کا فضل و کمال

آپ فتح مکہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ اس لئے حضورؐ کی خدمت میں رہنے کا صرف ایک سال آپ کو موقع ملا۔ مگر حضورؐ کی توجہ آپ کی طرف بہت تھی۔ اور آپ کو علم کا شوق بھی بہت تھا۔ اس لئے آپ نے اس قلیل عرصہ میں احادیث اور سنت رسولؐ کا بہت سا علم حاصل کر لیا۔ حضورؐ نے آپ کے لئے دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ

مَعَاوِيَةَ الْكَتَابِ وَالْحِسَابِ وَوَقَّعَ الْعَذَابُ - ترجمہ - اسے  
 اللہ معاویہ کو کتاب اللہ اور حساب کا علم عطا فرما۔ اور عذاب سے بچا۔  
 اور اللہ صمد اجعلہ ہادیاً مھدیاً یا واثقاً یہ۔ ترجمہ - اسے  
 اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا۔ اور اُن کے ذریعہ سے ہدایت دے  
 حضور کی اس دعا کا اثر بھی آپ میں تھا۔

آپ نے خلفائے راشدین اور دوسرے اجل صحابہ سے بھی علم حاصل  
 کیا۔ آپ چھوٹے بڑے سب سے علم حاصل کرتے تھے۔ جو بات آپ کو  
 معلوم نہ تھی اس کے پوچھنے میں کسی سے شرم نہ کرتے تھے۔ آپ نے  
 بہت سے مسائل حضرت علیؓ سے حاصل کئے۔ آپ نے اپنی کوشش  
 اور محنت سے اپنے علم کو اس قدر بڑھا لیا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ  
 وغیرہ آپ کے تفقہ کے قائل تھے۔ حدیث کی کتابوں میں ۱۶۳ روایتیں  
 آپ سے ملتی ہیں۔

آپ مذہبی علوم کے علاوہ عرب کے مروجہ علوم بھی بہتر جاننے  
 تھے شعر و شاعری کا بہتر مذاق تھا۔ فرماتے تھے کہ شعر تہذیبِ خلاق  
 کا بہترین ذریعہ ہے۔ کتابت میں بھی آپ کو پوری مہارت تھی۔  
 اسی لئے حضورؐ نے آپ کو کاتب وحی کی خدمت عنایت فرمائی  
 تھی۔ تقریر پر آپ بہترین کرتے تھے۔ بڑے بڑے مجسودوں کو تقریر  
 سے اپنا ہم خیال بنا لیتے تھے۔

آپ نہایت مدبر سیاست دان تھے۔ باوجود اس کے آپ ایامِ عمر

اخبار عرب۔ اخبار رنجم اور بادشاہان عجم کے حالات اور ان کے سلطنت کے طریقے۔ اور ان کی لڑائیوں کے حالات اور دوسری سلطنتوں کے عروج و زوال کے حالات روزانہ سنتے تھے۔ اور عبید بن بشر یہ ایک بڑے عالم تھے ان کو حکم دیا تھا کہ تمام حالات قلمبند کریں۔ انھیں کے زمانہ میں تاریخ کی بنیاد پڑی۔

علامہ فخری کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ دنیا کے سمجھنے والے اور نہایت سمجھدار اور حلیم اور بیدار مغز بادشاہ تھے۔ سیاست و تدبیر میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ اس زمانہ کے تمام اکابر ان کی سیاست دانی کو مانتے تھے۔ حضرت عمرؓ جو خود بڑے مدبر تھے۔ ان کو کسب سے عرب کہتے تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ معاویہؓ اگر حاکم بنائے جائیں تو خلق اللہ کے ساتھ نیکی کریں گے۔ امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت سے حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت سے مجھے خلافت کی طمع ہوئی۔ تاکہ نیکی کرنے کا موقع ملے۔

## اخلاق و عادات

آپ کو خدا کا بے حد خوف تھا۔ آپ کے سامنے اگر قیامت کا تذکرہ ہوتا تو آپ کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا۔ اور روتے روتے یحییٰ ہو جاتے اپنی دنیاوی شہر شوں کا ان کو ہمیشہ افسوس رہا۔ مرتے وقت آپ کہتے تھے کہ کاش میں قریش کا ایک معمولی شخص ہوتا اور ان معاملات



میں نہ پڑتا۔

آپ کی حکومت اگرچہ شخصی تھی۔ مگر آپ حق بات کے قبول کرنے میں شرم نہ کرتے تھے۔ ایک بار حضرت ابو مریم ازویؓ نے کہا رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا جس کو مسلمانوں کا ولی بنائے۔ اگر وہ اُن کی حاجتوں سے آنکھ بند کرے تو قیامت کے دن خدا بھی اُس کی حاجت پوری نہ کرے گا۔ امیر معاویہؓ پر اس کا اثر ہوا۔ آپ نے عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ایک مستقل آدمی مقرر کر دیا۔

امیر معاویہؓ باوجود اس قدر دنیاوی جاہ و جلال کے بے حد متحمل مزاج تھے۔ ناگوار سے ناگوار باتیں برداشت کر لیتے تھے۔ قرش خصوصاً بنی ہاشم آپ کو سخت سے سخت باتیں کہتے آپ کبھی اُس کو مذاق میں ٹال دیتے اور کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ گویا اُن کی باتیں آپ نے سنی ہی نہیں۔ اس سختی پر آپ بنی ہاشم کو اپنے یہاں مہمان بناتے اور اُن کی بے حد خاطر کرتے اور اُن کو دیتے۔

آپ نے انتہا فیاض تھے۔ موافق مخالف سب کو دیتے تھے۔ ایک بار عقیل بن ابی طالبؓ آپ کے پاس آئے اور چالیس ہزار روپیہ کی ضرورت بیان کی۔ آپ کو اور آپ کے باپ کو نہایت سخت کلمات کہے۔ باوجود اس کے آپ نے اُن کو چالیس ہزار روپیہ دے کر اکثر بنی ہاشم اُن کو برا کہتے تھے مگر آپ اس کی پروا نہ کرتے تھے۔ اُن کے اور اُن کی اولاد کے وظائف مقرر کرتے تھے۔ اہل حاجت اپنی

ضرورتیں پیش کرتے تھے۔ اُن کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ کبار صحابہ کے اور اُن کی اولاد کے وظائف مقرر تھے۔ آپ کے اس فیاضی کے وصف کے موافق مخالف سب قائل تھے۔

اہمات المؤمنین کے وظائف مقرر تھے۔ اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً زائد رقم بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کو بہت زیادہ دیتے تھے۔ بعض دفعہ تین ہشت ایک ایک لاکھ کی رقم آپ نے ان کی خدمت میں پیش کی ہے۔

باوجود اس جا۔ و جلال کی حکومت کے امیر معاویہؓ میں غرور نہ تھا۔ عام مسلمانوں سے اپنے کو ممتاز نہ سمجھتے تھے۔ ایک بار امیر معاویہؓ آئے حضرت عبداللہ بن عاصمؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیٹھے تھے۔ آپ کو دیکھ کر عبداللہ بن عاصمؓ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس سے خوش ہوتا ہے کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہوں اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اس لئے تم لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔

## آپ کے اخلاقی اصول

آپؐ فرماتے تھے کہ میں اپنے نفس کو اس سے بلند دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرا گناہ میرے عفو سے اور میرا جمل میرے علم سے زیادہ ہو۔ کسی کا عیب اپنے پردہ میں چھپاؤں یا میری برائی میری بھلائی سے

سے زیادہ ہو شریف کے لئے یا کد امنی زینت ہے۔  
 فرماتے تھے کہ خدا نے بندہ کو جو نعمتیں عطا کی ہیں اُن میں سب سے  
 افضل عقل اور علم ہے۔ اس کی وجہ سے جب آدمی کو کوئی یاد کرتا ہے تو وہ  
 بھی اُس کو یاد کرتا ہے۔ اور جب اُس کو دیتا ہے تو وہ اُس کا شکر ادا کرتا  
 ہے۔ اور جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر سے کام لیتا ہے اور  
 جب غصہ آتا ہے تو پی جاتا ہے۔ اور جب قابو پاتا ہے تو درگزر کرتا ہے  
 اور جب اُس سے کوئی بُرائی ہو جاتی ہے تو اُس کی معافی چاہتا ہے۔  
 اور جب وعدہ کرتا ہے تو اُس کو پورا کرتا ہے۔

### ۴۔ وحشی بن حربؓ

آپ کا نام وحشی اور ابو سہمہ کنیت تھی۔ اور حضرت جبر بن  
 مطہرؓ کے غلام تھے۔ جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ نے حضرت جبر بن  
 مطہرؓ کے چچا کو قتل کیا تھا اس لئے اُحد کی لڑائی میں جبر بن وحشی  
 سے کہا کہ اگر تم حضرت حمزہؓ کو شہید کر دو تو ہم تم کو آزاد کر دیں۔ وحشی فوراً  
 تیار ہو گیا۔ جب حضرت حمزہؓ مشرکین کے نامی پہلوان سباع کو مار کر  
 لوٹے تو وحشی ایک چٹان کی آڑ میں بیٹھا ہوا تھا نکل کر فوراً اسی ایسا  
 نیزہ مارا کہ ٹاٹ کے پار ہو گیا۔ اور حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ حضورؐ کو  
 حضرت حمزہؓ کی شہادت کا سخت رنج ہوا۔ اس لئے وحشی کے بابت  
 یہ حکم ہو گیا کہ جہاں ملے قتل کر دو۔ جب فتح مکہ ہوا تو یہ بھاگ کر



طائف چلے گئے۔ جب طائف کا وفد حضورؐ کی خدمت میں جانے لگا تو لوگوں کی صلاح سے یہ بھی اس وفد کے ساتھ ہو گئے کیونکہ یہ معلوم تھا کہ حضورؐ سفر ار کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ مدینہ پہونچ کر کلمہ پڑھتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آپؐ کو اگرچہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کا سخت رنج تھا۔ مگر وحشی سفر ار کے ساتھ آئے اور مسلمان ہو کر آئے اس لئے آپؐ نے ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کیا و وحشی سے پوچھا کہ تم ہی نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ عرض کیا حضورؐ نے جو سنا ہے صحیح ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو تم اپنا چہرہ مجھے نہ دکھلاؤ۔ وحشی فوراً ہٹ گئے مگر سخت بے چین رہے۔ یہ جانتے تھے کہ کوئی ایسی خدمت کریں جس سے حضرت حمزہؓ کی شہادت کی تلافی ہو۔ حضورؐ کی زندگی میں تو اس کا موقع نہ مل سکا۔ مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں اسلام کے بہت بڑے دشمن مسلمانہ کذاب کو اسی نیزہ سے آپؐ نے قتل کیا جس نیزہ سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اس وقت آپؐ کو اطمینان ہوا کہ اب شاید یہ خدمت مقبول ہو اور حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے کے قصور کا کفارہ ہو جائے۔

## ۲۶۔ یزید بن ابی سفیانؓ

آپؐ کا نام یزید اور ابو خالد کنیت اور خیر لقب تھا۔ اہل معاویہ کے سونپتے بھائی تھے۔ نہایت نیک اور سلیم الطبع تھے۔ اس نے

آپ کو بڑا لکھنچر کہا کرتے تھے۔

فتح بکر کے بعد انہی خاندان کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے۔ پہلے عزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضورؐ نے اس عزوہ کے مال غنیمت سے آپ کو چالیس اوقیہ سونا اور سواونت مرہمت فرمائے اور قبیلہ بنی مرہاس کا آپ کو امیر بنایا۔

آپ نہایت دلیر اور بہادر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شام کی فوج کشی میں آپ کو لشکر کا سردار کر کے بھیجا۔ اور روانگی کے وقت کچھ دور پیادہ پارخصت کرتے گئے۔ اور رخصت کرتے وقت آپ کو یہ نصیحتیں کیں۔

شام میں تارک الدنیا سب ملیں گے۔ ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ کچھ لوگ ایسے ملیں گے جو بیچ سے سرمٹا سٹے ہوں گے ان کے اسی حصہ پر تلوار مارنا۔ عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں کو نہ مارنا۔ کھلے پھولے درخت کو نہ کاٹنا۔ آبادیوں کو نہ تیراں نہ کرنا۔ بکری اور اونٹ کھانے کے علاوہ بے کار نہ ذبح کرنا۔ درختوں کو نہ جلانا۔ کسی کو پانی میں نہ ڈوبانا۔ خیانت اور بدولی نہ کرنا۔

اس کے بعد حضرت یزیدؓ روانہ ہو کر شام پہنچے اور بنوالدین ولیدؓ کے ساتھ بصرہ پر حملہ کیا۔ بصرہ والوں نے صلح کر لی۔ پھر فلسطین۔ اجنادین۔ اردن کو فتح کرتے ہوئے ابو عبیدہ بن الجراح سے جا ملے۔ انھوں نے ان کو ساحلی علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ وہاں حضرت عمرؓ

بن العاصؓ کے ساتھ آپ نے ساحلی علاقوں کو فتح کیا۔

دمشق میں باب صغیر سے لیکر باب کیسان تک آپ کی نگرانی تھی۔ دمشق کی فتح کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے یہاں آپ کو اپنا قائم مقام کر دیا۔ اور خود حصص چلے گئے۔ یرموک کی مہم میں بھی آپ فوج کے ایک حصہ کے افسر تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو فلسطین کا حاکم بنایا۔ اور قیساریہ کی مہم ان کے سپرد کی۔ یزیدؓ اہل فوج سے قیساریہ پہنچے۔ وہاں اپنے بھائی امیر معاویہؓ کو مہم سپرد کر کے پھر فلسطین لوٹ آئے۔ امیر معاویہؓ نے یہ مہم سر کی۔

۱۸ھ کے آخر یا ۱۹ھ کے شروع میں شام میں طاعون کی بیماری سے آپ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنِّیْ

۲۷۔ ابوامامہ پاریؓ

آپ کا نام صدیقی اور ابوامامہ کنیت تھی۔ آپ فتح مکہ سے بہت پہلے اسلام لائے۔ صلاح حدیبیہ اور بیعت الرضوان میں شریک رہے۔ حضورؐ نے ان کو ان کے قبیلہ میں دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر یہ کہا کہ میں مسلمان ہو چکا اور حضورؐ نے مجھے تمھارے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو اسلام کی خوبیاں سمجھانی شروع کیں۔ انھوں نے نہ مانا



آپ کو پیاس معلوم ہوئی۔ پانی مانگا۔ آنکھوں نے نہ دیا۔ اور کہا کہ تم ترپ  
 ترپ کر مر جاؤ مگر تم کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں مل سکتا۔ آپ مایوس  
 ہو کر زمین پر لیٹ رہے۔ نیند آئی سو گئے۔ سوکر اٹھے تو پیاس کا نام بھی  
 نہ تھا۔ ایک شخص نے کھجوریں اور دودھ لاکر دیا۔ آپ نے فرمایا اب  
 مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔ خدا نے مجھے سیراب کر دیا۔ پھر آپ  
 کو شش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔  
 جنگ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد  
 آپ نے شام میں سکونت اختیار کر لی۔ اور یہیں خلیفہ عبدالملک  
 اموی کے زمانہ میں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر  
 ۱۰۶ برس کی تھی۔

آپ کو حدیث نبوی کی تبلیغ اور اشاعت کا بے حد شوق تھا۔ جہاں  
 دو چار آدمی ایک جگہ اکٹھا مل جاتے آپ حدیث سنانے لگتے۔ اور  
 فرماتے کہ سناؤ اور سمجھو اور دوسروں تک پہنچاؤ۔ حضورؐ نے اللہ تعالیٰ  
 کے احکام ہم تک پہنچائے۔ اب تم تک پہنچائے ہیں تم دوسروں  
 تک پہنچاؤ۔

سلمان بن حبیبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم چند آدمی ابوامامہ  
 کے پاس جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ مسلمانوں کے لئے  
 جھوٹ اور تعصب سے بہت ڈرتے تھے۔ اس لئے ہم لوگ خبردار  
 جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اور تعصب سے بہت بچتے رہنا۔ حضورؐ کا یہ

نہم نے تم کو پہنچا دیا۔ اب تم بھی دوسروں تک پہنچا دینا۔  
 آپ کی روایت سے ۲۵۰ حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ یہ  
 کے فضل و کمال کی کافی دلیل ہے۔

### ۲۸۔ حضرت ابو بصیرؓ

آپ کا نام عقبہ اور ابو بصیر کنیت تھی۔ آپ فتح مکہ سے بہت  
 مسلمان ہوئے اور اسلام لائے کے جرم میں مشرکین نے آپ کو قید  
 رکھا تھا۔ اور طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے  
 بعد جب حضورؐ مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ کسی طرح سے قید سے  
 بچ کر حضورؐ کے پاس پہنچے۔ اس وقت صلح ہو چکی تھی۔ اور اس میں ایک  
 شرط یہ بھی تھی کہ جو مسلمان مشرکین کے پاس سے بھاگ کر حضورؐ کی  
 خدمت میں حاضر ہو حضورؐ اس کو واپس کر دیں گے۔ اس لئے مشرکین  
 وہ شخصوں کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ ان کو واپس کر دیں  
 یہ حضورؐ یہ سمجھتے تھے کہ واپسی پر مشرکین ان پر اور زائد سختی کریں گے۔  
 معاہدہ کی پابندی کے خیال سے حضورؐ نے فرمایا کہ ہم نے ان  
 سے جو معاہدہ کیا ہے تم کو معلوم ہے۔ ہمارے مذہب میں  
 عہد کی اور فریب بہت بڑی چیز ہے۔ اس لئے اس وقت تم وہیں  
 لے جاؤ۔ آئندہ تمہاری اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کی رہائی کی عطا  
 کی دوسری صورت کروے گا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور قریش

کئے آدمیوں کے ساتھ واپس چلے گئے۔

ذوالخلیفہ پہنچ کر دونوں آدمی کھجور کھانے کے لئے ٹھہر گئے اور  
 نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تمہاری تلوار بہت اچھی ہے دو  
 نے بھی ان کی تائید کی اور تلوار میان سے نکال کر کہا۔ خدا کی  
 نہایت اچھی تلوار ہے۔ میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ آپ  
 کہا لاؤ میں ذرا دیکھوں۔ اس نے تلوار دیدی۔ آپ نے اسی  
 سے ایک کوٹو وہیں ڈھیر کر دیا۔ دوسرا خوف سے بھاگ نکلا اور  
 میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا اتنے میں ابو  
 بھی پہنچ گئے۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری ذمہ داری  
 سے بری کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ان کو کچھ مددگار مل جائے  
 یہ جنگ کے بھر کا نئے کا آئے ہیں۔ اب یہ میرے یہ سناتے ہیں کہ  
 مجھے پھر واپس کر دیں گے۔ اس لئے ساحلی مضافات کی طرف  
 گئے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابو جندلؓ بھی وہاں پہنچے  
 اور مظلوم مسلمانوں نے سناتے بھاگ بھاگ کر یہیں پہنچنے  
 چند دنوں میں اچھی خاصی جماعت ہو گئی۔ قریش کا تجارتی قافلہ  
 طرہ سے گزرا کرتا تھا۔ ان لوگوں نے قافلوں کو لوٹنا اور ان لوگوں  
 قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان لوگوں نے عاجز آ کر حضورؐ کے پاس  
 بھیجا کہ خدا کے لئے اس مصیبت سے آپ مجھے نجات دلاؤ  
 اور آئندہ سے جو مسلمان بھاگ جائے گا۔ وہ آزاد ہے۔ اس نے



مورے نے اس گروہ کے پاس لکھ بھیجا کہ ابو جندل اور ابو بصیر ہمارے  
 میں چلے آئیں۔ اور دوسرے لوگ اپنے اپنے گھر واپس چلے جائیں  
 بصیر نے حضور کا نام مبارک پڑھا۔ اُس وقت وہ بستر مرگ پر  
 پڑھتے پڑھتے آپ نے دم توڑ دیا۔ حضرت ابو جندل نے جنازہ  
 نکال کر پڑھا کہ اُن کو وہیں دفن کر دیا۔ اور خود حضور کی خدمت میں  
 حاضر ہوئے۔

### ۲۹۔ حضرت ابوبکرؓ

آپ کا نام بقیع اور ابوبکرہ کنیت تھی۔ طائف کے ایک  
 میں کے غلام تھے۔ جب حضور نے طائف کا محاصرہ کیا تو عام اعلان  
 دیا کہ جو آزادانہم سے آکر ملے اُس کو امن ہے۔ اور جو غلام ہمارے  
 میں چلا آئے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان سے بہت سے غلام آ کر  
 قرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ انھیں میں سے ایک حضرت ابوبکرؓ  
 ہی تھے۔ یہ آزاد ہو گئے مگر اپنے آپ کو حضور کی غلامی میں دیکھا اور  
 ان سے فرماتے تھے کہ میں تمھارا دینی بھائی ہوں۔ اور سرکار  
 دہالم کا غلام ہوں۔

اس وقت سے حضرت عمرؓ کے آغاز خلافت تک مدینہ منورہ ہی  
 میں رہے۔ جب بصرہ آباد ہوا تو وہاں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت  
 عثمانؓ کی شہادت کے وقت اور اس کے بعد جو فتنے ہوئے ان میں

کے کسی میں بھی شریک نہیں ہوئے۔ جنگ صفین میں بھی کسی طرف  
شریک نہیں ہوئے۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں آپ  
بصرہ میں وفات پائی۔

اگرچہ آپ بہت آخر میں مسلمان ہوئے مگر حضورؐ کی غلامی کے  
سے آپ کو حضورؐ کی محبت میں رہنے کا زیادہ موقع ملا۔ اس  
سے آپ نے حضورؐ سے کافی فیض حاصل کیا۔ حدیث کی کتابوں  
آپ کی روایت سے ۱۳۲ حدیثیں ہیں۔ آپ نہایت عابد و زاہد  
سرگرم تھے و ہم تک بکثرت عبادت کرتے رہے۔

### ۴۔ حضرت ابو جندل بن سہیلؓ

آپ کا نام عاص اور ابو جندل کنیت تھی۔ آپ صلح حدیبیہ  
سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کے والد سہیل نے اس  
لانے کے جرم میں آپ کو بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا۔ کئی برس قید  
طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنے رہے۔ سہیل نے صلح حدیبیہ کے وقت  
پھر بیڑیاں پہنے ہوئے آئے۔ اور انہی کو مسلمانوں کے سامنے  
کیا۔ ان کے باپ وہاں موجود تھے۔ انھوں نے کہا کہ شرائط صلح  
کرنے کا یہ پہلا موقع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ابھی صلح نامہ مکمل نہیں  
سہیل نے کہا کہ اگر ابو جندل واپس نہ گئے تو ہم کسی شرط پر بھی  
شکریں گے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ مگر وہ کسی طرح نہ مانے تو حضورؐ

ابو جندل کو حوالہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ابو جندل کو کافروں نے اتنا مارا تھا کہ ان کے بدن پر بے انتہا نشانات پڑ گئے تھے۔ جب ابو جندل نے یہ دیکھا کہ حضورؐ مجھے کافروں کے حوالہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو اپنے بدن کے تمام نشانات مسلمانوں کو دکھلا کر کہا کہ مسلمانو! کیا تم پھر مجھے ظلم کا نشانہ اور مصیبت میں مبتلا رہنے کے لئے کافروں کے حوالہ کئے دیتے ہو۔

ان کی فریاد پر حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے عرض کیا۔ کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں۔ فرمایا بے شک ہوں۔ پھر پوچھا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک ہیں۔ پھر عرض کیا تو ہم دیکر صلح کیوں کریں۔ آپ نے فرمایا میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہی میرا مددگار ہے۔

ابو جندل کو آپ نے اسی طرح واپس کر دیا۔ اور فرمایا ابو جندل صبر اور ضبط سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کے لئے کوئی راستہ پیدا کرے گا۔ ہم صلح کر چکے اور صلح کے بعد بد عہدی نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد ابو جندل واپس چلے گئے۔

کچھ دنوں کے بعد کسی طرح قید سے چھوٹ کر ابو بصیرؓ کے پاس پہنچے۔ اور عرصہ تک انھیں کے ساتھ رہے۔ جب کفار مکہ نے صلح نامہ سے وہ وقت نکال دی جس کے دو سے حضرت ابو جندلؓ واپس کر دئے گئے تھے تو حضورؐ نے ان کو ابو بصیرؓ کو مدینہ واپس بلا بھیجا۔



ابو بصیر کا وہیں انتقال ہو گیا۔ ابو جندل مدینہ واپس آئے۔ یہاں آنے کے بعد جس قدر عز و ات ہوئے سب میں شریک رہے۔ حضورؐ کی زندگی تک مدینہ منورہ میں رہے۔ شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ پانچ چھ سال تک براہِ جہاد میں شریک رہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں آپؐ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنِّہٖ

### ۳۔ حضرت اوسفیان بن حارثؓ

آپ کا نام مغیرہ اور اوسفیان کنیت تھی۔ آپ کے والد حارث حضورؐ کے حقیقی چچا تھے۔ اور آپ نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔ اس لئے آپ حضورؐ کے چچرے اور رضاعی بھائی تھے۔ لڑکپن اور جوانی میں حضورؐ کو آپ سے اور آپ کو حضورؐ سے بڑی محبت تھی۔ ظہور اسلام کے بعد آپ حضورؐ کے سخت مخالف ہو گئے۔ فتح مکہ کے پہلے مشرکین کے ساتھ جتنی لڑائیاں ہوئیں اُس میں اسلام کی بیج کنی اور حضورؐ کی مخالفت میں آپ نے اپنی کوئی امکافی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ شاعر تھے حضورؐ کی ہجویں بھی کہتے تھے اور اس تمام کوچہ و بازار میں سناتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ اُس کا جواب دیتے تھے۔ ۲ سال آپ کا یہ طریقہ رہا۔ فتح مکہ سے کچھ دنوں پہلے جب حضورؐ فتح مکہ کی تیاریاں کر رہے تھے

تھے اور مکہ میں آپ کی آمد کی خبر پھیل رہی تھی ابوسفیانؓ نے ایک دن اپنی بیوی سے کہا کہ محمدؐ آیا جاتے ہیں۔ تم لوگ یہاں سے نکل چلو۔ نیک بیوی نے جواب دیا کہ تمام عرب و عجم محمدؐ کا مطیع ہوتا جاتا ہے۔ اور تم اب تک اُسی عداوت پر قائم ہو۔ حالانکہ تم پر ان کی مدد کا سب سے زیادہ حق ہے۔ ان کی بات دل پر اثر کر گئی۔ اسی وقت سواری متگا کر اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل نکلتے۔ اس وقت حضورؐ ابواء تک پہنچ چکے تھے۔ ڈرتے ڈرتے اس مقام پر آئے۔ اور دفعۃً حضورؐ کے سامنے آ گئے۔ حضورؐ نے منہ پھیر لیا۔ آپ دوسرے رخ پر گئے۔ حضورؐ نے اُدھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر مسلمان ان کو پکڑنے لگے۔ آپ ڈرے کہ اب جان نہ بچے گی۔ حضورؐ کے رحم و کرم اور معافی اور حضورؐ کے ساتھ اپنی قرابتوں کا واسطہ دلا کر مسلمانوں کو روکا۔

چونکہ ابوسفیانؓ کا تقریباً ۴۰ سال کا زمانہ حضورؐ کی مخالفت اور حضورؐ کی اور مسلمانوں کی انذار سانی اور اسلام کی بیخ کنی میں گزرا تھا اس لئے معافی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ جب آپ بالکل مایوس ہو گئے تو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے سفارش کر دی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگرچہ وہ میرے چچا کے لڑکے ہیں مگر میری مخالفت اور میری ابر و نیری میں اُنھوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اس لئے مجھے ان کی پروا نہیں جب اس تدبیر سے بھی کام نہ چلا تو اپنی پچھلی زندگی سے سخت ناام

ہوئے اور کہنے لگے کہ اب میں جاتا ہوں در بدر مارا مارا پھروں گا۔ بھوک  
 پیاس سے تڑپ تڑپ کر جان دیدوں گا۔ حضورؐ سے جب ان کا یہ  
 ارادہ سنا تو رحم اگیا۔ سامنے آنے کی اجازت دیدی۔ دونوں باب بیٹے  
 سامنے آئے۔ اور کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت علیؑ کو  
 حکم دیا کہ اسے چیمے بھائی کو لجاؤ۔ وضو اور نماز کی تعلیم دو پھر میرے  
 پاس لاؤ۔ حضرت علیؑ نے لے جا کر ان کو نہلایا اور حضورؐ کے پاس  
 لائے۔ حضورؐ نے خود نماز پڑھائی۔ پھر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اعلان  
 کرو کہ ابوسفیان سے تمہارا اس کا رسول راضی ہو گیا۔ اس لئے  
 اب تم لوگ بھی راضی ہو جاؤ۔

اسلام کے بعد سب سے پہلے آپ فتح مکہ میں شریک ہوئے پھر  
 حنین میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔ حضورؐ کے بچانے اور حضورؐ کی  
 مدد میں اپنی جان کی مطلق پروا نہ کی۔ اس وقت حضورؐ آپ سے اس قدر  
 خوش ہوئے کہ فرمایا خدا کی قسم تم میرے بھائی ہو۔ حضورؐ کی اس شفقت  
 کو دیکھ کر آپ نے حضورؐ کے قدم مبارک چوم لئے۔ اور حضورؐ کی  
 سواری کی لگام تھام کر مشرکین سے مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے حضورؐ  
 نے اس جانتا زمی پر خوش ہو کر آپ کو اسد اللہ اور اسد الرسول  
 کا لقب عنایت فرمایا۔ اس کے بعد طائف وغیرہ جتنے غزوات  
 ہوئے سب میں حضورؐ کے ساتھ رہے۔

حضورؐ کی وفات پھر دفعۃً اپنے بھائی نوفل کی موت سے دنیا سے



ایسے ول پر داشتہ ہوئے کہ خدا سے عرض کرتے تھے کہ رسول اللہ ص اور  
 بھائی کی موت سے زندگی کا لطف کھو دیا۔ اس لئے آپ ﷺ جلد اٹھا  
 لے۔ خدا نے دعا قبول کر لی۔ چند ہی دنوں کے بعد حج کے موقع پر علیل  
 ہوئے مدینہ آکر خود اپنی قبر کھود ڈالی۔ آپ کے اہل خانہ نے لگے۔ آپ  
 نے شرف پایا۔ تھے کیوں ہوا اسلام لانے کے بعد سے مجھ سے کوئی لغزش  
 نہیں ہوئی اس لئے مجھے اپنی مغفرت کی پوری امید ہے۔ قبر کھود ڈالنے  
 کے تیسرے دن آپ نے وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے جنازہ کی نماز  
 پڑھائی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ انا للہ الخ  
 اسلام لانے کے بعد سے ہر وقت اسلامی کاموں کا آپ کو جوش رہا  
 رات دن کا زیادہ حصہ آپ کا نماز میں گزرتا تھا۔ آپ کے اس جوش  
 کو دیکھ کر حضور بہت خوش ہوتے تھے۔ حضور جس طرح آپ کو بچپن میں  
 محبوب رکھتے تھے۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد بھی دوست رکھتے  
 لگے اکثر فرماتے تھے۔ صاحب اہلی امیر کے عزیزوں میں بہتر ہیں۔ ابوسفیان  
 بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضور کی وفات پر آپ نے  
 ایک نہایت دردناک مرثیہ لکھا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور  
 کی مفارقت کا ابوسفیان پر کیا اثر پڑا۔

حضرت ابوسفیان بن حربؓ

آپ کا نام حمزہؓ اور ابوسفیان کنیت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا

خاندان نہایت معزز تھا۔ قریش کا قومی نشان اس خاندان میں تھا۔  
ظہور اسلام کے وقت حضرت ابوسفیانؓ اس عہدہ پر ممتاز تھے۔

ظہور اسلام کے وقت اسلام کی سب سے زیادہ مخالفت سرداران  
قریش ہی نے کی تھی۔ یہ بھی قریش کے سردار تھے۔ اس لئے حضورؐ کی  
ایدارسانی اور اسلام کے مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے  
رہے اور ہر ایسے معاملہ میں آپؐ اس جماعت کے سرگروہ رہتے تھے۔  
حضورؐ کے قتل کی جو سازش ہوئی تھی اس میں بھی آپؐ شریک تھے۔  
فتح مکہ سے پہلے جتنی لڑائیاں ہوئیں سب میں آپؐ کا زبردست ہاتھ تھا۔ بدر  
میں جب تمام سرداران قریش مارے گئے اس وقت آپؐ تجارت کے  
قافلہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے اس لئے اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔  
بدر میں ابو جہل وغیرہ مارے جا چکے تھے اس لئے قریش کے سردار  
اب ابوسفیان ہی ہوئے۔ اب ان کو مقتولین بدر کا بدلہ لینا ضروری  
تھا۔ اس لئے دوسو سواروں کا دستہ لیکر مدینہ پہنچے۔ ایک یہودی  
کے مکان پر قیام کیا۔ اس نے بے حد خاطر داری کی۔ اور اس مہم کے  
متعلق بہت سی راز کی باتیں بتلائیں۔ صبح کو ابوسفیان نے مدینہ کے  
قریب عریض پر حملہ کر کے کھجور کے باغات جلا دیے۔ ایک انصاری کو  
قتل کر کے لوٹ آئے۔ حضورؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے اُن کا پیچھا کیا۔ مگر  
ابوسفیان بہت آگے نکل گئے تھے۔ اس لئے واپس آئے۔

اس کے بعد عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن ربیعہ وغیرہ

ان کے پاس آئے کہ اپنے تجارت کے قافلہ کا کل نفع دلوادیکئے تاکہ ہم مسلمانوں سے بدر کے بدلہ کا سامان کریں۔ سب نے خوشی سے سامان نفع دیدیا۔ قریش نہایت سامان کے ساتھ مسلمانوں کی بیچکئی کے لئے روانہ ہوئے۔

قریش نے مدینہ کے قریب کوہ احد پر فوجیں اتار دیں۔ حضورؐ ساری سو جاں نثاروں کی مختصر جماعت لے کر ان کے دافع کرنے کے لئے پہنچے۔ احد پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے اُن کو ہرا دیا مگر فوج نے بھلے حصہ نے (جس کو حضورؐ نے حفاظت کے لئے رکھا تھا) مال غنیمت کے طمع میں اس مقام کو چھوڑ دیا۔ مشرکین نے فوج کے آخری حصہ کو خالی پا کر اُس پر حملہ کر دیا۔ مسلمان اس ناگہانی حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ بہت بڑی طرح پیچھے ہٹ گئے۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ حضورؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ دندان مبارک شہید ہو گئے حضورؐ کے پاس چند جاں نثاروں کے سوا کوئی نہ رہ گیا۔ ہر شخص بدحواس تھا۔ اتنے میں حضورؐ کے شہادت کی خبر اڑ گئی۔

ابوسفیان یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے۔ پہاڑ پر چڑھ کر حضورؐ کو پوچھا کہ محمدؐ ہیں۔ حضورؐ نے منع فرمادیا تھا اس لئے کسی نے جواب نہ دیا پھر حضرت ابوبکرؓ کو پھر حضرت عمرؓ کو پوچھا۔ کوئی جواب نہ ملا تو یہ سمجھے کہ سب ختم ہو گئے۔ حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا پکار اٹھے کہ اودشمن خدا تیرے رسوا کرنے کو سب زندہ ہیں یہ سن کر اُس نے ہل



کی ہے پکاری کہ اَعْلُ هَبْلٌ (ہبل بلند ہو) صحابہ نے حضور کے حکم سے  
 نعرہ لگایا اللہ اَعْلٰی وَاَجَلٌ۔ اللہ ہی برتر اور بڑا ہے ابوسفیان نے کہا  
 لَنَا عِزٌّ وَلَا عِزٌّ لَكُمْ ہمارے پاس ہمارا محبوب و عزیزی ہے اور  
 تمہارے پاس نہیں۔ صحابہ نے جواب دیا۔ اللہ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی  
 لَكُمْ۔ خدا ہمارا مالک ہے اور تمہارا کوئی مالک نہیں۔

ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کا جواب ہے۔ حضرت عمرؓ نے  
 فرمایا ہمارے شہدار جنت میں ہیں اور تیرے مقتولین جہنم میں۔  
 جنگ کے ختم ہونے کے بعد حضور نے احتیاطاً قریش کے تعاقب  
 کے لئے ستر آدمی بھیجے تاکہ وہ دوبارہ لوٹ نہ سکیں۔ دوسرے دن  
 حضور خود بھی حمراء اوسد تک تعاقب کے لئے تشریف لے گئے  
 ابوسفیان بھی پھر مسلمانوں پر حملہ کے لئے واپس آنے کی تیاری کر رہے  
 تھے کہ قبیلہ خزاعہ کے سردار سعید سے ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان نے  
 اُن سے اپنا خیال ظاہر کیا۔ انھوں نے کہا میں ابھی دیکھتا ہوں آ رہا  
 ہوں۔ مسلمان اس سامان سے آ رہے ہیں کہ اُن کا مقابلہ دشوار ہے  
 پیچھے ہٹ کر ابوسفیان نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

اُحد کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف تحریک شروع  
 کر دی ابوسفیان اُس میں بھی اُن کے مددگار رہے۔ جب عرب کے تمام  
 قبیلوں نے مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہا تھا۔ اس میں بھی  
 ابوسفیان سب کے سردار تھے۔ یہ جنگ حنین کے نام سے مشہور ہے۔

سلسلہ میں جب حضورؐ نے تمام بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے نامے بھیجے۔ تو اس میں ایک خط ہرقل کے نام بھی تھا۔ ہرقل نے حضورؐ کے حالات دریافت کرنے چاہے۔ قریش کا ایک قافلہ مشام گیا تھا۔ ہرقل نے اس قافلہ کو بلا بھیجا۔ تمام وزراء سلطنت کے سامنے سوالات شروع کئے۔ سب سے پہلے پوچھا کہ تم میں کون ہے جو حضورؐ کا قریبی رشتہ دار ہے۔ ابوسفیان نے اسے کو پیش کیا۔ ہرقل نے ان کو قریب بلا پایا۔ اور ان کی جماعت کے اور لوگوں سے کہا کہ میں ان سے سوالات کرتا ہوں۔ اگر یہ کسی بات کا غلط جواب دیں تو تم لوگ فوراً لوگ دیتا۔ اب ان کو اس کا گھٹکا ہوا کہ کہیں میرے ساتھ کسی میرے خلاف نہ کنڈیں اس لیے یہ کوئی بات غلط نہ کہہ سکے۔

ہرقل نے پوچھا۔ قریش میں ان کا نسب کیسا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا۔ ان کا نسب بہت عالی ہے۔

ہرقل۔ ان سے پہلے تم میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابوسفیان۔ نہیں۔

ہرقل۔ معزز لوگ ان کے پیرو ہیں یا کمزور۔ ابوسفیان۔ کمزور لوگ۔

ہرقل۔ ان کی جماعت بڑھتی جاتی ہے یا گھٹتی ہے۔ ابوسفیان۔ بڑھتی جاتی ہے۔

ہرقل۔ کوئی شخص ان کا مذہب اختیار کرنے کے بعد چھوڑتا بھی

ہے۔ ابوسفیان۔ نہیں۔

ہرقل۔ کبھی انھوں نے دھوکا بھی دیا ہے۔ ابوسفیان۔ نہیں۔  
 ہرقل۔ ان سے تم سے کبھی جنگ بھی ہوئی ہے۔ ابوسفیان۔ ہاں۔  
 ہرقل۔ اس جنگ کا کیا نتیجہ رہا۔ ابوسفیان۔ کبھی ہم غالب  
 رہے کبھی وہ۔

ہرقل۔ وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ ابوسفیان۔ خدا  
 واحد کی عبادت کرنے کا اور یہ کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر  
 اور اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ دو۔ خانہ پڑھو۔ خیرات کرو۔ صلہ رحمہ کرو۔  
 گناہوں سے پاک رہو۔

اس کے بعد ہرقل کو حضورؐ کے سچے بی بی بونے کا یقین ہو گیا۔ اور  
 مجمع عاہم میں اس کا اقرار بھی کیا۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ کے تجدید  
 معاملہ تھا اس میں بھی یہ پیش پیش رہے۔

۸۰ میں جب حضورؐ نے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے  
 ارادہ کیا۔ اور مکہ معظمہ میں حضورؐ کی آمد کی خبر مشہور ہوئی اس وقت  
 اسلام کی قوت بہت بڑھ چکی تھی اس لئے مکہ کے سربراہ اور وہ مشرکین  
 اور سرداران قریش جنھوں نے حضورؐ کو اور مسلمانوں کو سخت ایذا  
 دی تھیں۔ اور حضورؐ کے خون کے پیاسے تھے۔ سخت گھبراہٹ  
 حضورؐ مع فوج کے مدینہ میں آکر ٹھہرے۔ حضرت عباسؓ کو فوج  
 آیا کہ ان میں سے اکثر ہمارے اور حضورؐ کے عزیز ہیں۔ اگر حضورؐ



میں داخل ہو گئے اور قریش نے اپنی جان اور مال کی امان نہ لے لی تو سب تباہ ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ تلاش میں نکلتے کہ مکہ کا کوئی آدمی مل جائے تو اس سے کہلا بھیجیں کہ اگر امان مانگ لیں ورنہ بُری طرح ہلاک کئے جاؤ گے۔ اتفاق سے ابوسفیان مل گئے حضرت عباسؓ نے ان ساتھیوں کو لوٹا لے دیا اور ابوسفیان کو لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسٹے میں حضرت عمرؓ بھی پہنچ گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ ابوسفیان ہے خدا اور رسول کا دشمن حکم ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے ان کو امان دیدی ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم لے جا کر اپنے پاس رکھو صبح کو فیصلہ کیا جائے گا۔

اس ارشاد پر حضرت عباسؓ ابوسفیان کو ساتھ لیکر چلے گئے۔ صبح کو ان کو لیکر حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ابوسفیان! کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم توحید کا اقرار کرو۔ اس رحم و کرم کو دیکھ کر آپ نے توحید کا اقرار کر لیا مگر رسالت کے اب بھی منکر رہے۔ حضرت عباسؓ نے ڈانٹا کہ جب تمہارا سر تن سے جدا ہو جائے گا کیا اس وقت اقرار کرو گے۔ اسی وقت ابوسفیان نے نبوت کا بھی اقرار کیا۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے حضورؐ کے سامنے سر جھکا دیا۔ حضورؐ نے تمام مسلمانوں میں ابوسفیان کی جاں بخشی کا اعلان کیا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو امن ہے۔

قبول اسلام کے بعد جب حضرت عباسؓ ان کو لیکر لوٹے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کر دو کہ خدائی فوج کے جاہ و جلال کو دیکھ لیں۔ حضرت عباسؓ نے ان کو لیجا کر پہاڑ پر کھڑا کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اسلامی فوجیں تکبیر کہتی ہوئی گزرے لگیں ابوسفیان اسلامی شوکت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ انصار کا علم لئے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان کو دیکھ کر کہا۔ آج کعبہ حلال کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیان بہت ڈرے۔ حضرت عباسؓ سے کہا کہ آج میری حفاظت تمہارے ہاتھ ہے۔ سب کے آخر میں حضورؐ کے ساتھ جو فوج تھی وہ گزری۔ اس کا علم حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ ابوسفیان نے کہا اپنے سنا سعد بن عبادہؓ کیا کہہ گئے ہیں۔ اور جھانکھوں نے کہا تھا اس کو بتلایا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ اس پر غلاف چڑھایا جائے گا۔

قبول اسلام کے بعد آپؐ پہلے غزوہ حنین میں شریک ہوئے حضورؐ نے اس کے مال غنیمت سے سو اونٹ مرحمت فرمائے۔ پھر طائف کے محاصرہ میں شریک رہے۔ اس غزوہ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ طائف کے بربنی ثقیف کے بہت لوگ لڑے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے ساتھ بھیجے گئے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شام کی فوج کشی میں اپنے کنبہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ یرموک کی جنگ میں پہنچا بہادر بن

سے لڑے اور مسلمانوں کو بھی اُبھارتے تھے۔ ان کی بیوی بھی مسلمانوں  
 کو غیرت دلاتی تھیں۔ اس لڑائی میں ان کی دوسری آنکھ بھی جاتی رہی  
 اور بالکل اندھے ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں اٹھاسی برس کی عمر میں آپ نے  
 وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

آپ کے دو نامور بیٹے تھے۔ یزید بن عجلون نے شام کی فتوحات میں  
 بڑا نام پیدا کیا۔ اور امیر معاویہؓ جو تاریخ اسلام میں مشہور بادشاہ ہوئے  
 وہیاد جاہلیت کے وقت کی ناجائز اولاد سے تھا۔

### ۳۳۔ حضرت ابوالعاص بن ریح

آپ کے نام میں بہت احتمالات ہیں۔ ابوالعاص کنیت سے  
 مشہور ہیں۔ آپ حضرت خدیجہؓ کے بھائی تھے۔ اور ام المومنین حضرت  
 خدیجہؓ آپ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ یہ شہادت مالدار تھے۔ زمانہ  
 جاہلیت میں آپ کی تجارت بہت وسیع پیمانہ پر تھی۔ آپ نہایت  
 دیانت دار اور امانت دار مشہور تھے۔ حضرت فاطمہؓ کی بڑی بہن  
 حضرت زینبؓ سے آپ کی شادی ہوئی۔

جس وقت حضورؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت خدیجہؓ اور  
 ان کی تمام صاحبزادیوں نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔ جن میں  
 حضرت زینبؓ بھی شامل تھیں۔ لیکن ابوالعاص اپنے آبائی دین پر



قائم رہے۔ اسی لئے حضرت زینبؓ اُس وقت ہجرت نہ کر سکیں۔ غزوہ بدر میں ابوالعاص مشرکین کے اور قیدیوں کے۔ اثنیہ گرفتار ہو کر آئے تھے۔ تمام قیدیوں کے اعزہ نے فدیہ دے کر اُن کو چھڑا لیا۔ حضرت زینبؓ نے اُن کی طرف سے کچھ نقد اور ایک ہار رہجو اُن کو حضرت خدیجہؓ نے دیا تھا فدیہ میں بھیجا۔ حضورؐ کو حضرت خدیجہؓ سے بڑی محبت تھی۔ اور یہ ہار اُن کی یادگار تھا۔ اس لئے نہ چاہا کہ یہ ہار حضرت زینبؓ کے پاس سے جدا ہو۔ مسلمانوں سے فرمایا اگر تم لوگ بغیر اس ہار کے لئے ہوئے ابوالعاص کو چھوڑ سکتے ہو تو چھوڑ دو۔ مسلمانوں نے نہایت خوشی سے منظور کر لیا۔ اور ابوالعاص چھوڑ دئے گئے۔ ان سے وعدہ لے لیا گیا کہ حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں حضورؐ۔ حضرت زید بن حارثؓ کو چند انصاری بزرگوں کے ساتھ حضرت زینبؓ کے لانے کے لئے بھیجا یہ لوگ رات کو اُن کو لے کر مکہ مشرکین کو خبر نہ ہوئی یہ لوگ ان کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جب مشرکین کو خبر ہوئی تو ابوالعاص کے پاس آئے اور کہا کہ تم اُن کو چھوڑ دو اس کی عوض میں قریش کی جس عورت سے چاہو شادی کر لو۔ انھوں نے انکار کیا۔

رہائی کے بعد ابوالعاص پھر تجارت میں مشغول ہو گئے۔ ایک یہ قریش کا سامان تجارت لے کر شام گئے تھے۔ واپسی پر مسلمانوں نے ان کا کل سامان چھین لیا۔ جب مسلمان لوٹ گئے تو ابوالعاص

سامان حاصل کرنے کے لئے چھپ کر حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے۔  
 حضرت زینبؓ نے ان کو اپنی حمایت میں لے کر مسجد میں اعلان کر دیا۔  
 کہ میں نے ان کو پناہ دی حضورؐ نے سنا تو مسلمانوں سے فرمایا کہ  
 تم نے یہ اعلان سنا۔ سب نے کہا ہاں۔ ہم سب نے ان کو پناہ  
 دی اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ میری اور ابوالعاص کی قربت  
 سے واقف ہو۔ اگر تم لوگ ان کا مال واپس کر دو تو بہتر ہو سب نے  
 خوشی کل مال واپس کر دیا۔ ابوالعاص سارا مال لے کر مکہ معظمہ گئے  
 سب لوگوں کا سامان واپس کر کے حساب و کتاب سمجھا کے کہا  
 کہ اب میں مسلمان ہوتا ہوں۔ وہاں سے مدینہ واپس آکر باقاعدہ  
 شرف باسلام ہوئے۔ پھر حضرت زینبؓ کے ساتھ رہنے لگے۔  
 چونکہ آپ کا تجارتی کاروبار مکہ معظمہ میں تھا اس لئے کچھ  
 دنوں کے بعد آپ پھر مکہ معظمہ لوٹ گئے۔ حضرت زینبؓ کا  
 انتقال حضورؐ کے سامنے ہو چکا تھا۔ حضرت ابوالعاص بھی زیادہ  
 دن تک زندہ نہ رہے۔ ذی الحجہ ۳۱ھ میں آپ نے انتقال  
 فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔



# مطبع انوار احمدی الہ آباد کی مذہبی اردو کتب خانہ

یہ بچوں کے پڑھانے کے لئے عقائد کی کتاب ہے جس میں  
عقائد احمدی | اللہ رسول - فرشتے - جن - شیاطین - آسمانی - کتابوں -

قبر - قیامت - بہشت - دوزخ - دوسرے پیغمبروں - اصحاب رسول  
بابت عقائد کا بیان ہے اور ہر بیان کے ختم پر سوالات ہیں مسلمان  
بچوں کو اس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے - قیمت ۳۰

اس میں وضو کرنے کی ترکیب - نماز کے اوقات  
معلم الصلوٰۃ | ہر نماز کی نیت - نماز کی ترکیب - سورہ فاتحہ مع  
اور نماز کی دعائیں مع ان کے معنی کے نقل کی گئی ہیں -

قیمت ۳۰  
اس میں کلمہ طیبہ - ایمان مجمل - ایمانی مفصل  
مسائل الصلوٰۃ | معانی - وضو کے فرائض - سنن - مستحبات - وضو کے

بعد پڑھنے کی دعا - وضو توڑنے والی چیزیں - تیمم اور اس کا طریقہ - نہایت  
کا طریقہ - نماز کی فضیلت اور اس کے فائدے - نماز کے شرائط - نماز  
فرائض - واجبات - سنن - مستحبات - سجدہ سہوا اور اس کا طریقہ مفصل  
و مکروہات نماز - جماعت کا بیان - اذان و اقامت - قضا نمازوں  
پڑھنے کا طریقہ - بیمار کی نماز - مسافر کی نماز - جمعہ کے دن کے فضائل  
آداب - نماز جمعہ کی فضیلت اور جمعہ کی شرطیں - تراویح کا بیان -



کی نماز۔ موت کا بیان۔ مٹلانے اور کفن آنے کا طریقہ۔ جنازہ کی نماز کی ترکیب کا بیان ہے۔ ..... قیمت ۴۰

**مشائخ محمدیہ** | اس میں آپ کا حلیہ شریف۔ اور آپ کے حرکات و سکنات اور آپ کے اخلاق حمیدہ۔ اور آپ کے تمام ذاتی کام ابتداء سے وفات تک کا بیان ہے۔ قیمت ۶۰

**سیرت محمدی** | اس میں اسلام سے پہلے کی عرب کی حالت اور حضور کی ولادت سے لے کر وفات تک کے مختصر حالات ہیں۔ جس میں تبلیغ اسلام۔ ہجرت۔ غزوات وغیرہ سب کا نہایت جامع بیان ہے۔ ..... قیمت ۴۰

**عشرہ مبشرہ** | اس میں ان دس اصحاب رسول کے حالات ہیں جن کو حضور نے قطعی جنتی فرمایا ہے۔ وہ یہ حضرات ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت سعدؓ حضرت سعید بن زیدؓ ..... قیمت فی جلد ۱۰

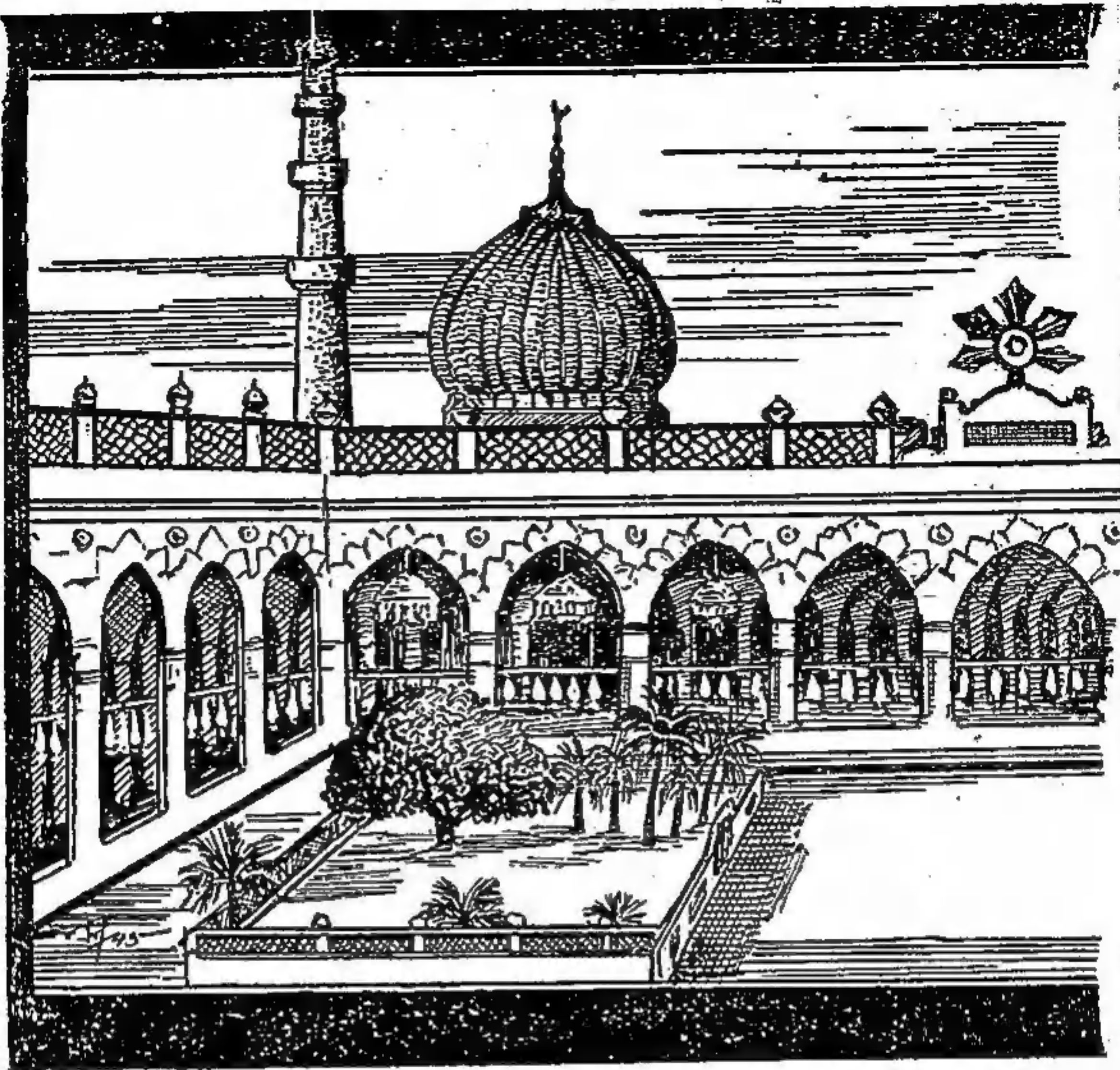
**حماہ حرمین** | اس میں عشرہ مبشرہ کے ان اہل اصحاب کے حالات ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کی محبت میں اپنا وطن مالوک اور مال و منال کو چھوڑ کر مکہ سے مدینہ پہنچے گئے۔ اور اسی وقت تک حضور کے جاں نثار رہے۔ ..... قیمت ۱۰

**انصار** | اس میں مدینہ کے اہم اہل اصحاب کے حالات ہیں جنہوں نے

..... قیمت ۱۰







# سیرتِ اصحاب

نسید جلال الدین احمد جعفری زیدی